بن تیرے کیا ہے جینا

از قلم فروا خالد

مکمل ناول

”واٹ دا ہیل !کیا ہے یہ؟تم لوگ جانتے ہو آبرو کو مرچوں سے کتنی الرجی ہے۔ پھر بھی اتنی لاپرواہی برتنے کی وجہ۔ “

ثمن آبرو کی خطرناک حد تک لال پڑتی رنگت دیکھ ملازمین کو بُری طرح جھاڑتے ہوئے بولی تھی۔

آبرو کو سپائسی کھانوں اور خاص کرکے لال مرچوں سے بہت الرجی تھی۔ ایک بائٹ سے بھی جلن کے احساس سے،اُس کی حالت خراب ہونے لگتی تھی۔

"میم آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ “

سامنے کھڑے دونوں کک میں سے ایک ہولے سے منمنایا تھا۔

"تم لوگ یہاں رہو گے تب ہی دوبارہ ایسا ہونے کے چانسز ہونگے۔ میں ڈس مس کرتی ہوں تم لوگوں کو اِس جاب سے۔ اپنا حساب کلیئر کرو اور نکلو یہاں سے۔ "

ثمن کے فیصلے ہمیشہ ایسے ہی دوٹوک ہوتے تھے۔

آبرو اپنی میڈیسن لے کے خود کو کافی حد تک نارمل کرچکی تھی۔ مگر اُسے اِس سب میں بھی کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ اُس کی آپی اپنے ملازمین کو رکھے یا نکالے۔

"آبرو سویٹ آر یو اوکے۔ کیسا فیل کررہی ہو اب تم؟ "

ملازمین کو بھیج کر اب وہ نیوز پیپر پر نظریں گاڑھی بیٹھی آبرو کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"اب بہتر ہوں۔ احمر بھائی نظر نہیں آرہے۔ "

آبرو نے جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے پوچھا تھا۔

"احمر تو صبح صبح ہی آفس کے لیے نکل گئے تھے۔ اُن کا ارادہ تھا۔ آج آفس کے سارے کام نبٹا لیں۔ کل صبح کی فلائیٹ ہے ہماری۔"

ثمن نے تفصیل سے جواب دیا تھا۔

"تم بھی آجاتی ہمارے ساتھ تو کتنا اچھا ہوتا۔ اب مجھے وہاں ہر وقت تمہاری ہی ٹینشن لگی رہے گی۔"

ثمن نے فکرمند نظروں سے نیوی بلو رنگ کی سٹائلش سی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس اپنی حد درجہ حسین بہن کی جانب دیکھا تھا۔ جس کی دلکشی اور نزاکت میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ آنکھوں کو خیرہ اور دلوں کی دھڑکنیں ساکت کردینے والا یہ حُسن کئی دلوں پر قیامت ڈھا چکا تھا۔

مگر اُسے ابھی تک اپنا پرفیکٹ میچ نہیں مل پایا تھا۔

"اوہ پلیز آپی اب آپ دوبارہ مت شروع ہوجایئے گا۔ میں کوئی چھوٹی بچی تھوڑی ہوں۔ اتنے بڑے بزنس کو کامیابی سے چلا رہی ہوں۔ اپنا خیال رکھنا خود اچھے سے

جانتی ہوں۔ آپ ریلیکس ہو کر اپنا ٹرپ انجوائے کریں۔ میں اپنی لائف میں بہت ہی خوش ہوں۔ آپ کو میرے بارے میں اتنا فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

آبرو ثمن کا ہاتھ تھامے بولی تھی۔ وہ آبرو کی کیئر چھوٹی بہنوں کے جیسی نہیں۔ بلکہ اپنی اولاد سے بڑھ کر کرتی تھی۔

"آپی پلیز آپ مائنڈ مت کیجیئے گا۔ مگر میں یہاں رہنے سے زیادہ اپنے گھر میں کمفرٹیبل محسوس کرتی ہوں۔کل آپ لوگوں کے جانے کے بعد میں واپس چلی جاؤں گی۔ اِس لیے آپ کو میری خاطر یہاں کے ملازمین میں ردو بدل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

آبرو کی بات پر ثمن نے اُسے خفگی سے گھورا تھا۔ وہ بہت ضدی تھی۔ اپنے مرضی کے خلاف دل رکھنے کے لیے بھی بہت مشکل سے مانتی تھی۔

"اوکے۔ جیسی تمہاری مرضی میں نے منع کیا تو تم نے کونسا رُک جانا ہے۔ مگر پرامس کرو تم روز مجھ سے بات کرو گی۔ اگر ایک دن بھی کال نہ سنی تم نے،تو میں نے واپس آجانا ہے۔ "

ثمن نے وارنگ دی تھی۔ وہ آبرو کی عادتوں سے اچھی طرح واقف تھی۔ جس نے ایک دو بار کے بعد دوبارہ اُسے کال نہیں کرنی تھی۔

ثمن کی چھ سال پہلے احمر سے شادی ہوچکی تھی۔ اُس کے دو بیٹے تھے۔ ثمن کا سسرال امریکہ میں شفٹ تھا جبکہ احمر کا بزنس پاکستان میں ہی تھا۔ اِس لیے وہ لوگ یہیں رہتے تھے۔ مگر اِس کی ایک بڑی وجہ آبرو بھی تھی۔

ثمن ابھی بہت کم عمر تھی، جب ایک حادثے میں اُن کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہوگئی تھی۔ جس کے بعد ثمن نے اپنی چھوٹی بہن کو سینے سے لگا کر پالا تھا۔ اُس کی زرا سی تکلیف پر ثمن تڑپ اُٹھتی تھی۔ اُن کے فادر کا وسیع و عریض پیمانے پر پھیلا بزنس تھا۔ جسے شادی سے پہلے ثمن ہی سنبھالتی آئی تھی۔ مگر اب اُس کی ساری باگ ڈور

آبرو کے ہاتھ میں تھی۔ وہ بہت ہی کامیابی سے اپنے بزنس کو ترقی کی منزلیں طے کروا رہی تھی۔

وہ ثمن کے بہت کہنے کے باوجود رہتی اپنے گھر ہی تھی۔ مگر اکثر اوقات ثمن کو ملنے یہاں اُس کے گھر رہنے ضرور آتی تھی۔

اُس کے پاس ثمن کے علاوہ اور کوئی قریبی رشتہ نہیں تھا۔ وہ اپنی جان چھڑکنے والی بہن سے بہت محبت کرتی تھی۔ مگر آبرو کو اپنی فیلنگز ایکسپریس کرنا بالکل بھی نہیں آتا تھا۔ دیکھنے میں وہ بہت پراؤڈی اور ریزرو نیچر کی لگتی تھی۔ اُس کی پرسنیلٹی کو دیکھ لوگ متاثر تو بہت ہوتے تھے۔ مگر اُس کے قریب جانے سے ایک ہچکچاہٹ بھی محسوس کرتے تھے۔ کہ کیا یہ مغرور حسینہ اُن کی بات کا جواب بھی دے گی۔

آبرو ریزرو تو تھی مگر مغرور بالکل بھی نہیں تھی۔ اُسے کبھی بھی اپنی دولت اور حُسن پر گھمنڈ نہیں رہا تھا۔ مگر لوگوں میں گھلنے ملنے میں اُسے کافی پرابلم پیش آتی تھی۔ ریزن صرف یہی تھا کہ وہ ہمیشہ سے اکیلے رہنے کی عادی تھی۔ ثمن اپنی سٹڈی اور

بزنس میں مصروف ہوکر کوشش کے باوجود بہت کم ٹائم دے پاتی تھی۔ اِسی وجہ سے آبرو تھوڑا اِس نیچر کی ہوگئی تھی۔

"اوکے آپی میری آج ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے مجھے آفس ارجنٹ پہنچنا ہے۔ میں جانتی ہوں میری اِس پرفیکٹ لیڈی کو اپنی تیاری میں میری کوئی ہیلپ نہیں چاہیے ہوگی۔ "

آبرو ثمن کی گال پر بوسہ دیتی اپنی چیزیں اُٹھاتی باہر نکل گئی تھی۔ ثمن کی محبت پاش نظروں نے دروازے سے اوجھل ہونے تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔ اُس کا زرا بھی دل نہیں تھا۔ آبرو کو یہاں اکیلا چھوڑ کر جانے کا۔ مگر اُس کے سسرال میں نند کی شادی تھی۔ اور ویسے بھی کافی ٹائم سے وہ وہاں نہیں گئی تھی۔ اب جانا بہت ضروری تھا۔

★★★★★★★★

"اوہ نو !یہ اتنی بھیڑ کیوں جمع ہے،میں پہلے ہی میٹنگ کے لیے لیٹ ہوچکی ہوں۔ "

روڈ کے عین درمیان میں لوگوں کو جمع دیکھ آبرو شدید کوفت کا شکار ہوئی تھی۔ اتنی بار ہارن بجانے کے باوجود لوگ ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

اُسے خود ہی ڈرائیونگ کرنا پسند تھا۔ اِس لیے کبھی اُسے ڈرائیور کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔

باقی گاڑیاں بھی روڈ پر رک رہی تھیں۔ آگے معاملہ کافی سیریس لگ رہا تھا۔ آبرو کو یہی فیل ہوا تھا کہ شاید آگے کسی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے .وہ گاڑی سے نکل کر ڈور لاک کرتی متجسس سی بھیڑ کی جانب بڑھ گئی تھی۔

آگے آکر وہاں کا منظر دیکھ آبرو کے چودہ طبق روشن ہوگئے تھے۔ وہاں کوئی جاہل شخص اتنے لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کو بُری طرح پیٹ رہا تھا۔ اور بجائے لوگ اُس عورت کو بچانے کے موبائل اُٹھا کر ویڈیو کیپچر کرنے میں مصروف تھے۔ آبرو لوگوں کی اِس بے حسی پر افسردہ ہوئی تھی۔ اُس عورت کے سر سے دوپٹہ اُتر چکا تھا۔ وہ ہاتھ

جوڑتی اپنے شوہر سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ مگر اُس ظالم و جابر شخص کو اپنی بیوی کی حرمت کا بھی خیال نہیں رہا تھا۔

"آپ پلیز جا کر اُن کی ہیلپ کریں،وہ انسان غلط کررہا ہے۔ "

آبرو نے سائیڈ پر کھڑے ویڈیو بناتے لوگوں کو دیکھ کر کہا تھا۔ مگر وہ بجائے اُس کی بات سننے کے۔ عجیب نظروں سے اُس کی جانب دیکھنے لگے تھے۔ جو دوپٹے کے بغیر سٹائلش سے ڈریس میں لیئرز میں کٹے لمبے بالوں کو نازک کمر پر بکھیرے اپنے قاتلانہ حُسن کے ساتھ وہاں کے لوگوں کے لیے دعوتِ نظارہ پیش کررہی تھی۔ آبرو ہمیشہ اپر کلاس میں ایسے ہی حلیے میں رہتی تھی۔ کبھی اُسے اتنا ان کمفرٹیبل محسوس نہیں ہوا تھا۔ جتنا اِس وقت لوگوں کی اپنے وجود کے آرپار ہوتی نظروں کو دیکھ کر ہورہا تھا۔ کسی کو بھی وہاں سے ہلتا نہ دیکھ آبرو خود ہی آگے بڑھی تھی۔ یہ سب دیکھنا اُس کی برداشت سے باہر تھا۔

"چھوڑو اُسے،پیچھے ہٹو۔ "

آبرو نے اُس عورت کو اُس کے شوہر سے دور کرنا ہی چاہا تھا۔ جب اُس آدمی نے آبرو کو بھی زور دار دھکا مارتے اپنے معاملے میں دخل اندازی کرنے سے روکا تھا۔ اُس آدمی کے مطابق یہ اُن کا پرسنل میٹر تھا۔ مگر وہ جاہل انسان خود اپنے گھر کے معاملے کو بیچ چوراہے پر لے آیا تھا۔

آبرو اِس شدید دھکے پر منہ کے بل روڈ کے اُوپر گرتی، جب دو مضبوط ہاتھوں نے اُسے تھام کر گرنے سے بچا لیا تھا۔ آبرو گرنے کے ڈر سے اُس شخص کا بازو مضبوطی سے جکڑ گئی تھی۔

"آپ پلیز سائیڈ پر رہیں، آپ کو چوٹ لگ سکتی ہے۔"

آبرو کو تھام کر اپنے سہارے سیدھا کھڑا کرتے وہ بولا تھا۔ جبکہ اتنی دلکش گھمبیر آواز اور پرسوز لہجے پر آبرو نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر اپنے سامنے موجود لمبے چوڑے شخص کو دیکھا تھا۔ جو دیکھنے میں اپنی آواز سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ بلو پینٹ شرٹ میں

وہ وجاہت کا شاہکار اپنے مہذب لہجے میں بات کرتا آبرو کو پوری طرح اپنی جانب متوجہ کر گیا تھا۔

وہ پہلی نظر میں تو کیا، کافی ملاقاتوں کے بعد بھی لوگوں سے کچھ خاص متاثر نہیں ہو پاتی تھی۔ مگر اِس انسان نے تو اپنی ایک جھلک میں ہی اُسے اچھا خاصہ متاثر کر دیا تھا۔ وہ اُس کی گہری براؤن آنکھوں سے نظر نہیں ہٹا پائی تھی۔ وہ کتنی ہی دیر ایسے ہی اُس کے حصار میں اُس کے سہارے کھڑی رہتی جب وہ خود ہی اُسے سائیڈ پر کرتا اُن دونوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اُس نے ایک نظر کے بعد آبرو پر دوسری نگاہ تک نہیں ڈالی تھی۔

آبرو وہی کھڑی اُسے دیکھنے لگی تھی۔ جو اب اُس جاہل شخص کو اُس کی بیوی سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ پاگل شخص جیسے آج اپنی بیوی کو جان سے مار دینے کے بعد ہی چھوڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اُس نے اُس اجنبی شخص کو بھی ایسے ہی دھکا مارا تھا۔ مگر مقابل کا پڑنے والا زور دار گھونسا اپنی بیوی پر طاقت آزمانے والے اُس کمزور شخص کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

وہ قطعی اِس کے لیے تیار نہیں تھا۔ منہ کے بل روڈ پر جا گرا تھا۔

"بے غیرت، بزدل انسان زرا شرم نہیں آئی اپنی بیوی پر ہاتھ اُٹھاتے، اُسے سرے عام یوں بے آبرو کرکے اپنی گھٹیا مردانگی دیکھاتے۔ تم جیسوں نے ہی مردوں کو بدنام کرکے رکھ دیا ہے۔ "

نضال ڈری سہی اُس عورت کا نیچے پڑا دوپٹہ اُٹھا کر اُس کے گرد اوڑھاتے اُس کے شوہر پر دھاڑا تھا۔

"دیکھو یہ ہمارا آپسی معاملہ ہے۔ تم جو کوئی بھی ہو ہمارے معاملے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری بہتری اِسی میں ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ "

وہ آدمی اپنی جگہ سے اُٹھتا نضال کو دھمکاتے ہوئے بولا تھا۔ جس کا ایک ہاتھ ہی اُس کے چودہ طبق روشن کرچکا تھا۔

"آپ یہ میرا موبائل لیں اور اپنے گھر والوں کو کال کرکے انفارم کردیں کہ وہ آپ کو یہاں سے آکر لے جائیں۔ "

نضال نے اپنا موبائل نکال کر اُس کی جانب بڑھایا تھا۔ وہ عورت تشکر بھری نظروں سے اپنے سامنے کھڑے فرشتہ صفت شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جو وہاں موجود بھیڑ کی طرح تماشہ دیکھنے اور ویڈیو ریکارڈ کرنے کے بجائے اللّٰہ کی رضا کے لیے اُس کی مدد کررہا تھا۔

"بھائی ہوں میں اِس کا۔ اب زرا قریب آکر دیکھاؤ۔ "

نضال اُس عورت کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہوتا۔ اُس کے شوہر سے چیلینجگ انداز میں مخاطب ہوا تھا۔

آبرو کی نظریں نضال سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔ کس طرح کچھ ہی لمحوں میں وہ ایک انجان عورت کے سر پر چادر اُوڑھاتا، وہاں موجود تمام مردوں کے منہ پر تمانچہ

مار گیا تھا۔ جن کے لیے عزت کی حقدار صرف اُن کے اپنے گھر کی عورتیں ہی تھیں۔ باقی سب کے لیے تو وہ ایسے ہی ہر وقت تماش بین بننے کو تیار رہتے تھے۔

"تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے۔ یہ ہم دونوں میاں بیوی کا معاملہ ہے۔"

اُس شخص کی غصے بھری نظریں ابھی بھی نضال کے پیچھے چھپی اپنی بیوی پر تھیں۔ مگر نضال کے خوف سے وہ آگے نہیں آپارہا تھا۔

نجانے کتنی دیر سے اپنی بیوی کو پیٹتا خود تھوڑی سی مار سے ڈر گیا تھا۔

"ٹھیک تو واقعی میں نے نہیں کیا۔ تم اِس سے زیادہ مار کے حقدار تھے۔ لیکن فکر نہ کرو۔ ابھی پولیس آکر ساری کمی پوری کردے گی۔"

نضال نے اُسے پولیس کا ڈراوا دیا تھا۔ جسے سنتے ہی وہ شخص اپنی بیوی کو وہیں چھوڑتا بھاگ نکلا تھا۔

وہاں موجود تماش بین تماشا ختم ہوتے دیکھ وہاں سے ہٹ رہے تھے۔ آبرو نے افسوس بھری نظروں سے اُن لوگوں کی جانب دیکھا تھا۔کاش جو اِس طرح ویڈیو ریکارڈ کرتے

اور دوسروں کی بیٹی کو دنیا کے سامنے بے عزت ہوتا دیکھ وہ اِس بات کا احساس کر پاتے کہ اِس مقام پر اُن کی اپنی بہن بیٹی بھی ہوسکتی تھی۔ اگر وہ اِس عورت کے مقام پر ایک بات بھی اپنی بہن بیٹی کو سوچ لیتے تو اتنے بے حس کبھی نہ بنتے۔

مگر آج کل کے نفسا نفسی کے دور میں احساس تو نام کو بھی نہیں رہا تھا لوگوں میں۔

لیکن ابھی کہیں کہیں کوئی اکادکا فرشتہ صفت لوگ موجود تھے۔ آبرو کی متاثرکن نظریں نضال سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ وہ بھول چکی تھی کہ ابھی کچھ دیر بعد اُس کی امپورٹنٹ میٹنگ تھی۔

اُس عورت کے گھر والے آکر نضال کے احسان مند ہوتے اپنی بیٹی کو لے گئے تھے۔ آبرو ابھی بھی اُسی مقام پر کھڑی غور سے اُس کا جائزہ لے رہی تھی۔ چوڑے مضبوط شانے،فراخ سینہ اور سلوٹ آلود کشادہ پیشانی پر بکھرے گھنے سیاہ بالوں کو ہاتھ سے

ماتھے کے اُوپر سیٹ کرتا وہ آبرو پر بنا ایک نظر ڈالے کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی بائیک کی جانب بڑھ گیا تھا۔

جب تک وہ بائیک پر بیٹھ کر نظروں سے اوجھل نہیں ہوا تھا۔ آبرو وہیں کھڑی اُسے دیکھتی رہی تھی۔

"ہینڈسم ہونے کے ساتھ ساتھ اٹیچوڈ بھی کمال کا ہے۔ ویری انٹرسٹنگ "!

آبرو کو ثمن اپنے سوشل سرکل کا ہر لڑکا دیکھا چکی تھی۔ مگر کوئی بھی آبرو کو پسند نہیں آیا تھا۔ وہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتی تھی۔ جس کی وجہ سے ثمن نے اب تنگ آکر ایسا کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

لیکن آج زندگی میں پہلی بار آبرو کو کوئی پسند آیا تھا۔ اور وہ بھی ایسا جو اُس کی پسند کے عین مطابق تھا۔ اُسے یہ شخص ایک دم پرفیکٹ لگا تھا۔

★★★★★★★★

"اُجالا بھائی آگیا ہے، پانی لاکر دو۔ میرا بیٹا کتنا تھک گیا ہے۔ "

نجمہ بیگم نضال کا پژمردہ چہرا دیکھ فکرمندی سے اُس کے قریب صوفے پر آبیٹھی تھیں۔ وہ اچھے سے جانتی تھیں۔ یہ تھکن پورے دن کی خواری کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ آج پھر بنا جاب کے ناکام لوٹنے کی تھی۔

نضال نے ایم بی اے کیا ہوا تھا۔ وہ بہت ہی ٹیلنٹڈ اور محنتی انسان تھا۔ مگر جاب کے معاملے میں بہت ہی اَن لکی رہا تھا۔ اُسے اُس کے معیار اور خواہش کے مطابق جاب نہیں مل پائی تھی۔ معمولی سی تنخواہ والی چھوٹی موٹی جاب کرکے وہ تنگ آچکا تھا۔

ہمیشہ ہر جگہ اُس کا انٹرویو بہت پسند کیا جاتا تھا۔ مگر جاب کے لیے کال نہیں آپاتی تھی۔ جس کی وجہ سفارشی لوگ تھے۔ لوگ اپنے سورسز استعمال کرکے حقدار لوگوں کا حق بہت آرام سے چھین لیتے تھے۔ اِنہی سب باتوں نے نضال کو بُری طرح بدظن کردیا تھا۔

اُس کے فادر حیدر صاحب ایک گورنمنٹ جاب کرتے تھے۔ مگر اُن کے پچھلے سال ہی ریٹائرڈ ہوجانے کی وجہ سے اب نضال پر زمہ داریاں کافی بڑھ گئی تھیں۔ وہ تین

بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا،فریحہ اُس سے بڑی اور شادی شدہ تھی،انعم اور اجالا اُس سے چھوٹی تھیں اور ابھی پڑھ رہی تھیں۔ جن کے تعلیمی اخراجات بھی بہت زیادہ تھے۔ نضال کی پریشانیاں دن بدن بڑھتی جارہی تھیں۔

"بیٹا پریشان مت ہو، اللہ مالک ہے سب ٹھیک ہوجائے گا۔ میرے بیٹے کو اُس کی محنت کا پھل ضرور ملے گا۔ "

نجمہ بیگم ایک انتہائی صابرو شاکر خاتون تھیں۔ کبھی کسی نے اُن کے چہرے پر مایوسی اور نااُمیدی نہیں دیکھی تھی۔ نضال اپنا سر اُن کی گود میں رکھتا لیٹ گیا تھا۔ وہ ہلکے ہلکے اُس کے سر کا مساج کرتیں سمجھانے لگی تھیں۔ وہ ماں کی گود میں سکون محسوس کرتا آنکھیں موند گیا تھا۔

"تائی امی وہ۔۔۔۔۔۔ "

کنزا اُونچی آواز میں نجمہ بیگم کو پُکارتی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔ مگر نجمہ بیگم نے نضال کے بے آرامی کے خیال سے اُسے اشارہ کرکے خاموش رہنے کا کہا تھا۔

کنزا اُن کے چچا کی بیٹی تھی،اُن دونوں کے گھر ساتھ ساتھ تھے،درمیان میں ایک دروازہ بھی رکھا گیا تھا۔ جہاں سے ہر وقت اُن سب کا آنا جانا تھا۔ کنزا کے فادر جاوید صاحب کا اپنا جنرل سٹور تھا۔ وہ لوگ دو بہنیں اور دو بھائی تھے۔ اُن لوگوں کے گھر کے حالات اِس گھر سے کافی بہتر تھے۔

دونوں گھرانوں میں بہت پیار تھا۔ کنزا اور نضال کی منگنی ہوچکی تھی۔ اور وہ ایک دوسرے کو بہت پسند بھی کرتے تھے۔ وہیں دوسری جانب انعم کی منگنی کنزا کے بڑے بھائی فہد سے ہو رکھی تھی۔ وہ سب ایک ساتھ مل بانٹ کر رہتے اپنی زندگیوں میں بہت خوش تھے۔

"تائی جان کیا ہوا نضال اتنا تھکا ہوا کیوں لگ رہا ہے، اِس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔ "

کنزا نجمہ بیگم کے قریب آتی فکرمندی سے وہیں صوفے پر لیٹے نضال کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"جاب نہیں ملی آج بھی، اِس لیے پریشان ہے۔ پتا نہیں کیسے لوگ ہیں،میرے بیٹے کی قابلیت کیوں نہیں نظر آتی اِنہیں۔ ہر جگہ نااہل لوگ سفارشوں کے بل بوتے پر آگے نکل رہے ہیں۔ "

نجمہ بیگم نضال کی مایوسی دیکھ آج تھوڑی دالبرداشتہ ہوگئی تھیں۔

"تائی آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم سب کی دعائیں ہیں نضال کے ساتھ دیکھئے گا ایک دن بہت کامیابی ملے گی نضال کو۔ "

کنزا محبت پاش نظروں سے نضال کی جانب دیکھتے بولی تھی۔

" اچھا تو تم دعا بھی کرتی ہو میرے لیے۔ مجھے لگا تمہیں صرف مجھ سے لڑنا ہی آتا ہے۔ "

نضال جو اُن دونوں کی سرگوشیوں سے جاگ چکا تھا۔ آنکھیں کھول کر اُسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"اچھا جیسے ابھی بھی میں لڑائی شروع کر رہی ہوں، ہیں نا۔ "

کنزا ہمیشہ کی طرح اُس کی بات پر چڑ بھی گئی تھی۔ نجمہ بیگم اُن دونوں کی نوک جھوک پھر سے شروع ہوتی دیکھ مسکراتی اُٹھ گئی تھیں۔

"تم نے بالوں کی کٹنگ کروا لی۔ ‘‘

نضال اُسے بار بار ماتھے پر آئی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستا دیکھ خفگی سے بولا تھا۔ اُسے لمبے بال اچھے لگتے تھے۔ مگر کنزا کو لمبے بال رکھنے سے اُلجھن ہوتی تھی۔ اِسی بات پر اکثر اُن دونوں کی بحث بھی ہوجاتی تھی۔ اب بھی نضال اُس کے جسٹی فیکیشن دینے کے باوجود خفا ہوتا اُٹھ گیا تھا۔ وہ لوگ بچپن کے دوست تھے۔ اُن کے درمیان بہت زیادہ بے تکلفی تھی۔ اِس لیے اُن کا یہ روٹھنا منانا چلتا رہتا تھا۔

★★★★★★★★★★

"چوہدری صاحب یہاں اکیلے بیٹھے کیا سوچ رہے ہیں۔ لگتا ہے آج بھی آپ کی پوتیوں نے فون نہیں اُٹھایا آپ کا۔ ‘‘

زلیخہ بیگم اپنے شوہر کے پاس آکر بیٹھتیں، اُن کے ہاتھ میں موجود موبائل دیکھ کر بولی تھیں۔

وہ دونوں شام کے اِس وقت حسبِ معمول حویلی کے اُونچائی والے حصے پر موجود کچے صحن میں بیٹھے تھے۔ چوہدری حشمت کا ملازم اُن کے سامنے حقہ رکھ کر جاچکا تھا۔

''ثمن اپنے شوہر کے ساتھ باہر جارہی ہے۔ آبرو اب پیچھے اکیلی ہوگی۔ مجھے میرے ایک خاص آدمی سے پتا چلا ہے۔''

چوہدری حشمت کے چہرے پر پُراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

''ہمم !وہ تو اتنی تیز نہیں ہے، معصوم سی ہی تو ہے۔ اُس نے تو فوراً ہماری باتوں میں آجانا ہے۔ میں بس ثمن کے جانے کے انتظار میں ہی تھا۔''

چوہدری حشمت نے بات ختم کرتے حقے کا لمبا کش لیا تھا۔

جبکہ زلیخہ بیگم کے چہرے پر آگے کا سوچتے ایک شاطرانہ مسکراہٹ بکھری پڑی تھی۔

"آپ کو لگتا ہے وہ اپنی بہن سے پوچھے بغیر ہم سے ملے گی بھی سہی۔ ثمن بہت تیز لڑکی ہے، قابو میں رکھا ہوا ہے اُس نے اپنی چھوٹی بہن کو۔ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا ہم سوچ رہے ہیں۔ "

زلیخہ بیگم وقت سے پہلے خوشیاں منانے کے حق میں نہیں تھیں۔ جو کام اتنے سالوں سے نہیں ہوپارہا تھا۔ وہ اب بھی اتنا آسانی سے ہونا مشکل ہی تھا۔

"میں سوچ چکا ہوں اب مجھے کیا کرنا ہے۔ ثمن بھی اب کچھ نہیں کر پائے گی۔ جو بھی ہو دادا لگتا ہوں اُسکا۔ مجھ سے کبھی دشمنی مول نہیں لے گی وہ۔ "

چوہدری حشمت کے دماغ میں کوئی بہت بڑی بات چل رہی تھی مگر زلیخہ بیگم کو بس اپنے مطلب سے غرض تھی۔

وہ دونوں ابھی اِنہیں باتوں میں مصروف تھے۔ جب گیٹ سے اندرداخل ہوتی دلاور کی جیپ دیکھ اُن دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پورے ایک ہفتے بعد وہ شکار سے واپس لوٹا تھا۔

"کیسے ہیں آپ دونوں؟ "

دلاور اُن دونوں کے قریب جھک کر ملتا احتراماً بولا تھا۔

"میرے جگر کا ٹکڑا آگیا۔ میں صدقے جاؤں میرے بچے کی۔ ہم بالکل ٹھیک ہیں۔ مگر تو جب ہفتوں غائب رہتا ہے۔ تو تیری دادی بہت اُداس ہوجاتی ہے۔ "

زلیخہ بیگم دلاور کا ماتھا چومتیں محبت سے چور لہجے میں بولی تھیں۔

"اب مہینہ کہیں نہیں جاؤں گا،وعدہ کرتا ہوں آپ سے۔ "

دلاور زلیخہ بیگم کے ہاتھ چومتا عقیدت سے بولا تھا۔ اُس کی یہی سب باتیں ہی تو اُن کو نہال کردیتی تھیں۔

"جیتا رہ میرا پُتر۔ جا آرام کرلے تھک گیا ہوگا اب۔ "

زلیخہ بیگم شیریں لہجے میں مخاطب ہوئی تھیں۔

اُن کی جان بستی تھی اپنے اکلوتے پوتے میں۔ جو کہ حشمت صاحب کے بڑے بیٹے کی اکلوتی نرینہ اولاد تھی۔ وہ اُن سب کی آنکھوں کا تارا تھا۔

چوہدری حشمت اُس کی شادی اپنی چھوٹی پوتی آبرو سے کرنا چاہتے تھے۔ مگر ثمن اِس سب کے سخت خلاف تھی۔ اپنے دادا سے قطع تعلق کرنے کا اور بہت سی باتوں کی طرح ایک بہت بڑا ریزن یہ بھی تھا۔

★★★★★★★★★

" غنی صاحب فائنانس منیجر کی پوسٹ کے لیے جو انٹریوز ہونے تھے، اُن کا کیا بنا۔ "

آبرو نے فائلز پر سائن کرکے اُن کی جانب بڑھاتے پوچھا تھا۔

"یس میم انٹریوز ہوچکے ہیں۔ پانچ لوگ شارٹ لسٹ ہوئے ہیں،جن میں سے میرٹ میں ٹاپ پر نضال حیدر اور سیکنڈ پر بلال احمد آرہے ہے۔ بلال احمد کے لیے بہت بڑی سفارش ہے یہاں کے ایس پی صاحب کی۔ تو میرا خیال ہے اُنہیں رکھنا چاہیے۔ "

غنی صاحب جو کہ اُس کی کمپنی کے چیف ایگزیکٹو تھے۔ اُس کے بعد کمپنی کے سارے معاملات اُنہی کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔ اُنہوں نے تو آبرو کو بتائے بغیر خود اپنی مرضی سے کسی کو ہائر کر لینا تھا۔ اگر وہ پوچھتی نہ تو۔

"غنی صاحب یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ آپ جانتے ہیں میں ہمیشہ اپنے سٹاف کا ہر فرد میرٹ پر رکھتی ہوں۔ چاہے وہ گارڈ اور چپراسی ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ نے سفارش کی وجہ سے کسی میرٹ والے شخص کے ساتھ ناانصافی کرنے کا سوچا بھی کیسے؟ آپ کی اِس بات نے مجھے بہت ڈس اپائنٹ کیا ہے۔ "

آبرو نے پیپر ویٹ گھماتے اُن کو افسوس بھری نظروں سے دیکھا تھا۔

غنی صاحب درمیانی عمر کے اور اُن کے بہت پرانے سٹاف ممبر تھے۔ اِس لیے اِس کمپنی میں کافی اُونچا مقام حاصل تھا اُنہیں۔ یہاں کا چیف ایگزیکٹو بھی ثمن نے ہی بنایا تھا اُنہیں۔

"سوری میم !ایسا کچھ نہیں ہے۔ وہ دراصل اِن پولیس والوں کا پتا تو ہے نا آپ کو بلاوجہ ہی بات کا ایشو بنا لیتے ہیں۔ اِسی لیے میں نے سوچا ایک شخص کا ہی فرق ہے اُسی کو بلا لیتے ہیں۔ "

غنی صاحب آبرو کو خفا ہوتے دیکھ سارا ملبہ ہی اپنے سر سے ہٹا گئے تھے۔

"بات ایک دو افراد کی نہیں۔ اصول کی ہے۔ میری کمپنی کے یہی اصول ہیں۔ یہاں سفارش اور رشوت کسی قیمت پر نہیں چلے گی۔ آپ نضال حیدر کو کال کردیں۔ کل ہی سے وہ جوائننگ دیے دیں۔ "

آبرو اُنہیں حتمی جواب دیتے جانے کا بول گئی تھی۔

اُن کے جانے کے بعد آبرو صبح کا واقعہ یاد کرتی مسکرا دی تھی۔ اُس نے موبائل نکال کر گیلری اوپن کی تھی۔

اُس کی ہمیشہ سے عادت رہی تھی۔ جب بھی اُسے کوئی چیز پسند آتی تھی۔ وہ ایسے ہی اُس کی تصویر کیمرے میں کیپچر کرکے اپنے پاس رکھ لیتی تھی۔ جیسے اِس وقت اُس جیتے جاگتے انسان کو اُس کا دل پسند کر بیٹھا تھا۔ جسے وہ دل میں قید تو نہیں کرپائی تھی۔ مگر اُس کی تصویر اپنے پاس محفوظ ضرور کرلی تھی۔

تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ وہ اُس انجان عورت کو پروٹیکٹ کرتا آبرو کو بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

★★★★★★★★

" یہ مٹھائی کس خوشی میں۔ "

کنزا اُجالا کو مُٹھائی کا ڈبا اُٹھائے اندر آتا دیکھ خوشگوار حیرت سے بولی تھی۔

"بھائی کی اِس شہر کی بہت بڑی کمپنی میں جاب ہوگئی ہے، تنخوا بھی بہت اچھی ہے۔ "

اُجالا کے چہرے سے اُس کی خوشی چھلک رہی تھی۔ جبکہ اُس کی بات پر وہاں بھی سب بہت خوش ہوئے تھے۔ کنزا تو فوراً نضال کو مبارک باد دینے بھاگ گئی تھی۔

نضال اپنے روم میں بیٹھا سونے کی تیاری ہی کررہا تھا۔ کل صبح اُسے ٹائم پر آفس پہنچ کر جوائننگ دینی تھی۔ اُسے ابھی صرف اتنا ہی پتا چلا تھا۔ کہ اُس کی کوئی لیڈی باس تھی۔ جو اپنے کام میں بہت پابند اور زمہ دار تھی۔ اُسے اپنے آفس میں صرف محنتی لوگ ہی چاہیئے تھے۔ کام چور لوگ ایک دو دن سے زیادہ اُس کے دفتر میں نہیں ٹک پاتے تھے۔

"میں بہت بہت خوش ہوں۔ تمہاری اتنی اچھی جاب کے لیے۔ میں نے کہا تھا تم بہت کامیاب ہوگے۔"

کنزا اُس کے روم میں داخل ہوکر ایک ادا سے اپنے شولڈر کٹ بالوں کو جھٹکتے بولی۔ وہ جانتی تھی نضال اُس کے بال دیکھ کر چڑھ جائے گا۔

"خیر مبارک !لیکن تم اِس طرح بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ لگتا ہے میرے سامنے کوئی پر کٹی چڑیا اُچھل رہی ہے۔"

جب سے نضال نے جاب کی کال سنی تھی۔ تب سے اُس کا موڈ کافی خوشگوار ہوچکا تھا۔

"تم جیسا اَن رومینٹک بندہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اِس کلر میں اتنی پیاری تو لگ رہی ہوں میں۔ میری کٹنگ کی سب نے اتنی تعریف کی ہے۔ ایک تم ہی ہو جو ایسا بول رہے ہو۔ میری فرینڈز بتاتی ہیں اُن کے فیانسی تو کتنے اچھے سے پیش آتے اُن کے ساتھ۔"

کنزا کا رنگ کافی فیئر تھا۔ بڑی بڑی آنکھیں اور متناسب سراپے کی مالک اُسے اپنے حُسن پر بہت ناز تھا۔ جسے وہ سب پر جتانا بھولتی نہیں تھی۔

”تمہاری زبان کچھ زیادہ ہی نہیں چلنے لگی۔ مجھے پتا چلا ہے کالج میں کچھ خاص اچھی لڑکیوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا نہیں ہے۔ جس کا ثبوت تمہاری باتیں سن کر نظر آرہا ہے۔ “

نضال کو ہر کام اُس کے مقررہ وقت پر کرنا ہی پسند تھا۔ کنزا اچھی لڑکی تھی اور اُسے پسند بھی تھی۔ مگر اُن دونوں کے درمیان ابھی ایسا کوئی پائیدار رشتہ نہیں تھا۔ کہ وہ اُس کی یہ اُلٹی سیدھی فرمائشیں پوری کرتا۔

اُسے کنزا کے یہ کھلے الفاظ بالکل بھی پسند نہیں آئے تھے۔

”یہ اُجالا کو نجانے مسئلہ کیا ہے۔ ہر وقت میری شکایتیں ہی لگاتی رہتی ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ میری دوستیں بہت اچھی اور شریف گھرانوں کی ہیں۔ “

کنزا اُسے ناراضگی سے جواب دیتی پلٹ گئی تھی۔ وہ بڑے بڑے خواب دیکھنے والی لڑکی تھی۔ جسے بس کسی بھی طرح اپنے خوابوں کی تکمیل چاہیئے تھی .کالج میں بھی اُس نے بڑے گھرانوں کی امیر ترین لڑکیوں سے دوستی کی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے نضال نے اُس کے بی ہیوئیر میں کافی چینج دیکھا تھا۔

★★★★★★★★

"آبرو میم آج صبح صبح ہی آفس کا وزٹ کررہی ہیں۔ سب لوگ الرٹ رہو۔ اگر اُنہیں کسی کے بھی کام میں زرا سی بھی کوتاہی نظر آگئی تو اُس بندے کی خیر نہیں ہوگی۔ "

اسسٹنٹ مینیجر فاروق اُن سب کو باخبر کرتا اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا تھا۔ اُس کی اطلاع پر سب ہی ہڑبڑاہٹ کا شکار ہوتے اپنی پہلے سے سیٹ چیزیں مزید ٹھیک کرنے لگے تھے۔

اُن کی نازک سی باس جب اپنے پر آتی تھی، تو اُس کے سامنے اچھے اچھوں کی ٹانگیں کانپنے لگتی تھیں۔

کچھ ہی دیر بعد آبرو اپنے چیف ایگزیکٹو غنی صاحب اور ایم ڈی شایان سعید کے درمیان پروقار سی چال چلتی وہاں داخل ہوئی تھی۔ مہرون سٹائلش سی ڈوریوں والی لانگ شرٹ کے نیچے سفید مہرون رنگ کی نفیس کڑھائی سے مزین کھلا ٹراؤزر پہنے اپنے کمر پر بکھرے لمبے لئیر کٹ بالوں کو ہاتھ سے ٹھیک کرتی وہ بے انتہا دلکش لگ رہی تھی۔ دوپٹہ وہ بہت کم ہی کرتی تھی۔ کبھی کبھار گلے میں فیشن کے طور پر مفلر سا ڈالا ہوتا تھا۔ وہ بھی تب جب اُس کی ڈیزائنر اُس کے کسی نیو فیشن کے ڈریس کے مطابق بنا دیتی تھی۔

سیاہ گھنے صحت مند بالوں کی چمک دور سے ہی دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرا کررہی تھیں۔

"مسٹر عثمان آپ کی ہر فائل میں ڈھیروں غلطیوں کی اصل وجہ ہی یہی ہے، آپ اپنے کام سے زیادہ اردگرد بیٹھے لوگوں کے کام پر فوکس کرتے ہیں۔ "

عثمان کو دوسرے کیبن سے اُٹھ کر اپنے ٹیبل کی جانب آتا دیکھ آبرو سخت لہجے میں بولی تھی۔ ہمیشہ وہ کیمرے سے بھی اُسے ایسے ہی سب کے کیبنز میں جھانکتے دیکھتی تھی۔ آفس میں سٹاف دو گروپس میں بٹ چکا تھا۔ جس کے پیچھے بڑا ہاتھ عثمان کا ہی تھا۔

"آئم سوری میم۔ نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہوگا۔ "

عثمان اپنی نوکری جانے کے ڈر سے فوراً معذرت خواہ انداز میں گویا ہوا تھا۔

"جی بالکل نیکسٹ ٹائم ایسا کوئی موقع ملے گا بھی نہیں۔ "

عثمان کی کئی کمپلینز آچکی تھیں اُسے۔ اِس لیے اُسے وارننگ دیتی نظروں سے گھورتی وہ آگے کی جانب بڑھی تھی۔ مگر اگلے ہی لمحے ٹھٹھکتے وہ اپنی جگہ پر تھم سی گئی تھی۔

وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس،مہرون ٹائی لگائے،نفاست سے بالوں کو سیٹ کیے وہ اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں کھڑا آبرو کے پی اے سے کوئی بات کررہا تھا۔

"میم یہ ہمارے نیو فائنانس منیجر ہیں نضال حیدر۔ کل آپ سے ڈسکس کیا تھا میں نے اِن کے بارے میں۔ "

غنی صاحب اُسے نضال کی جانب دیکھتا پاکر انفارم کرتے بولے تھے۔

"اوہ اچھا تو یہ ہیں نضال حیدر۔ "

یہ الفاظ ادا کرتے آبرو کے لب مسکرائے تھے۔ جسے چھپانے کے لیے وہ چہرا جھکا گئی تھی۔ اُسے بہت زیادہ خوشی ہورہی تھی،یہ بات جان کر۔ اُسے یہ خوبصورت اتفاق قسمت کی جانب سے کوئی اشارہ لگا تھا۔

"آپ اِنہیں میرے آفس بھیجیں۔ "

آبرو اپنا وزٹ وہی روکتی اپنے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جبکہ سٹاف ممبرز اپنی جان بخشی ہوجانے پر سکھ کا سانس لے گئے تھے۔ ورنہ آج آبرو کا خطرناک موڈ دیکھ اُنہیں ڈر پڑ گیا تھا۔ کوئی ایک آج اُڑ ہی نہ جائے۔

آبرو جلد از جلد نضال سے بات کرنے کی خواہش مند تھی۔ جس شخص نے اُسے ایک ہی ملاقات میں اتنا متاثر کردیا تھا۔ وہ اُسی کے آفس میں ایک ایمپلائے کے طور پر کام کرے گا اب۔ وہ روز اُسے دیکھ پائے گی۔ آبرو اپنی اُوٹ پٹانگ سوچوں پر خود کو ڈپٹ گئی تھی۔ مگر نجانے یہ کیسی انجانی خوشی تھی جو چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

"اُف۔۔۔ آبرو مرزا تم ایک میچیور بزنس وومین ہو۔ یہ کیا ٹین ایجرز والی حرکتیں کررہی ہو۔"

آبرو اپنی کیفیت پر خود بھی حیران تھی۔ وہ نجانے کب تک خود سے ہی اُلجھتی رہتی جب دروازے پر ہوتی دستک کی آواز نے اُس کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔ آبرو خود کو اچھے سے کمپوز کرتی سیدھی ہوکر بیٹھتی، اُسے اندر آنے کی پرمیشن دے گئی تھی۔

جب اُسے نضال حیدر اندر آتا دیکھائی دیا تھا۔ نضال نے صرف ایک بار نظر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔ ایک سیکنڈ کے لیے اُسے پہچان کر چونکتے اگلے لمحے وہ فوراً نظریں پھیر گیا تھا۔

"مسٹر نضال پلیز تشریف رکھیں۔ "

آبرو اُس کے تاثرات کا جائزہ لیتے اُسے بیٹھنے کو کہنا ہی بھول گئی تھی۔ جب اچانک یاد آتے وہ خود کو کوستی اُسے جلدی سے بیٹھنے کا بول گئی تھی۔

"تھینکس "!

نضال شاید اُس کی نظریں خود پر نوٹ کرچکا تھا۔

"آپ کے ڈاکومنٹس دیکھے میں نے۔ اور آپ کے انٹرویو کی بھی کافی تعریف سنی میں نے۔ آپ ایک نہایت ہی قابل انسان ہیں۔ آپ کے ساتھ کام کرکے اچھا لگے گا۔ آپ کو اگر یہاں کوئی پرابلم بھی ہو آپ مجھ سے ڈسکس کرسکتے ہیں۔ "

آبرو کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ کیا بولی جارہی ہے۔ بہت مشکل سے اُس نے اپنی زبان کو بریک لگائی تھی۔

شاید ایسا کہیں پر پہلی دفعہ ہی ہوا تھا۔ کہ ایک باس اپنے ایمپلائے کے سامنے کنفیوز ہورہی تھی۔

"اوکے تھینکس۔ "

نضال نے نگاہیں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔ جو پہلے ہی اُس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ نگاہوں کے ٹکراؤ پر وہ گڑبڑاتی نظریں پھیر گئی تھی۔

لیکن اِس دوران بھی اُس کا دل بے اختیار اِس بات کا اقرار کرگیا تھا۔ کہ اِس شخص کی آنکھیں بہت دلکشی بھری تھیں۔ سمندر کی طرح گہری۔ جن میں آبرو کو اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہورہا تھا۔

"میم میں جاسکتا ہوں یہاں سے؟ "

نضال اُسے کسی اور ہی دنیا میں گم دیکھ سوالیہ لہجے میں مخاطب کرتے بولا تھا۔

”یس شیور !آپ جاسکتے ہیں،میں نے فاروق صاحب سے کہہ دیا ہے وہ آپ کو سارا کام سمجھا دیں گے۔ “

آبرو کو اُس کا اِس وقت یہاں سے چلے جانا ہی بہتر لگا تھا۔

نضال کرسی سے اُٹھتے آبرو پر ایک نظر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ آفس میں انٹر ہونے سے پہلے تک وہ یہی سمجھ رہا تھا۔ کہ اُس کی باس کوئی بڑی کمر کی سخت گیر لیڈی ہوگی۔ مگر اندر داخل ہوکر اِس نازک سی حسین دوشیزہ کو دیکھ وہ حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ اُوپر سے اُس کی بوکھلاہٹ اور بہکی بہکی باتیں اُسے شک میں مبتلا کر گئی تھیں۔ کہ کیا واقعی یہ اُس کی باس تھی۔ یا جیسے یونی میں فرسٹ ڈے ریگنگ کی جاتی، یہاں اُس کی بھی وہی چل رہی تھی۔

وہ پہلی نظر میں ہی اُسے دیکھ کر پہچان گیا تھا۔ کہ یہ وہی کل والی لڑکی تھی۔ مگر جو بھی تھا، وہ ابھی تک یقین نہیں کرپارہا تھا۔ کہ یہی لڑکی اُس کی باس تھی۔ اور اب اِسی کے انڈر کام کرنا تھا اُسے۔

نضال جاچکا تھا مگر آبرو کا دل و دماغ ابھی تک جگہ پر نہیں آپارہا تھا۔

"اللہ جی پلیز رحم کریں یہ مجھے کیا ہورہا ہے۔ اگر میں نے اُس کے سامنے ایسے ہی بی ہیو کیا تو میرے سٹاف کے سامنے تو تماشا ہی بن جانا۔ اور نضال وہ کیا سمجھے گا۔ میں کتنی تاڑو باس ہوں۔ "

آبرو اپنی کنپٹی مسلتی اِسی اُلجھن کا شکار تھی جب ثمن کی کال دیکھ وہ فوراً ریسیو کر گئی تھی۔

"یہ غیر یقینی عمل کیسے ہوا؟ میری مصروف ترین بہن نے پہلی ہی بیل پر میری کال کیسے ریسیو کرلی؟ "

ثمن کی مسکراتی آواز سپیکر سے اُبھری تھی۔

"آپی کیا بتاؤں آپ کو میری لائف میں کیا کیا ناقابلِ یقین چیزیں ہورہیں۔ آپ تو بالکل بھی یقین نہیں کریں گی۔ "

آبرو ثمن کی آواز سن کر کافی حد تک سنبھل گئی تھی۔

"کیا ہوا؟ سب ٹھیک تو ہے نا۔ ابھی تو مجھے یہاں آئے ایک دن بھی نہیں ہوا۔ تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟میں اِسی لیے تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں آنا چاہتی تھی۔ "

ثمن اُس کی پوری بات سنے بغیر پریشان ہوچکی تھی۔

"اوہو آپی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اتنی جلدی ٹینشن میں کیوں آجاتی ہیں؟ "

آبرو اُس کو تشویش زدہ آواز سن کر اُسے نضال سے ہونے والی پہلی ملاقات سے لے آکر اپنی ساری فیلنگز اور ابھی آفس میں مارے جانے والے اپنے سارے بلنڈرز بتانے لگی تھی۔

جسے سنتے ہی ثمن کے منہ سے ہنسی کا ایسا فوارہ پھوٹا تھا کہ وہ نجانے کتنی دیر تک ہنستی چلی گئی تھی۔

"آپی اٹس ناٹ فیئر۔ آپ کو میں نے اِس لیے نہیں بتایا کہ آپ اِس طرح میرا مذاق بنائیں۔ میں ایسا کرتی ہوں کال بند کردیتی ہوں۔ آپ جتنا چاہیے مرضی ہنس لیں۔ "

آبرو فوراً خفا ہوئی تھی۔ وہ پہلے ہی اچھی خاصی شرمندہ تھی .

"اوکے اوکے آئم سوری !میں اب نہیں ہنستی تم کال بند مت کرنا۔ "

ثمن پانی پی کر اپنی ہنسی پر قابو پاتے بولی۔

"مجھے اُس کی پک ابھی سینڈ کرو،میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔ آخر یہ نضال حیدر ہے کیسا؟جس نے میری گڑیا کو کسی کام کا نہیں چھوڑا۔ "

ثمن حیرت کا اظہار کرتے بولی تھی .

"وہ تو میں بھیج دوں گی،مگر پہلے آپ مجھے یہ بتائیں۔ اب میں کیا کروں؟ "

آبرو کی بات سن کر ثمن کافی حیرانگی کا شکار تھی۔ وہ اچھے سے آبرو کے مزاج سے واقف تھیں۔ جس لڑکی کو ہزاروں کی تعداد میں ایک سے بڑھ کر ایک لڑکا دیکھانے کے باوجود پسند نہیں آیا تھا۔ اُس کو اِس طرح کسی کے لیے دیوانہ ہوتا دیکھنا ثمن کے لیے کہیں نہ کہیں پریشانی والی بات بھی تھی۔

وہ جاننا چاہتی تھی۔ نضال حیدر کون تھا؟کیا وہ اُس کی بہن کے قابل تھا بھی یا نہیں؟

آبرو کو سمجھا کر فون بند کرتے اُس نے غنی صاحب کو نئے ہائر کیے تمام سٹاف کا ڈیٹا مانگ لیا تھا .وہ صرف ایک نضال کے بارے میں پوچھ کر اُنہیں مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھی۔

★★★★★★★★

"تمہیں کافی سنبھل کر کام کرنا پڑے گا۔ یہ پوسٹ کافی ٹف ہے۔ زرا سا بجٹ آگے پیچھے ہوا تو اگلے دن اِن لوگوں نے نکال باہر کرنا ہے۔ "

شایان نضال کے آفس میں داخل ہوتا طنزیہ لہجے میں مخاطب ہوا تھا۔ آفس کے سبھی لوگ اُس کی پرسنیلٹی سے کافی مرعوب نظر آرہے تھے۔ آج صبح سے ہی شایان اُس کی کافی تعریفیں سن رہا تھا۔ اِس لیے موقع ملتے ہی اپنے ایم ڈی ہونے کا رعب جھاڑنے کے لیے اُس کے آفس میں آن پہنچا تھا۔

"بہت شکریہ مسٹر شایان آپ کے اِس مخلصانہ مشورے کا۔ میں پورا دھیان رکھوں گا۔ "

نضال بنا اُس کی جانب دیکھے کمپیوٹر سکرین پر اپنی نظریں جمائے جواب دیتے بولا تھا۔ اُس کا یہ انداز دیکھ شایان کو مزید مرچیں لگی تھی۔ وہ خود کو اِس آفس کا ہیرو کہتا تھا۔ مگر اب اپنے ٹکر کا کوئی اور انسان آتا دیکھ اُسے کسی صورت ہضم نہیں ہوا تھا۔ نضال حیدر اُس کی ہیٹ لسٹ میں آچکا تھا۔ جسے اِس آفس سے نکالنا ہی اب اُس کا ٹارگٹ تھا۔

"ایسے ایٹی ٹیوڈ کے ساتھ تم زیادہ دن نہیں ٹک پاؤ گے یہاں۔ "

شایان نے اُسے وارن کرنا چاہا تھا۔

"شایان صاحب میں ایک بہت امپورٹنٹ فائل پر کام کررہا ہوں۔ آپ کی وجہ سے مجھے بہت ڈسٹربنس ہورہی ہے۔ کیا اِس وقت آپ یہاں سے جانا پسند کریں گے۔ "

نضال بہت ہی مہذب انداز میں اُسے اپنے آفس سے جانے کا بول گیا تھا۔ جس پر شایان اُسے زہریلی نظروں سے دیکھتا اِس بے عزتی کا اچھی طرح سے جواب دینے کا سوچتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

★★★★★★★★

آبرو کا آفس بالکل درمیان میں بنا ہوا تھا۔ جس کے ارد گرد اُس کی کمپنی کے تمام ڈپارٹمنٹس کے مینیجرز کے آفس موجود تھے۔

جن میں سی سی ٹی وی کیمراز لگے ہوئے تھے۔ آبرو صبح سے کئی بار مارکٹنگ مینیجر نور کو نضال کے آفس میں آتا جاتا دیکھ چکی تھی۔ وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی۔ یہ محترمہ ایسا کیوں کررہی ہیں۔

نضال ایک بہت ہی ریزرو نیچر کا اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان ثابت ہوا تھا۔ مگر اُس کی پرسنیلٹی بہت ہی باوقار اور امپریسو تھی۔ اُس کی آنکھوِں میں ایسا کچھ تھا۔ کہ اُسے نظریں اُٹھاتے دیکھ لگتا تھا، جیسے چیزیں وہی تھم گئی ہیں۔

آبرو خود بھی اُس کا سامنا کم کرتی تھی۔ بے حد ضروری کام کی وجہ سے ہی بلاتی تھی۔

مگر نور کو کب سے نضال کے آفس میں ہی ڈیرا ڈالے دیکھ اب اُس کا ضبط جواب دے چکا تھا۔

وہ اپنی سیٹ سے اُٹھتی نضال کے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی۔

دروازہ ہلکے سے ناک کرکے اُنہیں اپنی جانب متوجہ کرتی وہ اپنی جگہ تھم سی گئی تھی۔ نضال نور کی کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ اُس کی سحر انگیز ہنسی اتنی دلکش تھی۔ کہ آبرو کا دل چاہا تھا۔ وقت تھم جائے اور وہ اُسے ایسے ہی مسکراتا دیکھتی رہے۔

لیکن آبرو کو دروازے پر دیکھ وہ سنجیدہ تاثرات اختیار کرتا اپنی جگہ سے احتراماً کھڑا ہوا تھا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا۔ میم آپ کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی پوزیسو ہیں۔ "

نور انتہائی سرگوشی نما آواز میں کہتی فائل اُٹھا کر وہاں سے نکل گئی تھی۔

"پلیز بیٹھیں مسٹر نضال !میں تو بس ویسے ہی سب آفسرز کا وزٹ کررہی تھی۔ "

آبرو کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔ وہ یہاں آنے کا کیا بہانہ بنائے۔

"آپ کی جاب کیسی چل رہی ہے۔ "

آبرو اُس سے بات کرنا،اُس کے بارے میں کچھ جاننا چاہتی تھی۔ اِس لیے کرسی گھسیٹ کر سامنے ہی بیٹھ گئی تھی۔

"اچھی چل رہی ہے میم !بس یہاں کام کے دوران لوگ آکر جو ڈسٹرب کرتے ہیں،وہ نہیں پسند مجھے ".

نضال نے کچھ زیادہ ہی صاف گوئی کا مظاہر کرتے آبرو کو شرمندہ سا کردیا تھا۔ وہ بھی تو ابھی اُسی سچویشن میں تھی۔

"اوہ آئم سوری !لگتا ہے میں بھی اُن لوگوں میں شامل ہوکر آپ کو ڈسٹرب کررہی ہوں۔ میں چلتی ہوں آپ اپنا کام کریں۔ "

آبرو فوراً سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جس کے باوجود نضال نے نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔ اُسے اپنی یہ چھوٹی سے باس کافی کھسکی ہوئی لگتی تھی۔ اِس لیے وہ اُس سے بہت کم بات ہی کرتا تھا۔

★★★★★★★★

آج آبرو نے کمپنی کو ایک بہت بڑا پراجیکٹ ملنے کی خوشی میں،اپنے گھر پر سب کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہوا تھا۔ بڑے سے خوبصورت لان میں ایک طرف باربی کیو کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

روشنیوں اور خوشیوں سے لبریز چہروں میں ایک اُداس چہرا آبرو شاہنواز کا بھی تھا۔ جس شخص کو اِس پارٹی میں دیکھنے کے لیے وہ شدت سے منتظر تھی،وہ ہی ابھی تک نہیں آیا تھا۔ باقی تقریباً سبھی لوگ ہی آچکے تھے۔

"کیا ہوا تم کافی ڈسٹرب لگ رہی ہو؟ “

آبرو کی بیسٹ فرینڈ انیسہ جو خود اُس کی طرح اپنا بزنس سنبھال رہی تھی۔ اُس کے قریب آتے بولی تھی۔ اُس نے اِس پراجیکٹ میں آبرو کی کمپنی کو کافی سپورٹ کیا تھا۔ اِس لیے آبرو نے اُسے بھی انوائٹ کیا ہوا تھا۔

”وہ نہیں آیا، میں جانتی تھی وہ نہیں آئے گا۔ “

انیسہ کو اُس نے اپنی فیلنگز کے بارے میں سب کچھ بتا رکھا تھا۔

"آئی کانٹ بلیو دس آبرو۔ تم کسی کے لیے اتنی دیوانی ہوسکتی ہو۔ وہ بھی اپنے ایک معمولی ایمپلائے کے لیے۔ جسے تمہارے ساتھ کام کرتے ابھی ایک مہینہ بھی نہیں ہوا۔ "

انیسہ بھی ثمن کی طرح شدید حیرت کا شکار تھی۔

"تم نے ابھی اُسے دیکھا نہیں نا۔ اِس لیے ایسا کہہ رہی ہو۔ اُسے ایک نظر دیکھ کر ہی تمہیں پتا چل جائے گا، وہ معمولی نہیں کتنا سپیشل ہے۔ "

آبرو کا موڈ آف ہوچکا تھا۔ وہ شخص کچھ زیادہ ہی ایٹی ٹیوڈ دیکھا جاتا تھا اُسے۔

"کل آؤں گی آفس تمہارے خوابوں کا شہزادہ دیکھنے، جس نے کچھ ہی وقت میں میری دوست کا یہ حال کردیا ہے۔ "

انیسہ اُسے اپنے ساتھ لگاتے بولی تھی۔ وہ اور ثمن آبرو کی نیچر سے واقف ہونے کی وجہ سے اِس بات کو کافی سیریس لے رہی تھیں۔ کیونکہ ایسا آبرو کی پوری لائف میں پہلی بار ہوا تھا، کہ اُسے کوئی پسند آیا تھا۔ وہ بھی اتنی شدت سے۔

"میں اپنے روم میں جارہی ہوں۔ تم یہاں سب سنبھال لینا اور پلیز مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔ "

آبرو ایک دو لوگوں سے مل کر طبیعت خرابی کا بہانہ بناتی اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔

★★★★★★★★

"تم جانتی ہو رات ڈنر میں جیسے ہی میم کو عثمان سے نضال سر کے نہ آنے کا پتا چلا وہ اُسی وقت محفل سے ہی غائب ہوگئی تھیں۔ جیسے یہ ڈنر خاص طور پر اُنہی کے لیے رکھا گیا ہو۔ میں تمہیں پہلے دن سے کہہ رہی تھی۔ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ آبرو میم کا جھکاؤ ہے نضال سر کی جانب۔ بچارے شایان سر سچے ہی ہیں۔ "

نضال ابھی آفس میں انٹر ہی ہوا تھا۔ جب اُسے گروپ کی شکل میں کھڑے کچھ سٹاف ممبرز سے یہ سننے کو ملا تھا۔

اُن لوگوں نے ابھی اُسے دیکھا نہیں تھا۔ اِس لیے اپنی باتیں کیے جارہے تھے۔

"لگتا ہے آج آفس میں کسی کا بھی کام کرنے کا موڈ نہیں ہے۔ "

نضال کی غصے بھری گھمبیر آواز پر سب ہی بوکھلاہٹ کا شکار ہوتے اپنے ٹیبل کی جانب بڑھ گئے تھے۔ وہ اندازہ نہیں لگا پائے تھے کہ نضال نے اُن کی بات سنی ہے یا نہیں۔

"نضال سر آپ کو آبرو میم بلارہی ہیں۔ "

نضال ابھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھا ہی تھا۔ جب آبرو کے بلاوے پر اُس نے فائلز اُٹھا کر زور سے پٹخ دی تھیں۔

دروازہ ناک کرتے وہ آبرو کے آفس میں انٹر ہوا تھا۔

جہاں وہ کرسی سے سر ٹکائے بیٹھی نجانے کس سوچ میں گم تھی۔ نضال کو دیکھ کر چونک کر سیدھا ہوتے اُس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

نضال نے شاید آج پہلی بار اُس کی جانب سے بے اختیار نظریں چرائی تھیں۔ مہرون فلاورز سلیوز والی سمپل سی شرٹ پہنے بالوں کو ہمیشہ کی طرح آزاد چھوڑ رکھا تھا۔ یہ لڑکی چلتی پھرتی قیامت تھی۔ نضال حیدر کو شاید زندگی میں پہلی دفعہ کسی کا سامنا کرنے سے ڈر لگا تھا۔

"تشریف رکھیں مسٹر نضال !!آپ کل رات ڈنر میں نہیں آئے،سب خیریت تھی؟ "

آبرو نے اپنا لہجہ بہت ہی نرم رکھا تھا۔

"میم ڈنر میں تو سٹاف کے پچاس لوگ اور بھی نہیں آئے تھے۔ کیا آپ نے اُن کو بلا کر پوچھا؟ "

نضال کا پہلے ہی موڈ سخت خراب تھا۔اُوپر سے آبرو کے ایسے سوال نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟؟ "

آبرو بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔ وہ ایسے جواب کی توقع نہیں کررہی تھی۔

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یہ خاص پروٹوکول کیوں ملتا ہے؟ "

نضال کو جب غصہ آیا ہوتا تھا۔ تو وہ ایسی ہی سیدھی سیدھی باتیں اگلے بندے کے منہ پر مار جاتا تھا، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

"آپ سینئر سٹاف کا حصہ ہیں۔ اِس لیے میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ کو اِس میں بُری بات کیا لگی؟ "

آبرو جو کہ سخت گیر باس مشہور تھی، نضال کے سامنے خود بخود ہی بھیگی بلی بن جاتی تھی۔ اگر اُس سے اِس انداز میں کوئی اور سٹاف ممبر بات کرتا تو اب تک فائر ہوچکا ہوتا۔ مگر یہاں تو دل کے معاملے میں اُس کی اپنی بھی نہیں چلتی تھی۔

"میم اگر آپ کو میرے آفس کے کسی کام میں بھی کوئی ایشو ہو تو آپ مجھ سے سوال کر سکتی ہیں۔ اِس سے زیادہ کی توقع آپ مجھ سے نہ ہی رکھیں تو آپ کے لیے بہت بہتر ہوگا۔ کل کا ڈنر آفیشل نہیں تھا سو میں نہیں آیا اور آگے بھی نہیں آؤں گا۔ مجھے ابھی ایک بہت ضروری کام کرنا ہے ایکسکیوزمی "!!

نضال اُس کو بہت کچھ باور کرواتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

آبرو اپنی جگہ سن سی بیٹھی رہ گئی تھی۔ اُسے زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔ کہ نضال اُس کی فیلنگز کو کسی اور ہی رُخ پر لے جارہا تھا۔ وہ اُسے کوئی بہت غلط لڑکی سمجھ رہا تھا۔

"یہ ابھی اتنے غصے سے باہر ---------"

انیسہ جو آفس میں انٹر ہورہی تھی۔ نضال کو اتنے غصے سے باہر جاتا دیکھ وہ حیران ہوتی آبرو کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اُس نے نضال کو بائے فیس نہیں دیکھا تھا۔ مگر اُس کا اٹیی ٹیوڈ اور پرسنیلٹی دیکھ وہ کہیں نہ کہیں سمجھ گئی تھی۔ یہ وہی انسان ہے جس نے کچھ ہی وقت میں اُس کی دوست کو اپنا اسیر بنا لیا تھا۔

مگر آبرو کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اُس کی زبان کو بریک لگی تھی۔

"تم رو رہی ہو؟ یہ ابھی جو باہر نکلا ہے یہ وہی نضال حیدر ہے نا۔ کیا بات ہوئی تمہاری اُس سے؟ "

انیسہ کے لیے آبرو کا رویہ اب سمجھ سے باہر ہورہا تھا۔

"پلیز انیسہ مجھے اِس وقت کوئی بات نہیں کرنی۔ "

آبرو آنکھیں جھپک کر آنسو روکنے کی کوشش کرتی آفس سے ہی نکل گئی تھی۔

انیسہ حیرت زدہ سی یہ سب دیکھتی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔

★★★★★★★

"آبرو میم کب تک آئیں گی آفس؟ مجھے کچھ امپورٹنٹ فائلز پر ارجنٹ اُن کے سائن لینے ہیں۔ "

آبرو کل سے آفس نہیں آرہی تھی۔ جس کی وجہ سے نضال کا کام اچھا خاصہ پینڈنگ پے جارہا تھا۔

"پرسوں تو آئی ہوئی تھیں میم۔ یہ فائلز تو اُسی دن ریڈی کرنی تھیں آپ کو مسٹر نضال۔ اب کام خود لیٹ کیا اور زمہ میم پر ڈال رہے ہیں۔ "

نضال جو آبرو کے پی اے سے مخاطب تھا۔ شایان بیچ میں آکر لقمہ دینے سے باز نہیں آیا تھا۔ وہ ایسے ہی نضال کو ایریٹیٹ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ خود ہی یہ جاب چھوڑ دے۔

"مسٹر شایان !اگر آپ کو ہر ٹیبل پر جاکر تانکا جھانکی کرنے سے فرصت ملے تو غنی سر کی بات سن لیجیئے گا۔ پچھلے ایک ہفتے سے جو ڈاکومنٹری آپ تیار نہیں کرپائے۔ سر ابھی وہی مانگ رہے ہیں۔ اور آئی تھنک آپ کی اِس نا اہلی پر کافی غصے کا شکار بھی ہیں۔ "

نضال نے اُس کے مقابل آتے طنزیا لہجے میں جواب دیتے سب کے سامنے اُسی کا پول ہی کھول دیا تھا، اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر میں عزت افزائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

"تم ۔۔۔۔۔تم سے میں بعد میں نبٹ لوں گا۔ "

شایان سب لوگوں کے چہروں پر اپنے لیے تمسخرانہ مسکراہٹ دیکھ آگ بھگولا ہوتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"سر میم سے بات ہوئی ہے،وہ آج بھی آفس نہیں آئیں گی۔ "

آبرو کے پی اے کی بات سنتے اب نضال کوفت کا شکار ہوا تھا۔ وہ پچھلے دو دن سے فائل ریڈی کر کے بیٹھا تھا۔ مگر اُس کی باس صاحبہ کا آفس آنے کا موڈ ہی نہیں بن رہا تھا۔

اگر آج بھی آبرو کے سائن لے کر وہ یہ فائل آگے نہ بھجواتا تو اُس کی ساری محنت بے کار جانی تھی۔ اور کمپنی کو نقصان الگ ہونا تھا۔

"آپ اُن کے گھر جاکر بھی سائن لے سکتے ہیں،اگر کام بہت ارجنٹ ہے تو۔ "

آبرو کے پی اے نے اُسے کشمکش کا شکار دیکھ مشورہ دیا تھا۔

"کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ "

نضال کے لیے سائن کروانا ضروری بھی تھا۔ مگر اُسے اِس طرح آبرو کے گھر جانا مناسب بھی نہیں لگ رہا تھا۔

"جی بالکل۔۔۔ غنی صاحب بھی کبھی ایسا کرتے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا میم مائینڈ کریں۔ "

نضال کو اتنا نقصان اُٹھانے سے بہتر اُس کے گھر جانا ہی لگا تھا۔

اگلے پندرہ منٹ بعد وہ اُس کے عالیشان بنگلے کے سامنے کھڑا تھا۔ ملازمہ اُسے ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر آبرو کو بلانے کے لیے اندر کہیں گم ہوچکی تھی۔

بار بار گھڑی پر ٹائم دیکھتا وہ شدید کوفت کا شکار ہوا تھا۔

جب نجانے کہاں سے آتی ملازمہ کے چلانے کی آواز پر وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اردگرد کوئی موجود بھی نہیں تھا کہ وہ وجہ پوچھ سکتا۔

"سر پلیز آپ اندر آئیں میم کو دیکھیں وہ بے ہوش پڑی ہیں اندر۔ اُنہیں نجانے اچانک کیا ہوا ہے؟ "

ملازمہ نضال کے قریب آتے روتے ہوئے بولی تھی۔ جبکہ نضال کو اِس طرح آبرو کے کمرے میں جانا بالکل بھی ٹھیک نہیں لگا تھا۔

"آپ ڈاکٹر کو یا اُن کے کسی فیملی ممبر کو کال کردیں۔ میں بھلا یہاں کیا کر سکتا ہوں؟ "

نضال فائل اُٹھاتا جانے کے لیے مڑا تھا۔

"میم کی سانسیں بہت مدھم چل رہی ہیں۔ اُن کے یہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہیں۔ آپ پلیز ہیلپ کردیں اُن کی۔ "

ملازمہ کی حالت دیکھ لگ رہا تھا۔ وہ آبرو سے بہت اٹیچ ہے۔ نضال کو بھی اپنا اتنی بے رخی برتنا کافی عجیب لگا تھا۔ اُس کے اندر کا ڈر کچھ اور تھا۔

مگر پھر بھی گہری سانس ہوا میں خارج کرتا وہ آبرو کے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

لیکن روم میں داخل ہوتے ہی آبرو کے زمین پر پڑے وجود کو دیکھ نضال تشویش کا شکار ہوا تھا۔

نضال ملازمہ کو گاڑی نکلوانے کا کہتا آبرو کی جانب بڑھا تھا۔ جو بلیک رنگ کے ڈھیلے ڈھالے لباس میں اپنے ہوش رُبا حُسن سے بے پرواہ بے سُدھ پڑی تھی۔ آبرو کی شرٹ کا گلا کھلا ہونے کی وجہ سے اُس کے کندھے سے زرا سا سرکی ہوئی تھی۔ نضال کی بےاختیار نظر اُس جانب اُٹھتی پلٹنا بھول گئ تھی۔ جس کی وجہ تھی اُس کے کندھے پر موجود برتھ مارک۔ جو شرٹ سے صرف تھوڑا سا جھانک رہا تھا۔ مگر نضال کو شدید قسم کے تجسس میں مبتلا کر گیا تھا۔ نضال اپنے دل و دماغ میں سر اُٹھاتی مختلف سوچوں پر بُری طرح اُلجھ چکا تھا۔ ایک پل کے لیے اُس کے دل میں خیال آیا تھا، کہ ہاتھ بڑھا کر وہ برتھ مارک پورا دیکھ لے۔ مگر اگلےہی لمحے اپنی اِس سوچ کی سختی سے نفی کرتا وہ بمشکل نظریں چُراتے اُسے بانہوں میں اُٹھاکر جلدی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

★★★★★★★★★

"لگتا ہے آج آفس میں کسی کا بھی کام کرنے کا موڈ نہیں ہے۔ "

نضال کی غصے بھری گھمبیر آواز پر سب ہی بوکھلاہٹ کا شکار ہوتے اپنے ٹیبل کی جانب بڑھ گئے تھے۔ وہ اندازہ نہیں لگا پائے تھے کہ نضال نے اُن کی بات سنی ہے یا نہیں۔

"نضال سر آپ کو آبرو میم بلا رہی ہیں۔"

نضال ابھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھا ہی تھا۔ جب آبرو کے بلاوے پر اُس نے فائلز اُٹھا کر زور سے پٹخ دی تھیں۔

دروازہ ناک کرتے وہ آبرو کے آفس میں انٹر ہوا تھا۔

جہاں وہ کرسی سے سر ٹکائے بیٹھی نجانے کس سوچ میں گم تھی۔ نضال کو دیکھ کر چونک کر سیدھا ہوتے اُس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

نضال نے شاید آج پہلی بار اُس کی جانب سے بے اختیار نظریں چرائی تھیں۔ مہرون فلاورز سلیوز والی سمپل سی شرٹ پہنے بالوں کو ہمیشہ کی طرح آزاد چھوڑ رکھا تھا۔ یہ لڑکی چلتی پھرتی قیامت تھی۔ نضال حیدر کو شاید زندگی میں پہلی دفعہ کسی کا سامنا کرنے سے ڈر لگا تھا۔

"تشریف رکھیں مسٹر نضال!! آپ کل رات ڈنر میں نہیں آئے، سب خیریت تھی؟"

آبرو نے اپنا لہجہ بہت ہی نرم رکھا تھا۔

"میم ڈنر میں تو سٹاف کے پچاس لوگ اور بھی نہیں آئے تھے۔ کیا آپ نے اُن کو بلا کر پوچھا؟"

نضال کا پہلے ہی موڈ سخت خراب تھا۔ اُوپر سے آبرو کے ایسے سوال نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟؟"

آبرو بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔ وہ ایسے جواب کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یہ خاص پروٹوکول کیوں ملتا ہے؟"

نضال کو جب غصہ آیا ہوتا تھا۔ تو وہ ایسی ہی سیدھی سیدھی باتیں اگلے بندے کے منہ پر مار جاتا تھا، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

"آپ سینئر سٹاف کا حصہ ہیں۔ اِس لیے میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ کو اِس میں بُری بات کیا لگی؟"

آبرو جو کہ سخت گیر باس مشہور تھی، نضال کے سامنے خود بخود ہی بھیگی بلی بن جاتی تھی۔ اگر اُس سے اِس انداز میں کوئی اور سٹاف ممبر بات کرتا تو اب تک فائر ہو چکا ہوتا۔ مگر یہاں تو دل کے معاملے میں اُس کی اپنی بھی نہیں چلتی تھی۔

"میم اگر آپ کو میرے آفس کے کسی کام میں بھی کوئی ایشو ہو تو آپ مجھ سے سوال کر سکتی ہیں۔اِس سے زیادہ کی توقع آپ مجھ سے نہ ہی رکھیں تو آپ کے لیے بہت بہتر ہو گا۔ کل کا ڈنر آفیشل نہیں تھا سو میں نہیں آیا اور آگے بھی نہیں آؤں گا۔مجھے ابھی ایک بہت ضروری کام کرنا ہے ایکسکیوز می!!"

نضال اُس کو بہت کچھ باور کرواتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

آبرو اپنی جگہ سن سی بیٹھی رہ گئی تھی۔اُسے زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔کہ نضال اُس کی فیلنگز کو کسی اور ہی رُخ پر لے جا رہا تھا۔وہ اُسے کوئی بہت غلط لڑکی سمجھ رہا تھا۔

"یہ ابھی اتنے غصے سے باہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

انیسہ جو آفس میں انٹر ہو رہی تھی۔نضال کو اتنے غصے سے باہر جاتا دیکھ وہ حیران ہوتی آبرو کی جانب بڑھ گئی تھی۔اُس نے نضال کو بائے فیس نہیں دیکھا تھا۔مگر اُس کا اٹی ٹیوڈ اور پرسنیلٹی دیکھ وہ کہیں نہ کہیں سمجھ گئی تھی۔یہ وہی انسان ہے جس نے کچھ ہی وقت میں اُس کی دوست کو اپنا اسیر بنا لیا تھا۔

مگر آبرو کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اُس کی زبان کو بریک لگی تھی۔

"تم رو رہی ہو؟ یہ ابھی جو باہر نکلا ہے یہ وہی نضال حیدر ہے نا۔ کیا بات ہوئی تمہاری اُس سے؟"

انیسہ کے لیے آبرو کا رویہ اب سمجھ سے باہر ہو رہا تھا۔

"پلیز انیسہ مجھے اِس وقت کوئی بات نہیں کرنی۔"

آبرو آنکھیں جھپک کر آنسو روکنے کی کوشش کرتی آفس سے ہی نکل گئی تھی۔

انیسہ حیرت زدہ سی یہ سب دیکھتی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔

"آبرو میم کب تک آئیں گی آفس؟ مجھے کچھ امپورٹنٹ فائلز پر ارجنٹ اُن کے سائن لینے ہیں۔"

آبرو کل سے آفس نہیں آرہی تھی۔ جس کی وجہ سے نضال کا کام اچھا خاصہ پینڈنگ پے جا رہا تھا۔

"پرسوں تو آئی ہوئی تھیں میم۔ یہ فائلز تو اُسی دن ریڈی کرنی تھیں آپ کو مسٹر نضال۔ اب کام خود لیٹ کیا اور زمہ میم پر ڈال رہے ہیں۔"

نضال جو آبرو کے پی اے سے مخاطب تھا۔ شایان بیچ میں آکر لقمہ دینے سے باز نہیں آیا تھا۔ وہ ایسے ہی نضال کو ایریٹیٹ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ خود ہی یہ جاب چھوڑ دے۔

"مسٹر شایان! اگر آپ کو ہر ٹیبل پر جا کر تانکا جھانکی کرنے سے فرصت ملے تو غنی سر کی بات سن لیجیئے گا۔ پچھلے ایک ہفتے سے جوڈا کو منٹری آپ تیار نہیں کر پائے۔ سر ابھی وہی مانگ رہے ہیں۔اور آئی تھنک آپ کی اِس نااہلی پر کافی غصے کا شکار بھی ہیں۔"

نضال نے اُس کے مقابل آتے طنزیا لہجے میں جواب دیتے سب کے سامنے اُسی کا پول ہی کھول دیا تھا،اور یہ بھی بتادیا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر میں عزت افزائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

"تم۔۔۔۔ تم سے میں بعد میں نبٹ لوں گا۔"

شایان سب لوگوں کے چہروں پر اپنے لیے تمسخرانہ مسکراہٹ دیکھ آگ بھگولا ہوتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"سر میم سے بات ہوئی ہے،وہ آج بھی آفس نہیں آئیں گی۔"

آبرو کے پی اے کی بات سنتے اب نضال کوفت کا شکار ہوا تھا۔وہ پچھلے دو دن سے فائل ریڈی کر کے بیٹھا تھا۔مگر اُس کی باس صاحبہ کا آفس آنے کا موڈ ہی نہیں بن رہا تھا۔

اگر آج بھی آبرو کے سائن لے کر وہ یہ فائل آگے نہ بھجواتا تو اُس کی ساری محنت بے کار جانی تھی۔اور کمپنی کو نقصان الگ ہونا تھا۔

"آپ اُن کے گھر جا کر بھی سائن لے سکتے ہیں، اگر کام بہت ارجنٹ ہے تو۔"

آبرو کے پی اے نے اُسے کشمکش کا شکار دیکھ مشورہ دیا تھا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

نضال کے لیے سائن کروانا ضروری بھی تھا۔ مگر اُسے اِس طرح آبرو کے گھر جانا مناسب بھی نہیں لگ رہا تھا۔

"جی بالکل۔۔۔ غنی صاحب بھی کبھی کبھی ایسا کرتے ہیں۔مجھے نہیں لگتا میم مائینڈ کریں۔"

نضال کو اتنا نقصان اُٹھانے سے بہتر اُس کے گھر جانا ہی لگا تھا۔

اگلے پندرہ منٹ بعد وہ اُس کے عالیشان بنگلے کے سامنے کھڑا تھا۔ ملازمہ اُسے ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر آبرو کو بلانے کے لیے اندر کہیں گم ہو چکی تھی۔

بار بار گھڑی پر ٹائم دیکھتا وہ شدید کوفت کا شکار ہوا تھا۔

جب نجانے کہاں سے آتی ملازمہ کے چلانے کی آواز پر وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ارد گرد کوئی موجود بھی نہیں تھا کہ وہ وجہ پوچھ سکتا۔

"سر پلیز آپ اندر آئیں میم کو دیکھیں وہ بے ہوش پڑی ہیں اندر۔ اُنہیں نجانے اچانک کیا ہوا ہے؟"

ملازمہ نضال کے قریب آتے روتے ہوئے بولی تھی۔ جبکہ نضال کو اِس طرح آبرو کے کمرے میں جانا بالکل بھی ٹھیک نہیں لگا تھا۔

"آپ ڈاکٹر کو یا اُن کے کسی فیملی ممبر کو کال کر دیں۔ میں بھلا یہاں کیا کر سکتا ہوں؟"

نضال فائل اُٹھاتا جانے کے لیے مڑا تھا۔

"میم کی سانسیں بہت مدھم چل رہی ہیں۔ اُن کے یہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہیں۔ آپ پلیز ہیلپ کر دیں اُن کی۔"

ملازمہ کی حالت دیکھ لگ رہا تھا۔ وہ آبرو سے بہت اٹیچ ہے۔ نضال کو بھی اپنا اتنی بے رخی برتنا کافی عجیب لگا تھا۔ اُس کے اندر کا ڈر کچھ اور تھا۔

مگر پھر بھی گہری سانس ہوا میں خارج کرتا وہ آبرو کے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

لیکن روم میں داخل ہوتے ہی آبرو کے زمین پر پڑے وجود کو دیکھ نضال تشویش کا شکار ہوا تھا۔

نضال ملازمہ کو گاڑی نکلوانے کا کہتا آبرو کی جانب بڑھا تھا۔ جو بلیک رنگ کے ڈھیلے ڈھالے لباس میں اپنے ہوش رُبا حُسن سے بے پرواہ بے سُدھ پڑی تھی۔ آبرو کی شرٹ کا گلا کھلا ہونے کی وجہ سے اُس کے کندھے سے زرا سا سرکی ہوئی تھی۔ نضال کی بے اختیار نظر اُس جانب اُٹھتی پلٹنا بھول گئی تھی۔ جس کی وجہ تھی اُس کے کندھے پر موجود برتھ مارک۔ جو شرٹ سے صرف تھوڑا سا جھانک رہا تھا۔ مگر نضال کو شدید قسم کے تجسس میں مبتلا کر گیا تھا۔ نضال اپنے دل ودماغ میں سر اُٹھاتی مختلف سوچوں پر بُری طرح اُلجھ چکا تھا۔ ایک پل کے لیے اُس کے دل میں خیال آیا تھا، کہ ہاتھ بڑھا کر وہ برتھ مارک پورا دیکھ لے۔ مگر اگلے ہی لمحے اپنی اِس سوچ کی سختی سے نفی کرتا وہ بمشکل نظریں چُراتے اُسے بانہوں میں اُٹھا کر جلدی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

★★★★★★★★★

"زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔ آپ کی وائف کا بی پی لو ہوگیا تھا، وہ کافی ویک بھی ہیں۔ اِس لیے بے ہوش ہوگئیں۔ آپ اُن کی ڈائٹ کا اچھے سے خیال رکھیں۔ ‘‘

ڈاکٹر صاحب اُسے آبرو کا شوہر سمجھ کر ہدایت دیتا وہاں سے نکل گئے تھے۔ نضال اُن کی غلط فہمی کلیئر بھی نہیں کر پایا تھا۔

اُسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ آبرو کے گھر جاکر وہ ایسی کسی سچویشن میں بھی پھنس سکتا ہے۔ اُسے زیادہ حیرت تو اِسی بات پر ہورہی تھی، کہ آبرو اکیلی رہتی ہے،اُس کا کوئی ریلیٹو یہاں ہے ہی نہیں۔

"مجھے یہاں کون لایا ہے؟ "

آبرو نے ہوش میں آتے سب سے پہلے یہی سوال کیا تھا۔ وہ ہاسپٹل کے نام سے بھی الرجک تھی۔

"میم آپ کے ہزبینڈ ہی لے کر آئے آپ کو۔ آپ کی وجہ سے کافی پریشان اور فکرمند بھی تھے۔ گود میں اُٹھا کر لائے۔ سٹیچر تک پر ڈالنے میں ٹائم ویسٹ نہیں کیا۔ بہت لکی ہیں آپ۔ اِس قدر پیار کرنے والا اتنا شاندار اور ہینڈسم انسان ملا آپ کو۔ "

آبرو کے ایک سوال پر باتوں کی شوقین وہ نرس شروع ہوچکی تھی۔ جبکہ آبرو آنکھیں پھاڑے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اُس کا بھلا اچانک سے یہ کونسا شوہر پیدا ہوگیا تھا۔ جو اُس سے اتنی محبت کرتا تھا۔ اور یہ نرس نان سٹاپ فلمی ڈائیلاگ مارے جارہی تھی۔

وہ ابھی پوچھنے ہی والی تھی۔ جب اندر داخل ہوتے نضال کو دیکھ آبرو کی آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر گہری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ نرس نضال کو اُس کا شوہر سمجھ رہی ہے۔

"لیں آپ کے ہزبینڈ آگئے۔"

نرس اُس کے ہاتھ میں لگی ڈرپ چیک کرکے اپنا سامان اُٹھاتی باہر نکل گئی تھی۔ اُس کی بات نضال کی سماعتوں تک بھی پہنچ چکی تھی۔ آبرو اپنی جگہ شرمندہ سی ہوئی تھی۔

"کیسا فیل کررہی ہیں اب آپ؟"

نضال ایک نظر ڈالنے کے بعد چہرا موڑ گیا تھا۔

"اب کافی بہتر ہوں۔ آئم رئیلی سوری !میری وجہ سے آپ کو اتنی زحمت اُٹھانی پڑی۔ آپ بے شک اب جاسکتے ہیں۔ میں ملازمہ کو کال کرکے بلوا لیتی ہوں۔ وہ مجھے لے جائے گی۔ "

آبرو اُس دن والی بات بھولی نہیں تھی۔ اُسی کو زہن میں رکھتے وہ اُسے جانے کو بول گئی تھی۔ وہ جانتی تھی نضال یہی چاہتا ہوگا۔ کیونکہ نضال کو اُس میں ایک پرسنٹ بھی انٹرسٹ نہیں تھا۔ نرس ابھی جو ساری باتیں بول کر گئی تھی۔ اُسے معلوم تھا۔ کہ یہ صرف نظر کے دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اُس کے لیے نضال حیدر کا اتنا فکرمند ہونا ناممکن سی بات تھی۔

"میرے خیال میں میرا یہاں رُکنا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اگر آپ میری یہاں روم میں موجودگی سے کمفرٹیبل نہیں ہیں۔ تو میں باہر بیٹھ جاتا ہوں۔ "

نضال نے اُس کی کیئر بھی کی تھی تو کتنے سڑے ہوئے انداز میں آبرو افسوس کر کے رہ گئی تھی۔ اِس سے بھی زیادہ افسوس تو آبرو کو اِس بات کا ہورہا تھا۔ کہ اُس نے کتنے جذبات سے عاری خشک مزاج سے محبت کرلی تھی۔ کیسے شخص کو چاہنے لگی تھی وہ۔ جسے شاید یہ پتا ہی نہیں تھا کہ محبت ہے کیا چیز۔

"نہیں آپ بیٹھ سکتے ہیں یہاں۔ "

آبرو اُسے واپس پلٹتا دیکھ نجانے کس احساس کے زیرِ اثر بول گئی تھی۔

نضال واپس کرسی پر ٹک کر بیٹھتا نیوز پیپر اُٹھا کر

اپنے چہرے کے سامنے کرگیا تھا۔ آبرو اُس کے انداز پر جل کر رہ گئی تھی۔ سمجھتا کیا تھا یہ شخص خود کو۔

"آپ اپنے گھر میں اکیلی کیوں رہتی ہیں؟آپ کی فیملی کہاں ہے؟ "

نضال اُسے اپنی جانب گھورتا پاکر اپنے لہجے کو سرسری سا رکھتے بولا تھا۔ مگر اُس کی سماعتیں آبرو کا جواب جاننے کے لیے بے تاب تھیں۔

"میری کوئی فیملی نہیں ہے۔ میں اکیلی ہی ہوں۔ "

آبرو نے جل کر جواب دیا تھا۔

نضال نے اُس کے نروٹھے لہجے پر چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ کی ڈرپ ابھی باقی۔ "

آبرو کو اُٹھتا دیکھ وہ قریب آیا تھا۔

"مجھے آفس جانا ہے اب۔ "

آبرو نے ڈرپ نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔ مگر اُس سے پہلے ہی نضال اُس کا ہاتھ پکڑتے روک گیا تھا۔ آبرو کو اُس کے لمس پر زور کا جھٹکا لگا تھا۔ اُسے نضال کا انداز کافی بدلہ بدلہ لگ رہا تھا۔

"آپ آفس نہیں جاسکتیں، جب تک یہ ڈرپ ختم نہ ہوجائے۔"

نضال کے اتنے کیئرنگ انداز اور حکمیہ لہجے پر آبرو کو اُس کی دماغی حالت پر شبہ گزرا تھا۔

"آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے مجھے کیا کرنا ہے،میری اِس وقت بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔"

آبرو نے دانت پیستے باس ہونے کا رعب جھاڑا تھا۔ اُس کے لیے نضال کا رویہ سمجھ سے باہر تھا۔

"میں کینسل کروا چکا ہوں۔"

نضال سکون سے بولا تھا۔ وہ شاید پہلی ایسی باس تھی، جس پر امپلائے کا رعب چلتا تھا۔

"واٹ؟؟؟"

آبرو نے پھٹی پھٹی نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"یس۔۔۔"

نضال تحمل سے جواب دیتا اُس کا بازو تھامے واپس بیڈ پر بیٹھا گیا تھا۔ جبکہ اُس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ سے گھبراتے آبرو اُسے گھور بھی نہیں پائی تھی۔

''آپ مجھ پر آرڈر نہیں چلا سکتے۔ میں آپ کی باس ہوں، آپ میرے نہیں۔ مجھے آفس جانا ہے ابھی۔''

آبرو اپنی اندرونی کیفیت چھپاتی سرد لہجے میں بولی تھی۔ اور نضال کا ہاتھ جھٹکتی بیڈ سے دوبارہ اُتر آئی تھی۔

اُس کے انداز اور الفاظ پر نضال کو چند سیکنڈز لگے تھے اپنے خول میں واپس سمٹنے میں۔

"اِس طرح آپ خود کو ہرٹ کریں گی۔ میں نرس کو بلواتا ہوں۔ وہ نکال دیتی ہیں۔ ''

نضال اُس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرتے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

آبرو کے لیے تو جیسے ہر چیز تھم سی گئی تھی۔ نضال جس طرح اُس کی آنکھوں میں جھانک کر بات کرتا اُس کی فکر کرتے بولا تھا۔ آبرو کا بچا کچا دل بھی اُس کا ہوچکا تھا۔

★★★★★★★★

"نضال بیٹا آج آپ جلدی آگئے۔ کھانا لگاؤں آپ کے لیے۔ "

نجمہ بیگم اُسے ٹائم سے کافی پہلے آتے دیکھ حیرت کا اظہار کرتے بولی تھیں۔

"آج کام جلدی ختم ہوگیا تو گھر آگیا۔ میں کھانا کھا کر آیا ہوں۔ اب آرام کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کرے۔ "

نضال اُنہیں تسلی دیتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

کمرے کا دروازہ اچھے سے لاک کرتا وہ سیدھا اپنی الماری کی جانب بڑھا تھا۔ جہاں کے ایک خفیہ خانے میں رکھی کچھ بہت پرانی فائلز اور تصویریں نکالتے وہ بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔ اُن کے درمیان میں فولڈ کرکے رکھا گیا خط نکال کر ایک بار پھر پڑھنے لگا تھا۔

ہر بار کی طرح اِس بار بھی اُس کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھتے اُس مضبوط مرد کی آنکھیں ضبط کی شدت سے لہو رنگ ہوئی تھیں۔ بظاہر سب کے سامنے خود کو نارمل دیکھانے والا وہ اندر سے کس قدر تکلیف میں تھا۔ شاید یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا۔

کچھ دیر بعد خود کو کافی حد تک کمپوز کرتے اُس نے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔ جہاں سے ہمیشہ کی طرح ایک ہی دوہرائی جانے والی بات سن کر وہ مایوسی کا شکار ہوتا فون بند کر گیا تھا۔

★★★★★★★★★

آبرو نے جیسے ہی میٹنگ روم میں قدم رکھا وہاں موجود تمام ڈپارٹمنٹ کے مینجرز احتراماً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ مگر آبرو کی نظر تو سیدھا نضال کی خالی کرسی پر گئی تھی۔ جب سے وہ آیا تھا، آبرو نے فائنانس ڈپارٹمنٹ میں بہت اچھی پراگرس دیکھی تھی۔ وہ اپنے کام اور اپنی ٹیم کو بہت اچھے سے لے کر چل رہا تھا۔ لیکن آفس میں موجود ہوتے ہوئے بھی اُس کی یہاں غیر موجودگی آبرو کے لیے کافی حیرت کی بات تھی۔

"غنی صاحب آپ نے اِس میٹنگ کی اطلاع سب تک ہی پہنچائی تھی نا؟ "

آبرو اپنی نشست پر براجمان ہوتی پوچھے بغیر نہیں رہ پائی تھی۔

"میم یہ ڈیوٹی شایان صاحب کی لگائی تھی میں نے۔ اُن سے دوبارہ پوچھا تھا،اُن کا کہنا تھا سب کو انفارم کردیا ہے۔ "

غنی صاحب کی بات پر آبرو اثبات میں سر ہلاتی میٹنگ کا آغاز کرگئی تھی۔

مارکیٹ میں ایک نیا پراجیکٹ لانچ کیا جارہا تھا۔ جس کے حوالے سے وہ سب کو بریف کرنا چاہتی تھی۔

شایان نضال کی خالی کرسی دیکھ بہت مزے میں تھا۔ آبرو کو نان پروفیشنل لوگ سخت نا پسند تھے۔ کسی کا آفس میں ہوتے ہوئے میٹنگ میں نہ آنا یا پھر جان بوجھ کر لیٹ ہوجانے پر وہ اگلے کو بُری طرح جھاڑ کر رکھ دیتی تھی۔ شایان نے اپنی اسسٹنٹ کو یہی کہا تھا کہ نضال کو میٹنگ کے بارے میں لیٹ انفارم کرنا ہے۔ تاکہ آبرو اُسے سب کے سامنے بے عزت کرکے میٹنگ روم سے باہر نکال دے۔

اُس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا۔

جب اُسی لمحے نضال میٹنگ روم کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔ اُسے پورے پندرہ منٹ لیٹ آتا دیکھ، جہاں آبرو کے الفاظ کو بریک لگی تھی۔ وہیں باقی سب بھی نضال کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ سب ہی جانتے تھے۔ اُس کی اِس غیر زمہ داری پر آبرو اُسے بخشنے والی بالکل بھی نہیں تھی۔

نضال اور اتنا لیٹ آبرو نے نظریں موڑ کر شایان کی جانب دیکھا تھا۔ جس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ اُسے سب کچھ سمجھا گئی تھی۔

''مسٹر نضال آپ پندرہ منٹ لیٹ ہیں۔ ''

آبرو نے وہاں بیٹھے تمام لوگوں کو حیران کرتے نہایت ہی سرسری سے انداز میں استفسار کیا تھا۔

"مجھے میٹنگ کے بارے میں انفارم ہی ابھی کیا گیا ہے''.

نضال نے اپنے مزاج کے مطابق زیادہ وضاحت پیش نہیں کی تھی۔ وہ خود بھی جان گیا تھا یہ کارنامہ کس کا ہے۔

''اوہ۔۔۔اٹس اوکے آپ پلیز تشریف رکھیں۔ ''

آبرو کے اِس قدر نرمی برتنے پر سب کو حیرت کا ایک جھٹکا تو ضرور لگا تھا۔

"مگر میم میں نے سب کو ہی انفارم کردیا تھا۔ نضال صاحب اپنی کوتاہی میرے سر ڈال رہے ہیں۔ ''

شایان سے نضال کو اِس طرح عزت دیا جانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ جو اب سینہ چوڑا کرکے اُسی کے سامنے بیٹھتا اُسے تمسخر اُڑاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر شایان ہم اِس بارے میں بعد میں بات کرتے ہیں۔ فلحال یہ میٹنگ زیادہ ضروری ہے۔ ''

آبرو اُسے تادیبی نظروں سے دیکھتی وہیں خاموش کرواگئی تھی۔ وہ اچھی طرح اُس کی نیچر سے واقف تھی۔ شایان ایسے اُلٹے کام کر سکتا تھا۔ کسی کو بھی نیچا دکھانے کے لیے۔

پہلے جو وہ بہت ہی ریلیکس انداز میں پورے کنسنٹریشن کے ساتھ بریفنگ دے رہی تھی۔ اب اُس کی اٹینشن نامحسوس انداز میں ڈائیورٹ ہو چکی تھی۔ نضال نے زیادہ ٹائم اپنی نظریں پروجیکٹر پر ہی جمائی رکھی تھیں۔ مگر ایک دو بار جب اُس نے آبرو کی جانب دیکھا تھا۔ وہ بُری طرح گڑبڑا جاتی تھی۔ ایک بار ٹیبل پر ہاتھ لگنے کی وجہ سے فائل نیچے جاگری تھی۔ دوسری بار پروجیکٹر پر ڈفرنٹ چیزوں کی نشاندہی کرواتی سٹک اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوئی تھی۔

جس کے بعد سے نضال نے ایک بار بھی اُس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

آبرو سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ اُس کی کنڈیشن سمجھ کر جان بوجھ کر گریزاں ہوا تھا یا ویسے ہی یہ اُس کا کوئی غیر ارادی عمل تھا۔

مگر جو بھی تھا۔ بہت مشکل سے میٹنگ ختم کرتے وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔

★★★★★★★★

"مسٹر شایان مجھے آپ سے ایسی بچکانہ حرکت کی اُمید بالکل بھی نہیں تھی۔ ایم ڈی ہیں آپ اِس کمپنی کے۔ ٹاپ اتھارٹیز میں سے ایک۔ لگتا ہے آپ اپنی پوسٹ کی ریکوائرمنٹس بھول چکے ہیں۔ آپسی گرجیز کی وجہ سے آپ نے اپنے کام کے ساتھ کوتاہی برتی ہے۔ اگر آپ کو ایسا ہی رویہ برقرار رکھنا ہے تو آپ ابھی ہی بتا سکتے ہیں مجھے۔ "

آبرو نضال کے لیٹ آنے کی وجہ پتا لگوا چکی تھی۔ اور اب شایان کو آفس میں بُلا کر اُس کو اچھی طرح جھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

"آئم سوری میم "!

شایان نظریں جھکائے لب بھینچے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کرپایا تھا۔ وہ آبرو کا نضال کے لیے سافٹ کارنر سمجھ چکا تھا۔ پچھلے دو سال سے یہاں کام کرتے وہ آبرو کو امپریس نہیں کر پایا تھا۔ مگر نضال کو اِس طرف سے بھی سبقت لے جاتا دیکھ اُس کو مزید آگ لگی تھی۔

"جاسکتے ہیں آپ یہاں سے۔ "

آبرو کرسی گھما کر اُس کی جانب سے رُخ موڑ چکی تھی۔

شایان وہاں سے تو خاموشی سے نکل آیا تھا۔ مگر وہ سیدھا نضال کے آفس میں آتا اُس پر پھٹا تھا۔

" تم نے اچھا نہیں کیا آبرو میم کو میرے خلاف کرکے۔ "

شایان کا چہرا بھنایا ہوا تھا۔

"مسٹر ایم ڈی پورے سٹاف کو اِریٹیٹ کرنے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی اور کام نہیں ہے۔ "

نضال کا صبر بھی اب جواب دے گیا تھا۔ جبکہ اُس کی بات پر شایان مزید بھڑک اُٹھا تھا۔ نضال سے اُسے عجیب سی خار ہوچکی تھی۔ آبرو کی جانب سے اُسے ملنے والی امپورٹنس وہ کسی صورت ہضم نہیں کرپارہا تھا۔

"تم آبرو میم کی شے پر بہت اُچھل رہے ہو۔ دیکھتا ہوں یہ مہربانیاں کب تک ہوتی ہیں تم پر۔ شاطر تو تم بہت ہو،اچھا استعمال کر رہے ہو اپنی وجاہت کا۔ سیدھا اِس کمپنی کی چیئر پرسن کو ہی پھنسا لیا۔ "

شایان غصے میں اپنی تمیز بھولتا نہایت ہی عامیانہ لہجے میں بولا تھا۔

نضال کی بھی بس ہوچکی تھی۔ اُس نے ایک زور دار مکا اُس کے جبڑے پر رسید کرتے شایان کو مزید کچھ بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ شایان اُس سے اتنی جرأت کی توقع بالکل بھی نہیں رکھتا تھا۔ اِس لیے اِس غیر متوقع حملے پر کنڑول کھوتا دروازے سے باہر جا گرا تھا۔

باہر موجود کام کرتے لوگ جلدی سے شایان کی جانب بڑھے تھے۔ جبکہ کچھ نضال کا غصے سے لال پڑتا چہرا دیکھ وہیں رُک گئے تھے۔

نضال اپنے آفس کا دروازہ بند کرتا واپس کرسی کی جانب بڑھا تھا۔ اپنا ریزیگنیشن لیٹر ٹائپ کرکے پرنٹ نکالتا وہ بنا باہر لگے ڈرامے پر غور کرتا سیدھا آبرو کے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا۔

آبرو جسے ابھی ہی پتا چلا تھا اِس لڑائی کے بارے وہ عجلت میں آفس سے نکل رہی تھی۔ جب اُس سے بھی زیادہ تیزی سے اندر آتا نضال غصے میں ہونے کی وجہ سے اُسے نہیں دیکھ پایا تھا۔ ایک زور دار تصادم سے آبرو کا ماتھا سیدھا نضال کے سینے میں جاٹکرایا تھا۔

وہ بُری طرح سلپ ہوتی زمین بوس ہونے کو تھی۔ جب نضال نے اُس کے گرد حصار باندھتے اُسے گرنے سے بچایا تھا۔ اُس کے ہاتھ سے ریزیگنیشن لیٹر چھوٹ کر آبرو کے قدموں میں جا گرا تھا۔ آبرو بالکل نضال کے سہارے ہی کھڑی تھی۔

نضال جو ہر بار آبرو کی آنکھوں میں اپنے لیے موجود والہانہ پن اگنور کرتا آیا تھا۔ آج اُس کی بولتی آنکھیں نضال پر بہت کچھ واضح کر رہی تھیں۔

اُسے اتنی بڑی کمپنی چلانے والی اِس کامیاب ترین لڑکی کے اِس پاگل پن پر کافی حیرت ہوئی تھی۔ وہ آخر اُس میں اتنا انٹرسٹ کیوں لے رہی تھی۔

آبرو شاہنواز جہاں اتنی کم عمری میں ہی ملک کی نامور بزنس وومین میں شمار ہونے لگی تھی۔ وہیں اُس کا یہ بے مثال حُسن نظر انداز کیے جانے کے قابل بالکل بھی نہیں تھا۔ اُس کے پرکشش نقوش اور گلابی رنگت میں ایک الگ ہی نزاکت تھی۔ اُس کا رعنائیاں بکھیرتا دلکش سراپا اور کمر پر جھولتی قاتل زلفیں کسی کو بھی ایک جھلک میں اپنا دیوانہ بنانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ جب وہ مسکراتی تھی تو اُس کے گال پر واضح ہوتے ڈمپل دیکھنے والوں کے دلوں پر قیامت برپا کردیتے تھے۔

اپر کلاس سمیت بزنس کی دنیا کے نجانے کتنے ہی لوگ اُس سے شادی کے خواہاں تھے۔ اُن لوگوں نے آبرو سے ملنے کے لیے نجانے کتنے جتن کیے تھے، کہ کسی طریقے سے تو وہ مان جائے۔

مگر وہ سب کو بہت ہی سکون سے انکار کرچکی تھی۔ اُسے شادی میں اور اُن سب امیر زادوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ اب تو وہ تنگ آکر کبھی شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

مگر نضال سے ملاقات کے بعد اُسے اپنا فیصلہ کمزور پڑتا محسوس ہوا تھا۔ اُسے ایسا ہی مضبوط ، غیرت مند اور ایٹی ٹیوڈ میں رہنے والا انسان چاہیئے تھا۔ نہ کہ وہ جو عورت کی ایک جھلک دیکھ کر ہی اُس کے قدموں میں ڈھیر ہوجائے۔ جو اگر محبت کرے تو ڈنکے کی چوٹ پر۔ اُسے اپنی لائف میں سچی محبت چاہیئے تھی۔

وہ ایکدم ہوش میں آتی نضال سے دور ہٹی تھی۔ نضال بھی اُسے سیدھا کھڑا کرتا پیچھے ہوتے جھک کر اپنا لیٹر اُٹھا کر آبرو کی جانب بڑھا گیا تھا۔

اُسے جاب کی ضرورت تھی مگر وہ اپنی وجہ سے کسی لڑکی کا کردار مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آج صرف ایک شخص ایسا بول رہا تھا۔ کل باقی بھی اُنگلیاں اُٹھا سکتے تھے۔

"یہ کیا ہے؟ ''

آبرو نے لیٹر کھولے بنا سوالیہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔ کچھ پل ہی سہی مگر نضال کے قریب ہونے کی وجہ سے اُس کے چہرے پر ایک سُرخی سی پھیل گئ تھی۔

"میں اب مزید یہاں جاب نہیں کرسکتا۔ اِس لیے جاب سے ریزائن دے رہا ہوں۔ ''

نضال اُسے جواب دیتے پلٹا تھا۔

"مسٹر نضال ہم آرام سے بیٹھ کر اِس بارے میں بات کر سکتے ہیں۔ ''

آبرو کو اُس سے اتنے جذباتی فیصلے کی اُمید نہیں تھی۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی۔ کہ نضال یہ فیصلے بہت سوچ سمجھ کر اور صرف اُسی کی وجہ سے کررہا تھا۔ جو اُسے دیکھ کر باقی ہر چیز فراموش کر جاتی تھی۔ یہ بھی نہیں کہ مینجمنٹ اور سٹاف کے کئ لوگ یہ بات نوٹ کررہے ہیں۔ اُس کے سامنے تو ڈر اور لحاظ کے مارے کوئی بولتا نہیں تھا۔

مگر اُس کے پیچھے نجانے کتنی ہی کہانیاں بنائی جاچکی تھیں۔ جن میں سے ہی کچھ کانوں میں پڑنے کی وجہ سے وہ یہ فیصلہ کرگیا تھا۔

کسی لڑکی کے کردار پر اپنی وجہ سے اُنگلیاں اُٹھنا اُسے منظور نہیں تھا۔

"بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے،میں فیصلہ کرچکا ہوں۔ "

نضال اِس وقت شایان کی باتوں کی وجہ سے شدید غصے میں تھا۔ اِس لیے جلدی سے یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔

"مسٹر نضال حیدر آپ کا یہ بی ہیوئیر بہت اَن پروفیشنل ہے۔ "

آبرو کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا، اُسے ڈیل کیسے کرے۔ وہ اُسے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔ اُسے شایان پر شدید غصہ آرہا تھا۔ جس نے نجانے کیا بکواس کرکے نضال کا پارہ اتنا چڑھا دیا تھا۔ کہ وہ سیدھا جاب ہی چھوڑنا چاہتا تھا۔

"یس میم میں ایک انتہائی نالائق اور نااہل بندہ ہوں۔ یہ پوسٹ کسی قابل شخص کو مل جائے تو زیادہ بہتر ہے ".

نضال بات کہہ کر واپس پلٹا تھا۔

آبرو کے روکنے کے باوجود وہ اپنی ضد میں اڑا آفس سے نکل گیا تھا۔

"انسان کو اتنا ٹیڑھا بھی نہیں ہونا چاہئیے۔ اب میں اِسے واپس کیسے لاؤں گی۔ "

آبرو سر پکڑتی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

★★★★★★★

"میم جو ایڈریس بتایا گیا تھا، اُس کے مطابق تو یہ گھر بنتا ہے۔ "

ڈرائیور ایک گھر کے سامنے گاڑی روکتے بولا تھا۔ آبرو کے کہنے پر وہ گلی سے گزرتے ایک دو لوگوں سے کنفرم بھی کرچکا تھا۔ یہ نضال حیدر کا گھر ہی تھا۔ آبرو پوری تسلی کرتی دھڑکتے دل کے ساتھ گاڑی سے نکل آئی تھی۔

اُس کے ناک کرنے کے چند سیکنڈز بعد گیٹ سے ایک لڑکی نمودار ہوئی تھی۔

"جی فرمائیں کس سے ملنا ہے آپ کو؟ "

اُجالا نے سر سے لے کر پیر تک ستائشی نظروں سے آبرو کو دیکھا تھا۔

"نضال حیدر سے ملنا ہے مجھے۔ "

آبرو نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں جواب دیا تھا۔

"آپ پلیز اندر تشریف لائیں، بھیا گھر پر ہی ہیں۔ "

اُجالا اُسے اندر آنے کا اشارہ کرتے بولی تھی۔

آبرو کو ڈرائنگ روم میں بیٹھاتے وہ نجمہ بیگم کو بلا لائی تھی۔ آبرو کو دوپٹہ سلیقے سے اپنے گرد لپیٹے وہ پروقار سی خاتون بہت پسند آئی تھیں۔ چہرے پر نرم سے تاثرات سجائے وہ اُس کے قریب آبیٹھی تھیں۔

"وہ دراصل نضال کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ اِس لیے وہ سورہا ہے۔ آپ کو اگر کوئی ضروری کام ہے تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔ "

نجمہ بیگم نے سلیقے سے بات کا آغاز کیا تھا۔کیونکہ نضال اُنہیں دوٹوک بول چکا تھا۔ کہ پانچ منٹ کے اندر وہ اُس کو فارغ کریں یہاں سے۔

مگر آبرو کچھ دنوں میں ہی بہت اچھے سے نضال کی نیچر کو سمجھ گئ تھی۔ وہ حد سے زیادہ اونچی ناک رکھتا تھا۔ اتنی آسانی سے اُس سے بات کرنے کبھی نہ آتا۔

''جی وہ دراصل وہ فائنانس منیجر تھے ہماری کمپنی کے، ایک بہت امپورٹنٹ فائل نہیں مل رہی، اُسی کے بارے میں پوچھنا تھا اُن سے۔ ہمارا بہت بڑا پراجیکٹ رُکا ہوا ہے، اُس وجہ سے۔ اگر ابھی آپ اُن سے پوچھ دیں مجھے۔ ''

آبرو نے بہت سنجیدگی سے جھوٹ کا سہارا لیتے یہ ثابت کردیا تھا کہ وہ واقعی ایک سمجھدار اور کامیاب بزنس وومین میں سے ایک تھی۔

اُس کی بات پر وہاں موجود نجمہ بیگم اور اُجالا کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات واضح ہوئے تھے۔

"میرا بیٹا اتنا غیر زمہ دار بالکل بھی نہیں ہے۔ ضرور کوئی ۔۔۔۔۔۔۔ ''

نجمہ بیگم نے فوراً بات سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔ آبرو کے ہونٹوں پر نرم سی مسکراہٹ بکھری تھی۔ جو شخص اُسے چند دنوں میں اپنا گرویدہ بنا گیا تھا۔ اُس کی ماں اور بہن کا اُس کے لیے اتنا پوزیسو ہونا بہت عام سی بات تھی۔

"جی بالکل۔ وہ ایک بہت ہی قابل اور زمہ دار انسان ہیں۔ میری کمپنی کو ایسے ہی ایماندار شخص سے کی ضرورت ہے۔ جو کہ آج کل کے دور میں ملنا کافی مشکل ہیں۔ نضال حیدر نے کسی مس انڈر سٹینڈنگ کے باعث غصے میں آکر یہ جاب چھوڑ دی ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ واپس سے جوائن کری لیں۔ وہ جس محنت اور ایمانداری سے کام کرتے ہیں۔ مجھے اب تک اپنے فائنانس ڈپارٹمنٹ میں ایسا کوئی شخص نہیں مل سکا۔

"کیا آپ ایک دفعہ اُنہیں یہاں بھیج کر میری اُن سے بات کروا سکتی ہیں؟ میں اُن سے اپنی فائل کے بارے میں بھی پوچھ لوں گی۔ اور ایک بار جاب کے حوالے سے بھی بات کر لوں گی۔ "

نجمہ بیگم اور اُجالا کو یہ سوچ کر کافی حیرانی ہوئی تھی۔ کہ یہ پیاری سی ملنسار لڑکی اتنی بڑی کمپنی کی مالک اور نضال کی باس ہے۔ جس کے بات کرنے کا انداز ہی اتنا نرم تھا۔ غرور اور گھمنڈ نام کی کوئی چیز دور دور تک نہیں ملی تھی اُنہیں۔

”آپ بیٹھیں میں بھائی کو بلا کر لاتی ہوں۔ “

نجمہ بیگم نضال کے غصے کی وجہ سے کوئی مناسب سا انکار کرنے والی تھیں۔ مگر اُجالا کچھ سوچتی جلدی سے بیچ میں بول پڑی تھی۔

اُسے یہ فائل اور جاب سے زیادہ آبرو کی آنکھوں میں دیکھ کچھ اور معاملہ ہی لگ رہا تھا۔ ورنہ اِس قدر امیر ترین لڑکی اتنی بڑی کمپنی کی مالک جس کے انڈر ہزاروں لوگ کام کررہے تھے۔ اُس کی کمپنی کو بھلا ایک ایمپلائے کے چھوڑ جانے سے کیا فرق پڑنا تھا۔

ابھی اُس کی اِس بات پر آبرو کی آنکھوں کی بجھی جوت روشن ہوتی اُس کے شک میں کئی گنا اضافہ کر گئی تھی۔ اُجالا سمجھ گئی تھی بات کچھ ایسی ہی ہے۔ اگر اُس کے بھائی کی اِس اتنی پیاری اور کیوٹ سی لڑکی سے جوڑی بن جاتی تو کیا ہی بات تھی۔

اُجالا دماغ میں نضال کو منا کر یہاں تک بھیجنے کا پلان سوچتی اُس کے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔

★★★★★★★

"آپ کی کمپنی کی ایسی کونسی امپورٹنٹ فائل ہے میرے پاس۔ "

نضال کچھ دیر بعد آبرو کے سامنے کھڑا اُسے خوشمگی نظروں سے گھور رہا تھا۔

آبرو کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ بات کرنے کم از کم وہاں آ تو گیا ہے۔

نضال اِس وقت سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس اپنے رف حلیے کے ساتھ بھی آبرو کو بہت ڈیشنگ لگا تھا۔ اُس کے چوڑے شانے نمایاں تھے۔ آبرو چاہنے کے باوجود اپنے دل میں موجود اُس کے لیے دن بدن بڑھتے جذبوں پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔

"کانٹریکٹ کے مطابق آپ اِس طرح بنا بتائے جاب نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ کو کل سے واپس اپنی جاب واپس جوائن کرنی ہوگی۔ "

آبرو بھی اپنی جگہ سے اُٹھتی اُس کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

نضال کے سنجیدگی بھرے تاثرات آبرو کا کانفیڈنس لوز کررہے تھے۔

"میں بتا کر آیا تھا۔ اگر آپ کو یاد ہوتو ریزائن بھی دے کر آیا تھا۔ اب آپ میری باس نہیں ہیں۔ اِس لیے اِس طرح میرے گھر آکر مجھ سے یوں سوال جواب نہیں کرسکتیں۔ نہ ہی آپ کی کوئی فائل ہے میرے پاس، نہ میں اب واپس آپ کی کمپنی میں جاب کروں گا۔ وہاں جس زہنیت کے لوگ موجود ہیں۔ میں اُن کے ساتھ کام کرنا تو دور اُن کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ آپ یہاں رک کر اپنا ٹائم ویسٹ کررہی ہیں۔ "

نضال دوٹوک اور بے لچک لہجے میں بولتا واپس مڑا تھا۔

"میں گھٹیا زہنیت کے تمام لوگوں کو جاب سے نکال چکی ہوں۔ مگر آپ یہ جاب اِس طرح چھوڑ کر اُن کا کہا سچ اور میرا کردار مزید مشکوک بنا رہے ہیں۔ مجھے لگا تھا آپ عزت کے محافظ کافی نڈر انسان ہیں معاشرے کے اُن غیرت مند مردوں میں سے، جن کے ہوتے عورت خود کو محفوظ محسوس کرتی ہے۔ مگر آپ تو میری سوچ کے بالکل آپوزٹ نکلے۔ زرا سی بات آتے ہی، بزدلوں کی طرح ایسے پیٹھ دیکھا کر بھاگے جیسے واقعی آپ کو وہ ساری باتیں سچ لگیں۔

جیسے میل باس کو جس ایمپلائے کا کام پسند آتا ہے۔ تو وہ اُس کی تعریف کرتا ہے۔ میرا بھی کچھ یہی معاملہ ہے۔ اِس سے زیادہ کچھ نہیں۔ جس میں میرے خیال میں کوئی غلط بات نہیں ہے۔ "

آبرو کے الفاظ پر نضال کے دروازے کی جانب بڑھتے قدم رُک گئے تھے۔ وہ ایک ہی سانس میں اتنا کچھ بولتی نضال جیسے اُلٹے دماغ کے شخص کو اُسی کے انداز میں ہینڈل کرنے لگی تھی۔

جس میں اُسے کافی حد تک کامیابی ہوتی محسوس ہورہی تھی۔

وہ ایک نظر نضال پر ڈالتی اپنی بات مکمل کرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔ اُس کے جانے پر نضال نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

پیشانی مسلتا وہ وہیں بیٹھ گیا تھا۔ آبرو نے بات بالکل ٹھیک کی تھی۔

وہ تو ہر جگہ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا آیا تھا۔ تو پھر یہاں پر اُس نے فرار کی راہ اختیار کیوں کی تھی۔ کیا واقعی اُس کے دل میں بھی کوئی چور تھا؟

یہ خیال آتے ہی نضال کے چہرے کے تاثرات مزید سخت ہوئے تھے۔

★★★★★★★★★

"میم جو ایڈریس بتایا گیا تھا، اُس کے مطابق تو یہ گھر بنتا ہے۔ “

ڈرائیور ایک گھر کے سامنے گاڑی روکتے بولا تھا۔ آبرو کے کہنے پر وہ گلی سے گزرتے ایک دو لوگوں سے کنفرم بھی کرچکا تھا۔ یہ نضال حیدر کا گھر ہی تھا۔ آبرو پوری تسلی کرتی دھڑکتے دل کے ساتھ گاڑی سے نکل آئی تھی۔

اُس کے ناک کرنے کے چند سیکنڈز بعد گیٹ سے ایک لڑکی نمودار ہوئی تھی۔

''جی فرمائیں کس سے ملنا ہے آپ کو؟''

اُجالا نے سر سے لے کر پیر تک ستائشی نظروں سے آبرو کو دیکھا تھا۔

''نضال حیدر سے ملنا ہے مجھے۔''

آبرو نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں جواب دیا تھا۔

''آپ پلیز اندر تشریف لائیں، بھیا گھر پر ہی ہیں۔''

اُجالا اُسے اندر آنے کا اشارہ کرتے بولی تھی۔

آبرو کو ڈرائنگ روم میں بیٹھاتے وہ نجمہ بیگم کو بلا لائی تھی۔ آبرو کو دوپٹہ سلیقے سے اپنے گرد لپیٹے وہ پر وقار سی خاتون بہت پسند آئی تھیں۔ چہرے پر نرم سے تاثرات سجائے وہ اُس کے قریب آ بیٹھی تھیں۔

''وہ دراصل نضال کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ اِس لیے وہ سو رہا ہے۔ آپ کو اگر کوئی ضروری کام ہے تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔''

نجمہ بیگم نے سلیقے سے بات کا آغاز کیا تھا۔ کیونکہ نضال اُنہیں دوٹوک بول چکا تھا۔ کہ پانچ منٹ کے اندر وہ اُس کو فارغ کریں یہاں سے۔

مگر آبرو کچھ دنوں میں ہی بہت اچھے سے نضال کی نیچر کو سمجھ گئی تھی۔ وہ حد سے زیادہ اونچی ناک رکھتا تھا۔ اتنی آسانی سے اُس سے بات کرنے کبھی نہ آتا۔

''جی وہ دراصل وہ فائنانس مینیجر تھے ہماری کمپنی کے، ایک بہت امپورٹنٹ فائل نہیں مل رہی، اُسی کے بارے میں پوچھنا تھا اُن سے۔ ہمارا بہت بڑا پراجیکٹ رُکا ہوا ہے، اُس وجہ سے۔ اگر ابھی آپ اُن سے پوچھ دیں مجھے۔''

آبرو نے بہت سنجیدگی سے جھوٹ کا سہارا لیتے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی ایک سمجھدار اور کامیاب بزنس وومین میں سے ایک تھی۔

اُس کی بات پر وہاں موجود نجمہ بیگم اور اُجالا کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات واضح ہوئے تھے۔

"میرا بیٹا اتنا غیر زمہ دار بالکل بھی نہیں ہے۔ ضرور کوئی۔۔۔۔۔۔۔"

نجمہ بیگم نے فوراً بات سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔ آبرو کے ہونٹوں پر نرم سی مسکراہٹ بکھری تھی۔ جو شخص اُسے چند دنوں میں اپنا گرویدہ بنا گیا تھا۔ اُس کی ماں اور بہن کا اُس کے لیے اتنا پوزیسو ہونا بہت عام سی بات تھی۔

"جی بالکل۔ وہ ایک بہت ہی قابل اور زمہ دار انسان ہیں۔ میری کمپنی کو ایسے ہی ایماندار شخص سے کی ضرورت ہے۔ جو کہ آج کل کے دور میں ملنا کافی مشکل ہیں۔ نضال حیدر نے کسی مس انڈرسٹینڈنگ کے باعث غصے میں آکر یہ جاب چھوڑ دی ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ واپس سے جوائن کر لیں۔ وہ جس محنت اور ایمانداری سے کام کرتے ہیں۔ مجھے اب تک اپنے فائنانس ڈپارٹمنٹ میں ایسا کوئی شخص نہیں مل سکا۔

”کیا آپ ایک دفعہ اُنہیں یہاں بھیج کر میری اُن سے بات کرواسکتی ہیں؟ میں اُن سے اپنی فائل کے بارے میں بھی پوچھ لوں گی۔ اور ایک بار جاب کے حوالے سے بھی بات کرلوں گی۔“

نجمہ بیگم اور اُجالا کو یہ سوچ کر کافی حیرانی ہوئی تھی۔ کہ یہ پیاری سی ملنسار لڑکی اتنی بڑی کمپنی کی مالک اور نضال کی باس ہے۔ جس کے بات کرنے کا انداز ہی اتنا نرم تھا۔ غرور اور گھمنڈ نام کی کوئی چیز دور دور تک نہیں ملی تھی اُنہیں۔

”آپ بیٹھیں میں بھائی کو بلا کر لاتی ہوں۔“

نجمہ بیگم نضال کے غصے کی وجہ سے کوئی مناسب سا انکار کرنے والی تھیں۔ مگر اُجالا کچھ سوچتی جلدی سے بیچ میں بول پڑی تھی۔

اُسے یہ فائل اور جاب سے زیادہ آبرو کی آنکھوں میں دیکھ کچھ اور معاملہ ہی لگ رہا تھا۔ ورنہ اِس قدر امیر ترین لڑکی اتنی بڑی کمپنی کی مالک جس کے انڈر ہزاروں لوگ کام کر رہے تھے۔ اُس کی کمپنی کو بھلا ایک ایمپلائے کے چھوڑ جانے سے کیا فرق پڑنا تھا۔

ابھی اُس کی اِس بات پر آبرو کی آنکھوں کی بجھی جوت روشن ہوتی اُس کے شک میں کئی گنا اضافہ کر گئی تھی۔ اُجالا سمجھ گئی تھی بات کچھ ایسی ہی ہے۔ اگر اُس کے بھائی کی اِس اتنی پیاری اور کیوٹ سی لڑکی سے جوڑی بن جاتی تو کیا ہی بات تھی۔

اُجالا دماغ میں نضال کو منا کر یہاں تک بھیجنے کا پلان سوچتی اُس کے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"آپ کی کمپنی کی ایسی کونسی امپورٹنٹ فائل ہے میرے پاس۔"

نضال کچھ دیر بعد آبرو کے سامنے کھڑا اُسے خوشمگی نظروں سے گھور رہا تھا۔

آبرو کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ بات کرنے کم از کم وہاں آ تو گیا ہے۔

نضال اِس وقت سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس اپنے رف حلیے کے ساتھ بھی آبرو کو بہت ڈیشنگ لگا تھا۔ اُس کے چوڑے شانے نمایاں تھے۔ آبرو چاہنے کے باوجود اپنے دل میں موجود اُس کے لیے دن بدن بڑھتے جذبوں پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔

"کانٹریکٹ کے مطابق آپ اِس طرح بنا بتائے جاب نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ کو کل سے واپس اپنی جاب واپس جوائن کرنی ہو گی۔"

آبرو بھی اپنی جگہ سے اُٹھتی اُس کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

نضال کے سنجیدگی بھرے تاثرات آبرو کا کانفیڈنس لوز کر رہے تھے۔

''میں بتا کر آیا تھا۔ اگر آپ کو یاد ہو تو ریزائن بھی دے کر آیا تھا۔ اب آپ میری باس نہیں ہیں۔ اِس لیے اِس طرح میرے گھر آکر مجھ سے یوں سوال جواب نہیں کر سکتیں۔ نہ ہی آپ کی کوئی فائل ہے میرے پاس، نہ میں اب واپس آپ کی کمپنی میں جاب کروں گا۔ وہاں جس ذہنیت کے لوگ موجود ہیں۔ میں اُن کے ساتھ کام کرنا تو دور اُن کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ آپ یہاں رک کر اپنا ٹائم ویسٹ کر رہی ہیں۔''

نکال دوٹوک اور بے لچک لہجے میں بولتا واپس مڑا تھا۔

''میں گھٹیا ذہنیت کے تمام لوگوں کو جاب سے نکال چکی ہوں۔ مگر آپ یہ جاب اِس طرح چھوڑ کر اُن کا کہا سچ اور میرا کردار مزید مشکوک بنا رہے ہیں۔ مجھے لگا تھا آپ عزت کے محافظ کافی نڈر انسان ہیں معاشرے کے اُن غیرت مند مردوں میں سے، جن کے ہوتے عورت خود کو محفوظ محسوس کرتی ہے۔

مگر آپ تو میری سوچ کے بالکل آپوزٹ نکلے۔ زرا سی بات آتے ہی، بزدلوں کی طرح ایسے پیٹھ دیکھا کر بھاگے جیسے واقعی آپ کو وہ ساری باتیں سچ لگیں۔

جیسے میل باس کو جس ایمپلائے کا کام پسند آتا ہے۔ تو وہ اُس کی تعریف کرتا ہے۔ میرا بھی کچھ یہی معاملہ ہے۔اِس سے زیادہ کچھ نہیں۔ جس میں میرے خیال میں کوئی غلط بات نہیں ہے۔''

آبرو کے الفاظ پر نضال کے دروازے کی جانب بڑھتے قدم رُک گئے تھے۔ وہ ایک ہی سانس میں اتنا کچھ بولتی نضال جیسے اُلٹے دماغ کے شخص کو اُسی کے انداز میں ہینڈل کرنے لگی تھی۔

جس میں اُسے کافی حد تک کامیابی ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ایک نظر نضال پر ڈالتی اپنی بات مکمل کرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔ اُس کے جانے پر نضال نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

پیشانی مسلتا وہ وہیں بیٹھ گیا تھا۔ آبرو نے بات بالکل ٹھیک کی تھی۔

وہ تو ہر جگہ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا آیا تھا۔ تو پھر یہاں پر اُس نے فرار کی راہ اختیار کیوں کی تھی۔ کیا واقعی اُس کے دل میں بھی کوئی چور تھا؟

یہ خیال آتے ہی نضال کے چہرے کے تاثرات مزید سخت ہوئے تھے۔

★★★★★★★

"کیا ہوا کیا تم کسی کا ویٹ کررہی ہو؟ "

انیسہ چائے کا مگ لبوں سے لگاتی اُس کو مسلسل گلاس وال کی جانب دیکھتا پاکر آخر بول پڑی تھی۔

"نن نہیں تو۔۔۔ "

آبرو فوراً سنبھلتی سیدھی ہوئی تھی۔ انیسہ تو اُس کی بیسٹ فرینڈ تھی مگر اب وہ کسی کے سامنے بھی ایسا کوئی تاثر نہیں دینا چاہتی تھی۔

"تمہارا وہ پرنس چارمنگ نہیں آیا ابھی تک۔۔۔لگتا ہے آنے کا ارادہ نہیں ہے۔ "

انیسہ نے اُس کی اُتری شکل دیکھ اُس کے دل کی بات اخذ کر لی تھی۔

اِس سے پہلے کے آبرو اُسے جواب دیتی اُسے نضال سامنے سے گزرتا دیکھائی دیا تھا۔ گرے پینٹ اور وائٹ شرٹ پہنے چہرے پر مخصوص سرد تاثرات سجائے آبرو کے دل میں پھول کھلا گیا تھا۔

انیسہ نے بہت غور سے اُس کے ہونٹوں پر پھیلتی دلکش مسکراہٹ دیکھی تھی۔

آج سے پہلے اُس نے آبرو کا یہ انداز کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اتنے دل سے وہ کبھی خوش نہیں ہوئی تھی۔ نضال کی ایک جھلک دیکھ کر ہی وہ کوئی الگ ہی آبرو بن جاتی تھی۔

"محبت انسان کو سرتاپا بدل دیتی ہے۔ ہمیشہ سے سنا تھا مگر آج دیکھ بھی لیا۔ تمہارے چہرے پر

مسکراہٹ لانے کے لیے ثمن آپی کیا کیا جتن نہیں کرتیں تھیں۔ اور زیادہ تر ناکام ہی رہتی تھیں۔

آخر ایسا کیا ہے اِس شخص میں جو تم اِس قدر دیوانی ہوگئی ہو اِس کی۔ "

انیسہ کی حیرت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

''جب تمہیں ہوگی تو پوچھوں گی۔ ''

آبرو ہولے سے مسکرا دی تھی۔

''شایان کو نکال دیا ہے۔ اب ایم ڈی کس کو بناؤ گی؟ نضال حیدر کو؟ ''

انیسہ نے وہ سوال پوچھ لیا تھا۔ جو کب سے اُس کے دماغ میں چل رہا تھا۔

"اگر ایسا کیا تو میرے فائنانس مینجر نے میرا سر پھاڑ دینا ہے۔ کہ مجھے اتنی امپورٹنس کیوں دے رہی ہو۔ ''

آبرو اب نضال کے مزاج کو اچھی طرح سمجھنے لگی تھی۔ اُس کے انداز پر انیسہ کی ہنسی نکل گئی تھی۔

''تو پھر؟ ''

انیسہ اُس کا جواب جاننا چاہتی تھی۔

"کچھ ٹائم سارا کام غنی صاحب کے انڈر ہی رہے گا۔ بعد میں پھر دیکھتی ہوں کیا کرنا ہے مجھے۔ ''

آبرو اُسے سرسری سا جواب دیتے فائل کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی انیسہ ثمن کی پوری جاسوس ہے۔ اِس لیے وہ اب انیسہ کے سامنے بھی زیادہ کھلنا نہیں چاہتی تھی۔ جب تک وہ اپنے دل کا معاملہ خود نہ سنبھال لیتی۔

★★★★★★★★

"آپ کی پوتی تو دن بدن مزید خوبصورت ہو گئی ہے۔ لگتا ہے اب تو ملنا پڑے گا اِس سے۔ آخر کو منگ ہے میری۔"

دلاور زلیخہ بیگم کے ہاتھ سے آبرو کی تصویر پکڑتا اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا آنکھوں میں شوخی بھرے بولا تھا۔

"تو جا مل آ دیر کس بات کی۔ وہ مانے نہ مانے مگر سالوں پہلے تم دونوں کا رشتہ طے ہو چکا ہے۔ حق رکھتا ہے تو اُس پر۔ کیوں چوہدری صاحب ٹھیک کہا نا میں نے۔"

زلیخہ بیگم نے دلاور کی بات کو مزید شے دی تھی۔ اور ساتھ ہی کچھ فاصلے پر بیٹھے چوہدری حشمت کی رائے لینی چاہی تھی۔

"ہاں سولہ آنے ٹھیک کہا۔ تم جاکر مل آؤ۔ میں بھی آج اور کل میں ثمن سے بات کرتا ہوں رشتے کی۔ اگر آرام سے مان گئی تو اچھی بات ہے۔ اگر نہ مانی تو بھی ہوگا وہی جو ہم چاہیں گے۔ "

چوہدری حشمت کے لہجے میں طاقت کا غرور بول رہا تھا۔

اُن کی جانب سے اجازت ملنے پر دلاور مزید چوڑا ہوچکا تھا۔ وہ کب سے اِسی موقع کی تلاش میں ہی تو تھا جو آج اُسے مل چکا تھا۔

★★★★★★★★

نضال ایک بار پھر آفس جوائن کرچکا تھا۔آبرو نے جس طرح اپنے کردار کی بات کرکے اُسے احساس دلایا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود انکار نہیں کرپایا تھا۔ اُس کے لیے اپنی انا سے بڑھ کر ایک لڑکی کی عزت تھی۔ مگر آبرو کی آنکھوں میں پنپتے جذبے دیکھ وہ ایک بات کا فیصلہ تو کرچکا تھا۔

کہ اب وہ مزید یہاں زیادہ ٹائم جاب نہیں کرے گا۔ صرف لوگوں کے منہ بند کرنے کے لیے اُس نے ایک دو مہینے یہاں جاب کرنے کا سوچا تھا۔

لیکن اُس نے یہ بھی نوٹ کیا تھا۔ کہ اُس دن کے بعد سے آبرو اُس سے بالکل گریز برتے ہوئے تھی۔ کوئی بہت ضروری کام ہوتا تب وہ اُسے بلاتی تھی۔ ورنہ وہ زیادہ تر دور رہنا ہی بہتر سمجھتی تھی۔

نضال کے لیے بھی یہ سب اطمینان کا باعث تھا۔

اِس وقت بھی وہ اپنے آفس میں بیٹھا کام کررہا تھا۔ جب اُسے باہر سے آبرو کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ اُونچی آواز میں کسی کو ڈانٹ رہی تھی۔

نضال کے ہونٹوں پر کچھ سوچ کر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

اُس کے سامنے یہ شیرنی اکثر بھیگی بلی بنی ہوتی تھی۔ اُسے تو کبھی کبھی یہی فیل ہونے لگتا تھا کہ باس آبرو نہیں وہ ہے۔ جیسے وہ گھبراتی تھی۔

وہ پورے آفس کا وزیٹ کرتی تھی۔ مگر اُس کے آفس کو اکثر چھوڑ جایا کرتی تھی۔

مگر آج شاید موڈ کچھ زیادہ آف تھا۔ اِس لیے وہ اُسی طرح غصے سے لال چہرا لیے اُس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔

نضال اُسے دیکھ کر سلام کرتا اپنی کرسی سے کھڑا ہوا تھا۔

"مسٹر حیدر آپ کی ٹیم کے دو ممبرز پچھلے ایک ہفتے سے چھٹی پر ہیں۔ کیا آپ کو اِس بات کا علم ہے۔ اگر ہے تو آپ نے اُن کے خلاف ابھی تک کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا۔ اِس آفس میں ایک ساتھ سات چھٹیوں کی اجازت بالکل بھی نہیں ہے۔ آئی تھنک آپ نے رول بک پڑی ہو گی۔ "

آبرو کا لہجہ کافی تیز تھا۔ مگر اُس نے ایک بار بھی نظر اُٹھا کر نضال کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ کیونکہ جب تک وہ اُسے دیکھتی نہیں تھی سب سیٹ رہتا تھا۔

"یس میم۔ یہ سب میرے نالج میں ہے۔ اِن فیکٹ میں نے ہی اُن دونوں کو چھٹی دی ہے۔ ارشد صاحب کی وائف کافی سیریس ہیں اور عمر صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا۔ دونوں کی سچویشن ایسی ہے۔ کہ اُن کو کچھ دونوں کی لیو دی جائے۔ آئم سوری

میں آپ کے آفس کے اب رول کے خلاف ہوں۔ اِسی لیے ابھی تک میں نے رول بک سائن نہیں کی۔

جب یہاں کام کرنے والا ہر شخص ایمانداری سے کام کررہا ہے۔ تو اُن کی مشکل وقت میں اُنہیں نوکری سے نکال دینے کے بجائے اِس طرح سپورٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آئم شیور آپ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

اور رہی بات اُن کے کام کی۔ تو میں ایکسٹرا ٹائم لگا کر اُن کے حصے کا سارا کام کررہا ہوں۔ آپ اُس حوالے سے بے فکر رہیں۔ ''

نضال نے اُس کے تیز لہجے کا جواب انتہائی تحمل سے دیا تھا۔ جس کے بعد آبرو کے پاس کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

یہ شخص ہر بار اُسے ایسے ہی لاجواب کردیتا تھا۔

آبرو وہاں سے پلٹنے ہی لگی تھی۔ جب پین نے آکر جو بات اُسے کہی تھی اُس کا رنگ اُڑ گیا تھا۔

"میم کوئی دلاور نامی شخص ملنا چاہتا ہے آپ سے۔ میں نے کہا اُن سے کہ آپ بنا اپائنٹمنٹ کسی سے نہیں ملتی، مگر اُن کا کہنا ہے وہ آپ کے کزن اور فیانسی ہیں۔ "

آبرو نے فوراً نظریں اُٹھا کر نضال کی دیکھا تھا۔

وہ بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نضال نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

آبرو کے چہرے پر اچانک اُمڈ آتا خوف اُسے حیران کرگیا تھا۔ اُس کی شکل سے صاف نظر آرہا تھا کہ وہ اُس سے نہیں ملنا چاہتی۔

"آپ اُنہیں کہیں میں آفس میں نہیں ہوں۔ "

آبرو نے اُس سے نظریں چراتے جھوٹ بولا تھا۔ نضال بظاہر اپنے کام کی جانب متوجہ تھا۔ مگر اُس کا پورا دھیان کشمکش میں مبتلا باہر کی جانب بڑھتی آبرو پر تھا۔

"میم وہ ریسیپشن پر اُنہیں پہلے سے ہی بتا دیا گیا ہے۔ کہ آپ آفس میں ہی ہیں۔ اور وہ آپ کو دیکھ بھی چکے ہیں۔ جب آپ وزٹ کررہی تھیں۔ "

نضال کے کان میں پین کی یہ آخری بات پڑی تھی۔

وہ پوری توجہ سے اپنا کام کرنا چاہتا تھا۔ مگر اُس کا دھیان بار بار بھٹک کر آبرو کے مرجھائے چہرے کی جانب جارہا تھا۔

”مجھے کیا۔۔۔وہ اپنے پرابلم خود سالو کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مجھے ایسے ہی کسی کے معاملے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ ویسے بھی وہ اُس کا کزن اور فیانسی ہے۔ اُسے اُس سے کوئی پرابلم ہوگی تو بہت سے لوگ ہیں اُس کی مدد کرنے والے۔ “

نضال سر جھٹکتے واپس اپنے کام کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"سر یہ آپ کی چائے۔ “

جمیل کی ڈیوٹی سب سٹاف تک چائے پہنچانا تھی۔ اِس وقت بھی وہ وہی کام سرانجام دے رہا تھا۔

نضال کی سوفٹ اور ہمدردانہ نیچر کی وجہ سے سب لوگ اُسے بہت پسند کرتے تھے۔ جمیل بھی اکثر اُس کے پاس سلام دعا کرنے کے لیے آجاتا تھا۔

”آبرو میم اِس وقت کہاں پر ہیں۔ “

جمیل پورے آفس میں گھومتا تھا۔ اِس لیے اُسے سب کی خبر ہوتی تھی۔

"سر وہ تو اِس وقت اپنے آفس میں ہیں۔ اُن کو کوئی کزن ملنے آیا ہوا ہے۔ بڑا عجیب سا انسان ہے۔ کافی پہلے بھی ایک بار آیا تھا۔ نجانے کس بات پر بہت ہنگامہ کر کے گیا تھا۔ تب تو آبرو میڈم کی بڑی بہن ثمن میڈم بھی تھیں۔ اُنہوں نے گارڈز کی دھمکی دے کر نکلوایا تھا اُسے آفس سے۔

پتا نہیں اب کس مقصد کے لیے آیا ہے۔"

جمیل نے اُس کے ایک سوال پر پوری تفصیل بیان کردی تھی۔

اب نضال کو سمجھ آئی تھی۔ اُس کا نام سن کر آبرو کے چہرے پر پریشانی کیوں پھیل گئی تھی۔

"اگر ایسا ہے تو آبرو میم کو اُس سے یوں اکیلا نہیں ملنا چاہیے۔ کیا وہ واقعی اُن کے فیانسی ہیں۔"

نضال اب کام سے ہاتھ روک چکا تھا۔

"شاید وہ آفس میں پھر کوئی ہنگامہ نہیں چاہتی تھیں۔ اِس لیے خاموشی سے ملنے چلی گئیں۔ فیانسی والی بات تو نہیں پتا مجھے۔ بڑا خطرناک شخص معلوم ہوتا، آبرو میم ٹھیک ہی ہوں۔ "

جمیل کی بات پر نضال کے ماتھے کی شکنوں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

جمیل کو بھیج کر وہ بھی اپنے آفس سے نکل آیا تھا۔ اُس کا رُخ سیدھا آبرو کے آفس کی جانب تھا۔

"سر وہ ابھی آپ اندر نہیں جاسکتے۔ "

باہر کھڑے پین نے اُسے روکنا کی کوشش کی تھی۔ جس کے جواب میں نضال نے اُسے جس گھوری سے نوازا تھا۔ وہ خاموشی سے فوراً پیچھے ہٹ گیا تھا۔

نضال ہولے سے دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہوا تھا۔

مگر سامنے کا منظر دیکھ اُس کا خون کھول اُٹھا تھا۔

دلاور نے زبردستی آبرو کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ جس کے جواب میں آبرو نے ایک زور دار تھپڑ اُس کے منہ پر رسید کرتے چلائی تھی۔

"تم گھٹیا شخص سمجھتے کیا ہو خود کو۔ تم جیسے آوارہ انسان کو زندگی میں شامل کرنا تو دور کی بات، میں اپنا نوکر رکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

آبرو بھی پورے جاہ و جلال میں اُس کیا مقابلہ کررہی تھی۔

لیکن دلاور کے لیے آبرو جیسی نازک لڑکی کو قابو کرنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ اُس نے آبرو کو دونوں کلائیوں سے دبوچنا چاہا تھا۔ مگر تب تک نضال اُن کے قریب پہنچ چکا تھا۔

آتے ساتھ ہی اُس نے بنا کچھ بولے اور سنیں ایک زور دار مکہ دلاور کے جبڑے پر رسید کیا تھا۔

جو اِس قدر شدید تھا کہ دلاور کو دن میں تارے نظر آگئے تھے۔ وہ اِس حملے کی قطعی توقع نہیں کرپارہا تھا۔

آبرو نے بھی حیرت سے پلٹ کر دیکھا تھا۔ سامنے کھڑے نضال کو دیکھ اُس کے چہرے پر سے خوف غائب ہوا تھا۔ اُس کا محافظ اُس تک پہنچ چکا تھا۔

"تم ۔۔۔۔۔تم ہوتے کون ہو مجھ پر ہاتھ اُٹھانے والے۔۔۔یہ تھپڑ تمہاری زندگی برباد کرکے رکھ دے گا۔ چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں۔ "

دلاور کی گرفت سے آبرو اپنے ہاتھ نکال چکی تھی۔ اب وہ نضال کے مضبوط شانے کے ساتھ کھڑی استہزایہ نظروں سے دلاور کے پھٹے ہونٹوں کو دیکھ رہی تھی۔

نضال کے ایک تھپڑ نے اُس کا حلیہ بدل کر رکھ دیا تھا۔

"تم جیسے کمزوروں سے نہیں ڈرتا میں۔ دوبارہ اگر اِس لڑکی کے قریب بھی جانے کی کوشش کی تو بہت بُرا حال کروں گا میں۔ زندگی برباد کیسے کرتے ہیں یہ میں بتاؤں گا تمہیں۔ "

نضال کی آنکھوں سے بھی شرارے نکل رہے تھے۔ عورت پر کسی کو بھی ہاتھ اُٹھاتا دیکھ وہ ایسے ہی جنونی ہو اُٹھتا تھا۔

"مجھ سے بچنے کے لیے اب اپنے ایسے عاشقوں کا سہارا لے گی۔ کون ہے یہ تیرا۔۔۔۔۔کہیں مجھ سے پہلے کسی اور کو تو شوہر نہیں بنا لیا۔۔۔۔ "

دلاور آبرو کو نضال کے ساتھ کھڑا دیکھ اپنا آپا کھوتے انتہائی گھٹیا الفاظ استعمال کرنے پر آگیا تھا۔

"تم دفعہ ہوتے ہو یہاں سے یا میں پولیس کو بلواؤں۔ "

نضال آفس میں سب کے سامنے آبرو کا یوں تماشہ لگتا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اِس لیے کافی تحمل مزاجی سے کام لے رہا تھا۔

"بہت جلد دوبارہ ملاقات ہوگی، وہ بھی میری سیج پر۔ اگر اِس کی بیوی ہے بھی تو بیوہ کرکے بیاہ کروں گا تجھ سے۔ مگر یاد رکھنا سیج تو توں میری ہی سجائے گی۔ "

دلاور انتہائی عامیانہ انداز میں اُسے دھمکی دیتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

نضال اُسے اِس بکواس کا جواب دینے آگے بڑھا تھا۔ مگر آبرو نے اُس کے راستے میں آتے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔

"پلیز۔۔۔ "

وہ اچھے سے جانتی تھی دلاور اور اُس کے دادا کا تعلق کتنے غلط لوگوں کے ساتھ تھا۔ وہ بہت پاور فل تھے۔ نضال کو نقصان پہنچانا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ وہ اپنی وجہ سے نضال کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"آپ جیسی لڑکی کس مجبوری کے تحت اِس شخص کی اتنی بکواس سن سکتی ہے۔ "

نضال کا دماغ غصے کے مارے گھوم رہا تھا۔

"یہ میرا پرسنل میٹر ہے آپ کو کس نے پرمیشن دی۔ اِس طرح ہمارے بیچ آکر انٹرفیئر کرنے کی۔ "

آبرو اپنی آنکھوں سے نکلے آنسو صاف کرتی مضبوط اور بے لچک انداز میں سینے پر بازو باندھے اُس کے مقابل آتے بولی تھی۔

"واٹ۔۔۔ "

نضال نے لال آنکھوں سے اُسے گھورا تھا۔ اُسے سامنے کھڑی لڑکی کی دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔ بجائے اُس کا شکریہ ادا کرنے کے وہ اُسے یہ سب بول رہی تھی۔

"آپ صرف میرے آفس کے ایک ایمپلائے ہیں۔ نیکسٹ ٹائم میرے میٹرز میں پڑنے کی کوشش مت کیجیے گا۔ جا سکتے ہیں آپ یہاں سے۔"

آبرو نے اُس کی لال انگارہ ہوتی آنکھوں میں جھانکتے بہت مشکل سے اپنے لہجے کو لڑکھڑانے سے بچایا تھا۔

اُس کا یہ سب بولنے کا مقصد صرف اتنا تھا۔ کہ وہ اپنی وجہ سے نضال کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ انجانے میں نضال اُس کی وجہ سے دلاور جیسے خطرناک انسان کو اپنا دشمن بنا بیٹھا تھا۔

مگر دوسری طرف نضال کو یہ انسلٹ ہضم نہیں ہوئی تھی۔

اپنے ٹیبل کی جانب مڑتی آبرو کا ہاتھ تھام کر اُس نے اُسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

یہ لڑکی ہر بار اُس کا دماغ گھمانے کی قسم کھا چکی تھی۔ آبرو کو اُس کی ایسی کسی حرکت کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔ وہ بے جان گڑیا کی طرح اُس کے سینے سے آلگی تھی۔

دلاور نے جس جگہ سے اُس کی کلائی کو دبوچا تھا۔ نضال نے بھی عین اُسی مقام سے پکڑ رکھا تھا۔ اِس لیے آبرو کو شدید درد محسوس ہونے لگا تھا۔

"میں آپ کے اِس سوکالڈ پرسنل میٹر میں نہ آتا تو جانتی ہیں کیا ہوتا۔

اُس دن اُس عورت کے ساتھ ظلم ہوتا دیکھ بہت چلا رہی تھیں۔ بہت رونا آرہا تھا آپ کو۔ تو پھر آج خود ہی اُس کی طرح مظلوم کیوں بن گئیں۔ بولنا بہت آسان ہوتا ہے پر کرنا مشکل۔ رہی بات میری مجھے آپ کے پرسنل میٹرز میں نہ پہلے کوئی انٹرسٹ تھا نہ آگے ہوگا۔ مگر میں کسی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا نہیں دیکھ سکتا کسی کو۔ چاہے وہ عورت کوئی بھی ہو۔ آپ امپورٹنٹ نہیں ہیں۔ "

نضال نے فوراً اُس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لیا تھا۔ مگر آبرو کی گال پر بکھرتے آنسو اُسے چونکا گئے تھے۔ مگر اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے نضال کی نظر جیسے ہی اپنی گرفت میں قید اُس کی کلائی پر پڑی۔ اُس کی آنکھوں کی سرخی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

دلاور کی اُنگلیوں کے نشان اُس کی کلائی پر واضح جمے ہوئے تھے۔

نضال نے ایک نظر اُس کی بھیگی پلکوں پر ڈالی تھی۔ اگلے ہی لمحے بنا کچھ بولے وہ اُسے خود سے دور کرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

آبرو سر پکڑتی وہیں بیٹھ گئی تھی۔ یہ سب بہت غلط ہوا تھا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اُسے اِس وقت بھی اپنی پرواہ نہیں تھی۔ اُسے بس یہی خوف کھائے جارہا تھا کہ اگر دلاور نے نضال کو نقصان پہنچا دیا تو۔

★★★★★★★★★

"نضال کیا ہوگیا ہے تمہیں۔ بس کرو اِسے۔ آؤ کافی پیتے ہیں کیا پتا اِس سے تمہارا دماغ ریلیکس ہوجائے۔ "

سعد اُسے مسلسل پچھلے اتنے گھنٹوں سے پنچنگ باکس پر اپنا غصہ نکالتا دیکھ آخر کو بول پڑا تھا۔

نضال کے دماغ میں دلاور کے وہ گھٹیا الفاظ گھوم رہے تھے۔ جو اُس نے آبرو کے لیے بولے تھے۔

اُسے پنچنگ باکس میں دلاور کا چہرا دیکھائی دے رہا تھا۔ جس کا وہ حشر بگاڑ دینا چاہتا تھا۔

وہ اِس قدر شدید غصے میں گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اِس لیے اپنے بیسٹ فرینڈ سعد کے فلیٹ میں آگیا تھا۔ جس کا تعلق گاؤں سے تھا۔ مگر جاب کے سلسلے میں وہ یہیں فلیٹ خرید کر رہ رکا تھا۔

"نضال بس کر دو ورنہ میں نجمہ آنٹی کو کال کردوں گا۔ اپنوں ہاتھوں کا کیا حشر کرلیا ہے تم نے۔ گھر میں سب پوچھیں گے تو کیا جواب دو گے۔ "

سعد کی بہت کوششوں کے بعد جا کر کہیں نضال پیچھے ہٹا تھا۔

"اب بتاؤ اتنا غصہ کس بات پر آرہا ہے؟ تمہاری باس کے لیے اُس آدمی نے غلط لفظ استعمال کیے اِس لیے یا پھر تمہاری باس نے تمہیں اپنے معاملے سے دور رہنے کو کہا اِس لیے۔ "

سعد نے آج تک نضال کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ کالم اور کول رہتا تھا۔ مگر اُس کے اِس جنونی انداز نے تو اُسے چونکا کر رکھ دیا تھا۔

"تجھے اپنے دانت تڑوانے ہیں کیا۔ آف کورس اِسی بات پر کہ وہ گھٹیا شخص کسی شریف لڑکی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیسے کرسکتا ہے۔ میں آج تک کبھی کسی بات کے لیے نہیں پچھتایا مگر اب پچھتا رہا ہوں کہ منہ کیوں نہیں توڑ دیا میں نے اُس کا۔

کاش وہ دوبارہ مل جائے مجھے اچھے سے سبق سیکھاؤں گا میں اُسے۔ "

نضال نے ایک بار پھر مُٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"کہیں محبت تو نہیں ہوگئی تمہیں اپنی باس سے۔ اتنا پوزیسو تو میں نے تمہیں آج تک کنزا کے لیے بھی نہیں دیکھا۔ مجھے کیوں لگتا ہے تم پیار میں برباد ہونے والے ہو۔ "

سعد کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔ جب نضال کی جانب سے پڑے والا تکیہ اُس کا منہ دوسری جانب پھیر گیا تھا۔

"فلمیں کم دیکھا کرو۔ تاکہ دماغ صاف رہے تمہارا۔ "

نضال اِس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اِس لیے اُس نے سعد کی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔

اُس کی آنکھوں کے سامنے بار بار آبرو کی نم آنکھیں اور زخمی کلائی آتی اُس کا دماغ کسی طور سکون میں نہیں آنے دے رہی تھیں۔

★★★★★★★★★★

"آبرو اتنا سب کچھ ہوگیا اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔ اگر انیسہ نہ بتاتی تو مجھے تو پتا بھی نہیں چلنا تھا۔ اُس گھٹیا شخص کی اتنی جرأت کیسے ہوئی؟ میں اور احمر کل کی فلائیٹ سے واپس آرہے ہیں۔ تم فکر مت کرو۔ "

ثمن کا بس نہیں چل رہا تھا۔ ابھی وہاں پہنچ کر دلاور کا گلا دبا دے۔ جس نے اُس کی غیر موجودگی میں اُس کی بہن تک پہنچنے کی غلطی کی تھی۔

"آپی پلیز ریلیکس ہوجائیں۔ اتنا بڑا ایشو نہیں ہے۔ جتنا اِس انیسہ کی بچی نے بتایا ہے آپ کو۔ آپ پلیز میری وجہ سے اپنا ٹرپ خراب مت کریں۔ "

آبرو اپنے سامنے بیٹھی انیسہ کو خونخوار نظروں سے گھورتی ثمن کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

"اُس نے تمہارے آفس آکر تمہیں ہریس کیا۔ اور تم کہہ رہی ہو اتنا بڑا ایشو نہیں ہے۔ آبرو مجھے تمہارے اُس فائنانس منیجر سے بات کرنی ہے۔ نمبر دو مجھے اُس کا۔ "

ثمن اُس کی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی۔

''آپی آپ کو اُس سے کیوں بات کرنی ہے؟ اُس کا اِس سب سے کیا لینا دینا۔ ''

آبرو اب کی بار خفگی سے بولی تھی۔

"مجھے انیسہ سب کچھ بتا چکی ہے۔ آفس میں ہوئی ہر بات۔ ''

ثمن نے اپنے لفظوں پر زور دیتے کہا تھا۔

آبرو کا دل چاہا تھا۔ سامنے بیٹھی اپنی اِس دھوکے باز بیسٹ فرینڈ کا منہ توڑ دے۔

"آپی میں اپنے پرابلمز اچھے سے ہینڈل کر سکتی ہوں۔ آپ پلیز وہیں رہیں۔ میری وجہ سے اپنی میریڈ لائف خراب مت کریں۔ ''

آبرو زچ ہوتے بولی تھی۔

"اوکے ٹھیک ہے نہیں آؤں گی۔ مگر میری ایک شرط ہے۔ پرامس کرو تم وہ پوری کرو گی۔ ''

ثمن کے اتنی آسانی سے مان جانے پر آبرو کافی حیران ہوئی تھی۔

"اوکے ضرور۔ بولیں آپ۔ "

آبرو بنا سوچے جلدی سے حامی بھر گئی تھی۔

"تمہیں نضال حیدر سے نکاح کرنا ہوگا،صرف اپنی سیکیورٹی کے لیے۔ "

ثمن کے الفاظ تھے یا کوئی بم جو سیدھا اُس کے سر پر آن پھٹا تھا۔

انیسہ مزے سے اُس کے تاثرات ملاحظہ کرتی چائے سے لُطف اندوز ہورہی تھی۔ ثمن اُسے پہلے ہی اپنے پلان سے آگاہ کر چکی تھی۔

"آپی آپ ہوش میں تو ہیں؟یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ میں نکاح جیسے پاکیزہ رشتے کو صرف اپنی سیکیورٹی کے لیے یوز کروں۔ آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں؟ "

آبرو کا دماغ ماؤف ہوچکا تھا۔

"تمہیں نضال حیدر سے نکاح پر اعتراض ہے یا صرف اپنے مقصد کے لیے نکاح کرنے پر۔ "

ثمن آگے کا سوچتی تھی۔ وہ اپنے دادا کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اِسی لیے وہ پہلے ہی آبرو کے لیے کوئی بندوبست کرنا چاہتی تھی۔

"دونوں باتوں سے اعتراض ہے۔ نہ ہی میں نکاح جیسے رشتے کا مذاق بنانا چاہتی ہوں۔ اور نہ ہی اپنی وجہ سے کسی اور انسان کی زندگی خطرے میں ڈالنا چاہتی ہوں۔ بس یہی ریزن ہے۔ اگر کوئی اور شخص ہوتا تو شاید میں تھوڑی خود غرض بن کر اِس بارے میں سوچ بھی لیتی۔ مگر آپ بھی جانتی ہیں کہ میں نضال حیدر کو لائک کرتی ہوں۔ اُس کی لائف تو کسی قیمت پر خطرے میں نہیں ڈالوں گی۔ "

آبرو بات مکمل کرتی فون رکھ گئی تھی۔

"آبرو کہاں جارہی ہو؟ بات تو سنو۔ "

انیسہ اُسے پرس اُٹھا کر باہر جاتا دیکھ جلدی سے قریب آئی تھی۔

"تم اپنی شکل مت دیکھانا اب مجھے۔ "

آبرو غصے سے اُس کا ہاتھ جھٹکتی باہر نکل گئی تھی۔

وہ بہت تیزی سے لفٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جب راستے میں آئے نضال کو نہیں دیکھ پائی تھی۔

دونوں کا تصادم اتنا شدید تھا کہ نضال اگر اُس کے گرد بازو حمائل نہ کرتا تو اُس نے سر کے بل نیچے جا گرنا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ "

آبرو کا تشویش ناک حد تک لال چہرا دیکھ نضال کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

جس کے جواب میں آبرو بنا کچھ بولے اُسے شکوہ کناں نظروں سے گھورتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

اُس کے جانے کے بعد نضال کتنی ہی دیر اپنی جگہ پر کھڑا اُسے دیکھے گیا تھا۔

★★★★★★★★★

"ڈرائیور گاڑی روکنا جلدی۔ "

آبرو اپنا بے حد اُلجھا مائنڈ ریلیکس کرنے نجانے کب سے ڈرائیور سے خوامخواہ گاڑی دوڑا رہی تھی۔ جب اچانک اُس کی نظر سڑک کنارے کھڑی نضال کی مدر اور سسٹر پر پڑی تھی۔

اُن کی شاید بیچ راستے میں ٹیکسی خراب ہوگئی تھی۔

''اسلام و علیکم ! آنٹی کیسی ہیں آپ؟ کیا ہوا کوئی پرابلم ہے؟ ''

ڈرائیور کے گاڑی روکتے ہی وہ فوراً نیچے اُترتی اُن کے قریب آئی تھی۔

"جی وہ ہماری ٹیکسی خراب ہوگئی تھی۔ ''

نجمہ بیگم اُسے بہت خوشدلی سے ملی تھیں۔ مگر جواب اُجالا کی جانب سے آیا تھا۔

"آپ اتنی دھوپ پر کھڑی ہیں۔ نجانے گاڑی کب تک ٹھیک ہو۔ اِس روڈ سے تو زیادہ گاڑیاں بھی نہیں گزرتیں۔ آئیں میں آپ کو ڈراپ کر دوں۔ ''

آبرو نے اُنہیں فوراً آفر کی تھی۔

''نہیں بیٹا آپ کو بلا وجہ کی زحمت ہوگی۔ ہم خود چلی جائیں گی۔ ''

نجمہ بیگم نے نرمی سے انکار کیا تھا۔ یہ نضال کی باس تھی۔ وہ جانتی تھیں نضال کو یہ سب اچھا نہیں لگے گا۔

"آنٹی زحمت کیسی؟ آپ کی مدد کرکے مجھے بہت خوشی ہوگی۔ "

آبرو نے اسرار کیا تھا۔ اُسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ گاڑی کے ہوتے وہ اُنہیں اِس طرح روڈ پر اکیلا چھوڑ کر جائے۔

"امی وہ اتنا فورس کررہی ہیں۔ چلے جاتے ہیں نا ہم۔ بھائی کو میں سنبھال لوں گی۔ آپ اُن کی ٹینشن مت لیں۔ "

اُجالا بھی اب مزید خاموش نہیں رہ پائی تھی۔ اُس کی سرگوشی نما آواز اتنی اُونچی تو تھی۔ کہ با آسانی آبرو کی سماعتوں تک پہنچ گئی تھی۔

جس پر ناچار نجمہ بیگم کو حامی بھرنی پڑی تھی۔

"ویسے آپ بہت اچھی ہیں۔ جب مجھے پتا چلا تھا کہ بھیا کی باس کوئی سخت گیر لیڈی ہے۔ تو میرے مائینڈ میں بہت عجیب نقشہ بنا تھا آپ کا۔ موٹی سی عینک ناک پر رکھے

گھورتی ہوئی بوڑھی باس۔ مگر آپ تو اُس کے بالکل آپوزیٹ نکلیں۔ بہت سویٹ ہیں آپ۔ "

اُجالا سے رہا نہیں گیا تھا۔ نجمہ بیگم کی گھوریوں کے باوجود وہ نان سٹاپ بولی جا رہی تھی۔

مگر آبرو کو اُس کا بولنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ کیونکہ اُس میں نضال کا ذکر بھی تھا۔ اُسے ایسے ہی سچے اور سادہ لوگ پسند تھے۔ اِس وقت بھی اُجالا اور نجمہ بیگم سے باتیں کرتے اُس کی ساری ذہنی ٹینشن پیچھے چھوٹ گئی تھی۔

"جیسے آپ نے ہمارا انکار نہیں سنا۔ ہم بھی نہیں سنیں گی۔ آپ کو ہمارے گھر سے چائے تو پینی پڑے گی۔ میری بہن بہت اچھی چائے بناتی ہے۔ بھائی کو تو اُس کے ہاتھ کی چائے اتنی پسند ہے۔ کہ وہ دن میں نجانے کتنی بار بنوا کر پیتے ہیں۔ آپ کو بھی ایک بار ٹیسٹ تو کرنی پڑے گی۔ "

اُجالا اور نجمہ بیگم نے جتنی محبت سے اُسے بولا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود انکار نہیں کرپائی تھی۔

گھر کے اندر داخل ہوتے اُسے ایک شور سا سنائی دیا تھا۔ اندر بیٹھے لوگ شاید پورے انہماک کے ساتھ میچ دیکھنے میں مصروف تھے۔

"انعم، کنزا دیکھو کون آیا ہے۔ "

اُجالا اُسے ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر ٹی وی لاؤنج کی جانب بھاگ گئی تھی۔ جہاں سے اُس کی آتی آواز آبرو کے ہونٹوں پر مسکان بکھیر گئی تھی۔

اُسے یہاں آکر ایسے فیل ہونے لگا تھا۔ جیسے وہ کہیں کی پرائم منسٹر ہو۔

وہ یہی سوچنے لگی تھی۔ کہ نضال کے گھر والے تو

اتنے اچھے ہیں۔ پھر وہ اتنا اکڑو کیوں ہے۔

"آبرو آپی یہ میری بہن انعم ہے۔ مجھ سے دو سال بڑی ہے۔ اور یہ کنزا ہے میرے چچا کی بیٹی اور نضال بھائی کی فیانسی۔ یہ پورا دن ہمارے گھر ہی پڑی رہتی ہے۔ میں

اِسے کہتی ہوں کہ عنقریب تم اِدھر ہی آنے والی ہو۔ ابھی تو کچھ ٹائم وہاں ٹک کر بیٹھو۔ مگر یہ پھر ڈھیٹوں کی طرح منہ اُٹھائے یہاں پہنچ جاتی ہے۔ ''

اُجالا اپنی عادت کے مطابق نان سٹاپ بولنا شروع ہوچکی تھی۔ مگر اِس بار اُس کی باتوں کے جواب میں آبرو کوشش کے باوجود سمائل بھی نہیں دے پائی تھی۔

اُس نے بغور اُس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔ انجانے میں ہی وہ اپنا مقابلہ اُس سے کرنے لگی تھی۔ بے شک اُس نے ہر معاملے خود کو کنزا سے بہتر ہی پایا تھا۔ مگر اپنے نصیب میں نضال حیدر کو لکھوا کر وہ اُس سے سبقت لے گئی تھی۔

نضال حیدر پر تو پہلے سے ہی کسی اور کی مہر لگ چکی تھی۔ اب تو وہ چاہ کر بھی اُسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرسکتی تھی۔

ایک دم اُس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا۔

"آپ اتنی حسین اور سویٹ سی باس ہیں نضال کی۔ مگر اُس نے آج تک آپ کے بارے میں بات تک نہیں کی گھر میں۔ بہت ہی بے زوق انسان ہے وہ۔ ''

کنزا کی آنکھیں آبرو کا حُسن اور سٹیٹس دیکھ خیرا ہوئی تھیں۔ اُسے تو شروع سے ہی یہ دونوں چیزیں بہت اٹریکٹ کرتی تھیں۔

"جب اُن کی فیانسی ہی اتنی پیاری سی ہے۔ تو اُس کے سامنے وہ اپنی باس کا ذکر کیوں کریں گے۔ "

آبرو کو کنزا کا اِس طرح مذاق میں بھی نضال کو بے زوق کہنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"تم دونوں کچن میں جاکر کچھ کھانے پینے کو بھی لاؤ گی۔ یا یوں ہی آبرو آپی کو گھور گھور کر ایریٹیٹ کرتی رہو گی۔ "

اُجالا کی بات پر وہ دونوں شرمندہ سی ہوتیں کچن کی جانب بڑھ گئی تھیں۔ نجمہ بیگم کچھ دیر پہلے ہی نماز پڑھنے جاچکی تھیں۔

"میرا آپی کہنا آپ کو بُرا تو نہیں لگ رہا۔ "
اُجالا نے جھجھکتے آخر پوچھ ہی لیا تھا۔

"نہیں مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔ آئی وش میری بھی آپ کی طرح پیاری سی چھوٹی بہن ہوتی۔ مگر اب آپ بھی میرے لیے میری چھوٹی بہن ہو۔ آپ سے بات کرکے بہت اچھا لگا مجھے۔ "

آبرو نے کھلے دل سے اُس کی تعریف کی تھی۔ جس پر اُجالا کی بھانچھیں مزید کھل گئی تھیں۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔ اِس لیے آپ کو میں اچھی لگی۔ ویسے جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ میں بھی ایک وش مانگتی ہوں۔ مگر ابھی آپ کو بتا نہیں سکتی۔ یہ تبھی بتاؤں گی ،جب یہ پوری ہوجائے گی۔ "

اُجالا کی بات پر آبرو مسکرا دی تھی۔

"لگتا ہے یہ دونوں کچن میں سوگئی ہیں۔ میں ابھی اِن کو دیکھ کے آتی ہوں۔ "

اُجالا کے جاتے آبرو موبائل نکال کر دیکھنے لگی تھی۔ جہاں ثمن اور انیسہ کی ڈھیروں کالز اور میسیجز موجود تھے۔

آبرو نے واپس موبائل پرس میں رکھ دیا تھا۔ جب اُسے بھاری قدموں کی چاپ قریب آتی سنائی دی تھی۔ آواز کے ساتھ آتے خوشبو کے جھونکے پر آبرو کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

وہ بھلا نضال کی خوشبو کیسے نہ پہچانتی۔

مگر اصل سانسیں تو اُس وقت تھمیں۔ جب نضال بنا اُس کی جانب دیکھے عین اُس کے سامنے والے صوفے پر براجمان ہوا تھا۔

صوفے کی بیک سے سر ٹکاتے وہ پیشانی مسلتا آبرو کو کافی تھکا تھکا سا لگا تھا۔

آبرو کی موجودگی سے انجان وہ ریلیکس انداز میں صوفے پر بیٹھتا آنکھیں اُسی طرح سر ٹکائے موندیں ایک ہاتھ سے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے کھولنے لگا تھا۔

آبرو کو آج پہلی بار موقع ملا تھا۔ اُسے یوں پوری توجہ سے دیکھنے کا۔ ورنہ اُس کی کھلی آنکھوں پر تو وہ اُس کی جانب ایک سیکنڈ سے زیادہ دیکھ نہیں پاتی تھیں۔

اُس کے وجاہت سے بھرپور خوبصورت مغرور نقوش اور سحر انگیز شخصیت کے مالک شخص پر دل ہارنا کوئی زیادہ بڑی بات نہیں تھی۔ بلاشبہ یہ شخص حُسن و وجاہت سے مالا مال تھا۔

مگر آبرو کو تو محبت اُس کی ذات سے ہوئی تھی۔ اِتنی اچھی سیرت والا مرد اُس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ جس کے لیے کسی بھی عورت کی عزت اُس کی اپنی عزت تھی۔

خود پر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے نضال نے فوراً آنکھیں کھول دی تھیں۔

آبرو جو یک ٹک اُسے دیکھ رہی تھی۔ جذبز سی ہوتی فوراً نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔

جبکہ نضال ناسمجھی کے عالم میں کتنے ہی لمحے اُسے یوں ہی دیکھے گیا تھا۔ اُسے یہ اپنا وہم ہی لگا تھا۔ کہ جس لڑکی کے بارے میں وہ کب سے سوچ رہا ہے۔ اِس وقت اُس کا اِس طرح گھر میں موجود ہونا نظروں کے دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔

آبرو نضال کی گہری نظروں سے گھبراتی حیرت کا شکار ہوئی تھی۔ کہ جو انسان آفس میں اُس کی جانب نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا وہ اُسے یوں دیوانوں کی طرح کیوں دیکھ رہا ہے۔

آبرو سے مزید وہاں بیٹھنا محال ہوگیا تھا۔ وہ پرس اُٹھاتی ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے وہاں سے نکل گئی تھی۔

"بھیا آبرو آپی کہاں گئیں۔ ابھی تو یہیں بیٹھا کر گئی تھی میں اُن کو۔ "

نضال جو اُسے جاتا دیکھ ہوش میں آیا تھا۔ اُجالا کی بات نے اُسے مزید شرمندہ کردیا تھا۔

وہ اُس کے گھر میں تھی۔ بجائے اُس سے اچھی طرح بلانے کے وہ اُسے گھورتا رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں آیا تو یہاں کوئی نہیں تھا۔ اور ویسے وہ لڑکی یہاں ہمارے گھر میں کیوں آئی تھی۔ اور آپی کب سے بن گئی تمہاری۔"

نضال گلے سے ٹائی نکالتے اُجالا کو خشمگیں نظروں سے گھورتے بولتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔

"آپی لفظ سے کتنا اعتراض ہے اِن کو۔ یہ چاہتے میں بھابھی بولوں اُنہیں۔"

اُجالا ہولے سے منمنائی تھی۔

"کیا کہا۔۔۔"

نضال نے گردن موڑ کر اُسے گھورا تھا۔

"کک کچھ نہیں۔ میں چائے لے کر آتی ہوں آپ کے لیے۔"

اُجالا اُس کی تیز نظروں پر گڑبڑاتی کچن کی جانب دوڑی تھی۔

نضال نے روم میں آکر غصے سے ساری چیزیں صوفے پر اُچھالی تھیں۔

جس طرح آبرو آفس میں اُس سے ٹکرا کر لال شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھتی نکلی تھی۔ اُس وقت سے وہ اُسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

جس کا یہ نتیجہ نکلا تھا۔ کہ اُس کی موجودگی کو بھی وہ اپنا وہم سمجھ کر اُسے یوں استحقاق بھری نظروں سے دیکھے گیا تھا۔

★★★★★★★★★★

"اِس شخص کی ٹانگوں پر ایسی گولیاں مارنا، کہ یہ زندگی بھر اپنے قدموں پر چلنے کے قابل نہ رہے۔ "

دلاور اپنے خاص آدمی سفیر کے آگے نضال کی تصویر رکھتا کمینگی بھرے لہجے میں بولا تھا۔

اُس کے ہونٹ کا زخم اابھی تک تازہ تھا۔ جہاں نضال نے اُس پر وار کیا تھا۔

”آپ فکر مت کریں چوہدری صاحب۔ آپ نے اِس شخص کی ساری انفارمیشن دے دی ہے مجھے۔ اب آپ دیکھئے گا۔ کتنا بُرا حال کروں گا میں اِس کا۔ “

سفیر دلاور کو پوری تسلی دیتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا۔

دلاور نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے آبرو کو کال ملائی تھی۔

"کیسی ہو کزن پلس میری ہونے والی بیوی؟ “

دلاور کے نجانے کتنے نمبر وہ بلاک کرچکی تھی۔ اِس بار بھی اُس نے ہمیشہ کی طرح نمبر بدل کر کال کی تھی۔

"فون مت رکھنا، اِس میں تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ “

وہ آبرو کے ارادے سے اچھی طرح واقف تھا۔

”بولو پھر کیا نئی بکواس کرنے کے لیے فون کیا ہے مجھے؟ “

آبرو کا دل چاہ رہا تھا۔ فون میں سے نکل کر اِس کمینے انسان کا منہ توڑ دے۔

"ارے میری جان اتنا غصہ۔۔۔۔ میں نے تو صرف یہ بتانے کے لیے فون کیا تھا۔ کہ میرے آدمی تمہارے اُس عاشق کا کام تمام کرنے نکل چکے ہیں۔ اب اِس کے بعد وہ تو کیا۔ کوئی بھی میرے راستے میں آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

تمہاری بہن مجھ سے بچانے کے لیے نکاح کروانا چاہتی ہے نا تمہارا۔ مگر اُسے بتا دینا میں ایسا کبھی ہونے نہیں دوں گا۔ تمہارا نکاح ہوگا تو صرف مجھ سے اور وہ بھی بہت جلد۔ "

دلاور نے اپنی بات مکمل کرتے فون بند کردیا تھا۔

آبرو کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔

"نن نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ "

اُس نے اپنے سائیں سائیں کرتے سر کو تھامتے بہت مشکل سے اپنے حواس قائم رکھے تھے۔

اُس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا۔ رات کے ایک بج رہے تھے۔

آبرو نے بنا سوچے سمجھے نضال کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ پہلی تین بیلز کے بعد بھی کال ریسیو نہیں کی گئی تھی۔ جو بات آبرو کی پریشانی میں مزید اضافہ کرگئی تھی۔

اُس نے ایک بار پھر ٹرائے کیا تھا۔ مگر اِس بار اُس کی سن لی گئی تھی۔

"ہیلو۔۔۔آبرو میم سب خیریت ہے؟"

پہلی بیل پر ہی کال اٹینڈ کرتے نضال کی نیند کے خمار سے بھاری آواز اُس کی سماعتوں سے ٹکراتی اُسے نئ زندگی بخش گئی تھی۔

"نضال آپ ٹھیک ہیں نا؟ آپ کو کچھ نہیں ہو نا؟ وہ گھٹیا شخص آپ کو مارنا چاہتا ہے۔ اُس نے ابھی مجھے کال کرکے دھمکی دی۔۔۔۔وہ آپ کو ۔۔۔۔۔ "

آبرو روتے روتے اُسے بتانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

نضال کو اُس کی باتیں واضح طور پر سمجھ نہیں آرہی تھیں۔ مگر وہ یہ سوچ کر کے آبرو کسی مصیبت میں ہے فوراً پریشان ہو اُٹھا تھا۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ میں ابھی آرہا ہوں وہاں۔۔۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔۔اور نہ ہی وہ بزدل شخص میرا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ "

نضال اُسے تسلی دیتا فوراً گھر سے نکل آیا تھا۔

وہ جو آبرو کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت کے جذبات دیکھ کر ہمیشہ نفی کرتا آیا تھا۔

آج اُس کی زرا سی پریشان آواز پر ایک لمحہ بھی سوچے بغیر اُس کے پاس پہنچنے کو بے تاب ہوا تھا۔

جس سچ کو وہ بہت سکون سے جھٹلاتا آیا تھا۔ آج وہ اُس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ جسے ماننے کے علاوہ اُس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔

★★★★★★★★

آبرو کو شروع سے اپنی ڈھیلی ڈھالی نائٹی پہن کر سونے کی عادت تھی۔ جس میں وہ بہت کمفرٹیبل رہے۔ اِس کے بغیر اُسے نیند نہیں آتی تھی۔

گھر کے اندر صرف فی میل ملازمہ کام کرتی تھیں۔ اِس لیے وہ آرام سے روم سے باہر نکل آتی تھی۔

اِس وقت بھی اُس نے مہرون کلر کی نائٹی زیب تن کر رکھی تھی۔ جس کا پچھلا گلا کافی گہرا تھا۔

آبرو نے سلکی بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹ رکھا تھا۔ جس سے کچھ بال پھسل کر اُس کے چہرے پر بکھرے اُسے مزید دلکش بنا رہے تھے۔

وہ اِس وقت جس زہنی اذیت کا شکار تھی۔ اپنے

حلیے کا خیال نہیں کر پائی تھی۔ صرف صوفے پر پڑا ایک چھوٹا سا دوپٹہ اُٹھا کر اُسے نے اپنے گرد لپیٹ لیا تھا۔ جو بار بار پھسل کر اُس کی رعنائیوں کو مزید اُجاگر کررہا تھا۔

مگر آبرو کو اِس سب کا ہوش تھا ہی نہیں۔ وہ تو بس جلد از جلد نضال کو سہی سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتی تھی۔

گارڈ کو وہ پہلے ہی نضال کی آمد کے بارے میں مطلع کر چکی تھی، تاکہ وہ اُسے روکے نہیں۔

چل چل کر آبرو کے پیر شل ہوچکے تھے۔ وہ صوفے پر بیٹھی ہی تھی۔ جب اُسے ڈرائنگ روم کے دروازے سے نضال اندر آتا دیکھائی دیا تھا۔

وائٹ کرتا شلوار میں ملبوس ماتھے پر بکھرے بال اور نیند کے خمار سے سُرخ آنکھیں آبرو کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

وہیں نضال کو بالکل ٹھیک اپنے سامنے دیکھ آبرو کی روح تک سکون اُتر گیا تھا۔ وہ اِس شخص کو چند دنوں میں اتنا کیسے چاہنے لگی تھی، اُسے خود بھی پتا نہیں چلا تھا۔ ایسی کیا کشش تھی جو اُسے نضال حیدر کی جانب کھینچ لیتی تھی۔

نضال نے بے اختیار اُس کے سراپے سے نظریں چرائی تھیں۔ وہ یہاں آ تو گیا تھا۔ مگر اب اِس قیامت خیز حُسن کی مالک لڑکی کے پاس رات کے اِس پہر آنا کسی حماقت سے کم نہیں لگا تھا۔

آبرو نے جس طرح روتے ہوئے اُسے کال کی تھی۔ وہ یہی سمجھا تھا، کہ آبرو کسی مصیبت میں ہے۔ اِس لیے بنا ایک بار بھی سوچے وہ یہاں آن پہنچا تھا۔

لیکن اب اُسے اپنی اِس جلد بازی پر پچھتاوا ہوا تھا۔

"مجھے لگا آپ کسی پرابلم میں ہیں۔"

نضال نے رُخ موڑتے سنجیدگی بھرے لہجے میں کہا تھا۔

آبرو اُس کے رُخ موڑنے کی وجہ نہیں سمجھ پائی تھی۔ اِس وقت وہ اُس سٹیٹ آف مائینڈ میں تھی ہی نہیں کہ اِن باریکیوں کو سمجھ پاتی۔

"دلاور کی کال آئی تھی مجھے۔ وہ آپ کو مارنا چاہتا ہے۔ اُس نے دھمکی دی ہے۔۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ اُس کے بہت غلط لوگوں سے تعلقات ہیں۔ بہت گھٹیا شخص ہے وہ۔"

آبرو اُس کے مقابل آتی روتے ہوئے بولی تھی۔

اگر اُس کی جان خطرے میں ہوتی تو وہ شاید اتنا پریشان نہ ہوتی۔ مگر اب بات نضال حیدر کی تھی۔ جس کو خطرے میں جان کر ہی اُس کی جان حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔

”آپ ریلیکس رہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ آپ پلیز رونا بند کریں۔ آپ کا وہ فیانسی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر کچھ کیا بھی تو جواب میں اُسے سبق سیکھانا مجھے اچھے سے آتا۔ “

نضال کی نظریں بالکل اپنے پیروں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اِس قیامت سے بچنا چاہتی تھا۔ جو اُس کے آگے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

”وہ کمینہ انسان میرا فیانسی نہیں ہے۔ بکواس کررہا تھا وہ۔۔۔۔ “

آبرو اُس کی بات کی نفی کرتی چلائی تھی۔

اِن پچھلے دنوں اُس نے جتنی ٹینشن لی تھی۔ یہ سب اب اُس کی برداشت سے باہر ہوا تھا۔

ابھی وہ بات مکمل ہی نہیں کرپائی تھی۔ کہ اُس کا سر زور سے چکرایا تھا۔

اُسی لمحے نضال نے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔ آبرو کے زمین بوس ہونے سے پہلے ہی نضال نے آگے بڑھ کر اُسے تھام لیا تھا۔

وہ بے جان ہوتی اُس کی بانہوں میں لہرا گئی تھی۔

"اُفف۔۔۔۔ "

نضال کو اِس ہوش رُبا حُسن کی دیوی سے بچنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

وہ اُسے بانہوں میں اُٹھائے اُوپر اُس کے روم کی جانب بڑھا تھا۔ وہ ایک بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا۔ اِس لیے اُس کے روم کی لوکیشن سے واقف تھا۔

بیڈ پر لیٹا کر وہ پیچھے ہٹنے ہی والا تھا۔ جب اُس دن کی طرح آج پھر اُس کی نظر آبرو کے کندھے سے جھانکتے برتھ مارک پر پڑی تھی۔

اُس دن کی طرح آج پھر اُس کا دل چاہا تھا۔ یہ برتھ مارک پورا دیکھ لے۔ تاکہ اتنے دنوں سے دماغ میں چلتی جنگ کا خاتمہ ہوسکے۔

مگر اُس کا ضمیر کسی لڑکی کو اُس کی بے ہوشی میں اِس طرح چھونے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

وہ اپنی یہ خواہش دل میں دباتا اُس پر کمبل ڈال کر اُسے مکمل ڈھانپتا، ایک پل کی بھی دیر کیے وہاں سے نکل گیا تھا۔

مہرون نائٹی میں اُس کا دھمکتا حسین سراپا نضال حیدر کے ہوش بہت حد تک ٹھکانے لگا گیا تھا۔

اُسے ایک دم آبرو پر غصہ آیا تھا۔ وہ ایسا لباس پہنتی ہی کیوں تھی۔ جس سے کوئی غیر محرم اُس کی جانب متوجہ ہوتا۔

اگر خدا نے حُسن دیا تھا تو ڈھانپ کر رکھتی یوں نمائش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

نضال کھولتے دماغ کے ساتھ اُس کے گھر سے نکل آیا تھا۔

وہ فیصلہ کر چکا تھا۔ اب اُسے ہر حال میں یہ جاب چھوڑنی تھی۔ آبرو شاہنواز اُس کے دلوں دماغ کو بُری طرح افیکٹ کررہی تھی۔ اگر وہ مزید اُس کے قریب رہتا تو اُس کا دل اُسے ضرور دغا دے جاتا۔

★★★★★★★★

سفیر دلاور کے پاس سے اُٹھ کر حویلی کے دائیں جانب بنے سرونٹ کواٹرز کی جانب بڑھا تھا۔ جہاں وہ اپنے خاندان کے ساتھ مقیم تھا۔

"آگئے ہو بیٹا۔۔۔ تم نے تو شہر جانا تھا نا آج۔ "

رحمان علی بیٹے کی آواز سن کر وہیل چیئر گھسیٹتے اپنے کمرے سے باہر آگئے تھے۔ جہاں سفیر کی بیوی اُس کے آگے کھانا رکھ رہی تھی۔

"جی ابا۔۔۔ صبح نکلنے کا ارادہ ہے۔ چھوٹے چوہدری نے ایک ضروری کام دیا ہے۔ وہی نبٹانے جانا ہے تو واپسی پر آپ کی دوا بھی لیتا آؤں گا۔ "

سفیر نوالہ منہ کی جانب لے جاتے جواب دیتے بولا تھا۔

"کیسا کام؟؟۔۔۔میں تو کہتا ہوں۔ چھوٹے چوہدری کے کاموں سے دور ہی رہ تو زیادہ بہتر ہے۔ "

رحمان علی نے بیٹے کو تنبیہہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔

شروع سے وہ اِسی خاندان کی خدمت کرتے آئے تھے۔ رحمان علی حویلی والوں کے ہر رنگ سے واقف تھے۔ سفیر سے پہلے وہ چوہدیوں کے لیے کام کرتے تھے۔ مگر پھر ایک حادثے میں اُن کی دونوں ٹانگیں چلی گئی تھیں۔ جس کے بعد سے وہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہیل چیئر پر آگئے تھے۔ اور اُن کی جگہ اُن کے بیٹے نے سنبھال لی تھی۔

وہ بھی رحمان علی کی طرح اُن کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرنا ہی جانتا تھا۔

"آپ ہی نے تو سیکھایا تھا۔ چوہدریوں کے بہت احسان ہیں ہم پر۔ اُن کے ہر حکم کی تکمیل ہم پر لازم ہے۔ اگر وہ جان مانگے تو وہ بھی بنا سوچے ہتھیلی پر رکھ دینی ہے۔ پھر یہ کام تو بہت معمولی سا ہے میرے لیے۔

ایک شخص کی ٹانگیں ضائع کر کے اُسے ہمیشہ کے لیے معذور کرنا، جس نے چھوٹے چوہدری پر ہاتھ اُٹھانے کی گستاخی کی ہے۔ “

سفیر نے نہایت سکون سے بتایا تھا۔ جیسے یہ سب اُس کا روز کا معمول ہو۔ وہ دروازے میں کھڑی اپنی بیوی کو نہیں دیکھ پایا تھا۔

”تم نے حامی بھر لی۔۔۔اِس کام کے لیے۔۔۔ “

رحمان علی کو اُمید تھی کہ شاید اُن کے بیٹے میں ابھی تھوڑا احساس باقی ہو۔

”تو کیا انکار کر دیتا؟۔۔آپ نے ہی تو یہ سبق پڑھایا ہے مجھے۔۔۔ “

سفیر کو آج اپنے باپ کا انداز کافی عجیب لگا تھا۔

”لگتا ہے تم نے میری یہ ایک بات ہی سیکھی ہے۔۔۔جو جائز اور ناجائز کا سبق بچپن سے پڑھاتا آیا ہوں تجھے وہ بھول گیا اتنی جلدی۔۔۔ “

رحمان علی کا چہرا دکھ کے احساس سے ماند پڑا تھا۔

”مگر چھوٹے چوہدری نے ایسا کچھ ناجائز بھی کرنے کو نہیں کہا۔ اُس نضال حیدر نامی شخص نے چوہدری دلاور پر ہاتھ اُٹھایا ہے، اُس کی اتنی سزا تو بنتی ہے۔ “

سفیر نے باپ کو اصل بات بتا کر تحمل سے سمجھانا چاہا تھا۔

جبکہ اُس کے نام پر رحمان علی ٹھٹھکا تھا۔

”کیا نام لیا تم نے ابھی؟۔۔۔نضال حیدر۔۔۔۔۔یہی کہا نا تم نے۔۔۔۔۔ “

رحمان علی کا لہجہ لڑکھڑایا تھا۔

”ہاں کیوں۔۔۔کیا ہوا؟ “

سفیر نے سر اُٹھا کر باپ کے ایکدم متغیر ہوتے رنگ کی جانب دیکھا تھا۔

”تمہارے پاس اِس شخص کی کوئی تصویر یا اِس کے بارے میں کچھ جانتے ہو، یا ایسے ہی کسی بے قصور کو مارنے چلے تھے۔ “

رحمان علی کے پوچھنے پر سفیر نے فوراً اُن کی جانب نضال کی تصویر اور دلاور کی جانب سے دی گئی انفارمیشن جو ایک چٹ پر لکھی تھی، اُن کی جانب بڑھائی تھی۔

مگر ساری انفارمیشن پڑھتے اور نضال کی تصویر دیکھ رحمان علی کتنے ہی لمحے کچھ بول ہی نہیں پائے تھے۔

وہ یک ٹک نضال کی تصویر کو دیکھے گئے تھے۔ ساتھ ہی اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوچکے تھے۔

"بابا کیا ہوا ہے؟ کون ہے یہ؟ "

سفیر اُن کے ہاتھ سے نضال کی انفارمیشن لے کر پڑھنے لگا تھا۔ جس کے بعد اُس کی حالت بھی رحمان علی سے کچھ کم نہیں تھی۔

"آپ کو پورا یقین ہے یہ وہی ہیں۔ ناموں کا دھوکا بھی تو ہوسکتا ہے۔ "

سفیر نے کمزور لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"میں تمہیں اپنی سگی اولاد کو پہچانے میں بھی غلطی کر سکتا ہوں۔ مگر اِس انسان کو بالکل بھی نہیں۔ یہ وہی ہے۔۔۔۔۔تم جانتے بِھی ہو کتنا بڑا گناہ کرنے جارہے تھے تم۔ "

رحمان علی نے تاسف بھری نظروں سے بیٹے کو دیکھا تھا۔ جس کی اپنی آنکھیں ضبط کے احساس سے سُرخ ہوچکی تھیں۔

"اللہ تیرا لاکھ شکر تو نے مجھے یہ گناہ کرنے سے بچا لیا۔ ورنہ میں خود کو ختم کر دیتا۔ "

سفیر آنکھوں کے نم گوشے صاف کرتا اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔

"کہاں جارہے ہو اب؟۔۔۔ "

رحمان علی نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

"اپنے اصل مالک سے ملنے۔ اِن لوگوں کی چاکری کرتے اب تنگ آ چکا ہوں۔ جس کا اِس سب پر حق ہے اُسے اب وہ ملنا چاہیئے۔ "

سفیر اُنہیں جواب دیتا گھر سے نکل گیا تھا۔

"میرے رب تیرا لاکھ لاکھ شکر تو نے بروقت ہماری عقل کے پردے کھول دیئے۔ ورنہ بہت غلط ہوجاتا۔۔۔اگلے جہاں کیا منہ دیکھاتا میں اپنے محسنوں کو۔ "

رحمان علی کو جب سے یہ بات پتہ لگی تھی۔ اُن کے دل کا خوف مزید بڑھ گیا تھا۔

وہ نہیں جانتے ہیں اب آنے والے وقت میں کیا طوفان آنے والا تھا۔

★★★★★★★

چہرے پر پڑتی سورج کی کرنوں سے ڈسٹرب ہوتے آبرو کی نیند ٹوٹی تھی۔

ایک بھرپور انگڑائی لیتے وہ تکیے کے سہارے اُٹھ بیٹھی تھی۔ اُس کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح بیدار ہوتے ایک انوکھی سی دلفریب مسکان تھی۔

مگر آہستہ آہستہ زہن بیدار ہوتے ہی۔ اُس مسکان کی جگہ خوف اور پریشانی نے لے لی تھی۔

اُسے رات کو آئی دلاور کی کال اور اُس کے بعد نضال کا گھر میں آنا سب یاد آنے لگا تھا۔

”میں تو ڈرائنگ روم میں بے ہوش ہوئی تھی۔ پھر یہاں۔۔۔“

آبرو کو اِس خیال نے ہی شرمندگی اور خفت سے سُرخ کردیا تھا۔ سامنے مرر سے نظر آتے اپنے حلیے کو دیکھ اُس کا ڈوب مرنے کو دل چاہا تھا۔

"اُف میرے خدا میں اِس طرح گئی نضال کے سامنے۔ اتنی بڑی بے وقوفی کیسے کرسکتی ہوں میں۔ وہ کیا سوچتے ہونگیں میرے بارے میں۔ ''

آبرو نے جلدی سے خود کو کمبل سے ایسے ڈھانپا تھا۔ جیسے نضال ابھی اُس کے سامنے موجود ہو۔

اُس میں اب نضال کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

مگر جو دوسرا خطرہ اُس کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ اُس سے نبٹنے کے لیے ابھی اُسے فوری کچھ کرنا تھا۔ دلاور کے گھٹیا ارادوں کو کامیاب وہ کسی صورت نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

اُس نے کچھ سوچتے ایس پی فاروق کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ جو ثمن کے ہزبینڈ احمر کا بیسٹ فرینڈ تھا۔ ایسے کسی بھی معاملے میں احمر ہمیشہ اُسی کی مدد لیتا تھا۔

وہ پرسنلی بھی اُس سے مل چکی تھی۔

آبرو نے کال کرکے فاروق کو ساری سچویشن سے آگاہ کیا تھا۔ جس پر فاروق نے اُس کی مدد کرنے کی پوری تسلی دیتے اُس کی ٹینشن کافی حد تک کم کردی تھی۔

کچھ حد تک مطمئن ہوتے وہ فریش ہونے واش روم کی جانب بڑھی تھی۔ کیونکہ آج اُس کی ایک بہت امپورٹنٹ میٹنگ تھی۔

★★★★★★★

"نضال حیدر۔۔۔۔۔"

نضال بائیک پارکنگ ایریا میں کھڑی کرکے آفس کے انٹرنس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

جب اپنے نام کی پکار پر وہ ایکدم پلٹتا اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے اجنبی کو دیکھنے لگا تھا۔

اِس شخص کو اُس نے آج سے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔

"جی فرمائیں۔ "...

نضال اُسے ایک جگہ پر بت بنا کھڑا دیکھ قریب آتے بولا تھا۔

جبکہ سفیر خاموشی سے اُسے دیکھے گیا تھا۔ اُس نے مُٹھیاں بھینچ کر ، دانتوں پر مضبوطی سے دانت چڑھائے خود کو بہت مشکل سے کمپوز کرر کھا تھا۔ ورنہ اتنے سال جس انسان کی یاد نے اُسے کھل کر مسکرانے نہیں دیا تھا۔ آج اُسے یوں اپنے سامنے سہی سلامت کھڑا دیکھ اُس کا دل کتنا خوش تھا وہ بیان نہیں کرسکتا تھا۔

جس شخص پر وہ کسی کی میلی نظر برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ چوہدری دلاور نے اُسے اُسی کو نقصان پہنچانے کا حکم دیا تھا۔

""کیا ہم جانتے ہیں ایک دوسرے کو۔۔۔۔؟؟؟ ""

نضال اُس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق دیکھ پوچھنے لگا تھا۔

جس پر سفیر ہولے سے مسکرا دیا تھا۔

""جی بہت اچھی طرح۔۔۔۔ ""

سفیر اُس کی جانب قدم بڑھاتے بولا تھا۔

نضال نے دماغ پر بہت زور ڈالا تھا۔ مگر آج سے پہلے اُس نے اِس انسان کو اپنے اردگرد کہیں بھی نہیں دیکھا تھا۔

"سوری میں نے پہچانا نہیں آپ کو۔ کیا آپ اپنا تعارف کروائیں گے؟"

نضال کو فوری اُوپر پہنچنا تھا۔ اِس لیے وہ مزید ٹائم ضائع کیے بنا اُس سے پوچھ گیا تھا۔

"انشاءاللہ بہت جلد مگر ابھی نہیں۔"

سفیر دھمی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔ کیونکہ تھوڑی دیر پہلے دلاور کی کال آئی تھی۔ کہ نضال پر حملہ نہیں کرنا۔ آبرو پولیس کو انوالو کرچکی ہے۔ جس سے معاملہ مزید بگڑ سکتا ہے۔ اِس لیے ابھی وہ ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا۔ مگر اُس کی بدلے کی آگ مزید بھڑک اُٹھی تھی۔ آبرو کی اِس جرأت کے بعد۔

نضال کچھ دیر دور جاتے عجیب و غریب انسان کو دیکھنے کے بعد آفس کی جانب بڑھ گیا تھا۔ کیونکہ سفیر کے دیکھنے کا انداز ایسا ہی تھا۔ کہ جیسے اُن دونوں کا کوئی بہت گہرا تعلق ہو آپس میں۔

★★★★★★★★★

"میم وہ نضال سر کو کچھ ڈسکس کرنا تھا آپ سے۔ وہ صبح سے ملنا چاہتے ہیں آپ سے۔ "

آبرو کی سیکرٹری اُسے فارغ بیٹھا دیکھ بولی۔

آبرو صبح سے اُسے اگنور کر رہی تھی۔ وہ اُس کے سامنے جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"آپ اُن سے کہہ دیں فون پر ڈسکس کر لیں گے۔ ابھی مجھے ایک ضروری کام سے نکلنا ہے۔ "

آبرو مزید کوئی بھی بات سنے بغیر وہاں سے نکل گئی تھی۔

کل رات جو کچھ بھی ہوا تھا۔ وہ اُس کے بعد سے نضال کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ اپنے جذباتی پن پر اچھی خاصی شرمندہ تھی۔

اُس کے کہنے پر ڈرائیور نے گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی تھی۔ جب اچانک آبرو کی نظر دائیں جانب چلتی گاڑی پر پڑی تھی۔ جس میں بیٹھی کنزا کو دیکھ آبرو کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئی تھیں۔

وجہ کنزا کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان شخص تھا۔ جو اپر کلاس کا بگڑا ترین لڑکا تھا،جو آئے دن لڑکیاں ٹشو پیپر کی طرح بدلتا تھا۔ کنزا کو اُس کے ساتھ ہنستا مسکراتا گاڑی پر سوار دیکھ آبرو کو شدید جھٹکا لگا تھا۔

کنزا نضال کی فیانسی اور ایک عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ مگر وہ ایسی نیچر کی ہوگی۔ آبرو کو یقین نہیں آیا تھا۔۔

اُس نے ڈرائیور کو کہہ کر گاڑی اُن کے پیچھے لگا دی تھی۔

کچھ دیر بعد اُن کی گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے پاس رکی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اندر کی جانب بڑھ گئے تھے۔

کچھ دیر بعد آبرو بھی اندر جاکر اُن سے کچھ فاصلے پر موجود ٹیبل پر جا بیٹھی تھی۔

جس طرح کی کلوزنیس اُن دونوں میں نظر آرہی تھی۔ شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔

نضال کا سوچ کر آبرو کی آنکھوں کے کونے ہلکے سے نم ہوئے تھے۔ وہ کتنا شریف اور غیرت مند شخص تھا۔ اور اُس کی فیانسی پیٹھ پیچھے اُس کے ساتھ کتنا غلط کررہی تھی۔

آبرو کو اِس وقت کنزا دنیا کی سب سے زیادہ بدقسمت لڑکی معلوم ہورہی تھی۔ جو اتنا اچھا شخص زندگی میں ہوتے ہوئے بھی۔ باہر آوارہ ترین مردوں کے ہاتھ کا کھیلونا بننا چاہ رہی تھی۔

کنزا واش روم جانے کے لیے اُٹھی تھی۔ جب موقع دیکھتے آبرو بھی اُس کے پیچھے ہولی تھی۔ وہ کنزا کو ایک بار سمجھانا چاہتی تھی۔ کہ وہ اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے برباد مت کرے۔

''ارے آپ یہاں۔ آپ وہی نضال کی باس ہیں نا۔ ''

کنزا اُسے واش روم ایریا میں داخل ہوتا دیکھ پہلے چونکی اور پھر ہولے سے مسکرا دی تھی۔

''جی اور آپ نضال کی فیانسی کنزا ہیں۔ ''

آبرو نے فیانسی لفظ پر کافی زور دیتے کہا تھا۔

اُس کے چہرے کے عجیب تاثرات سے کنزا کچھ خاص اخذ نہیں کر پارہی تھی۔

''طلحہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔ نت نئی لڑکیوں سے فلرٹ کرنا اُس کی عادت ہے۔ تم اُس کے ساتھ دوستی کرکے اپنے آپ کو بدنامی اور پستی میں دھکیل رہی ہو۔ ''

آبرو فوراً اصل بات کی جانب آئی تھی۔

ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے کنزا کچھ پل کے لیے اپنی جگہ پر تھم سی گئی تھی۔

"مگر میرے ساتھ وہ ایسا نہیں کرے گا۔ شادی کرنا چاہتا ہے مجھ سے۔ وہ بھی میرے پیرنٹس کی رضامندی سے۔ ہم محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔ "

کنزا نے اُسے کافی سخت لہجے میں جواب دیا تھا۔

"تم کسی دوسرے شخص کی امانت ہو۔ کم از کم اِسی بات کا ہی لحاظ کر لو۔ "

آبرو نے اُسے تھوڑی سی شرم دلانی چاہی تھی۔

"ہونہہ امانت۔۔۔اُس شخص کے پاس ہے ہی کیا۔ چند روپیوں کی نوکری سے وہ میری معمولی خواہشات بھی پوری نہیں کرسکتا۔ اُس کی وجاہت اور پرسنیلٹی کو کیش نہیں کروا سکتی میں۔ مجھے ہمیشہ سے طلحہ جیسے انسان کی تلاش تھی۔ جو مجھے محبت کے ساتھ زندگی کی ہر آسائش بھی دے سکے۔ "

کنزا بے لچک اور حقارت آمیز لہجے میں بولی تھی۔ آبرو کا دل چاہا تھا۔ اُس کے منہ پر کھینچ کر ایک تھپڑ مار جائے۔ جس نے نضال کو کس قدر غلط انداز میں دولت کے ترازو میں طولا تھا۔

''نضال محبت کرتا ہے تم سے۔ تمہارے اِس دھوکے سے اُس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ وہ بہت اچھا انسان ہے اُس کی قدر کرو۔ ''

آبرو کے دل میں نضال کے لیے سچے جذبات موجود تھے۔ اُس کا دل چاہے چکنا چور ہوجاتا مگر وہ یہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ نضال کو زرا سی بھی تکلیف ہو۔

''خالی خولی پیار محبت سے پیٹ نہیں بھرتا آج کل۔ دولت بھی ضروری ہوتی ہے۔ ویسے آپ کیوں اتنی وکالت کررہی ہیں؟ آخر کو ہیں تو وہ آپ کے ایک معمولی ملازم۔ کہیں محبت تو نہیں ہوگی، آپ کو اُن سے؟

بقول آپ کے ویسے تو کوئی کمی نہیں ہے نا۔ اور دولت تو آپ کے پاس بھی بہت ہے۔ ''

کنزا نے اُس کی بات کو اُسی کی جانب گھما دیا تھا۔ آبرو اُسے نضال کی بہن کی طرح ایک سادہ سی لڑکی ہی سمجھی تھی۔ مگر وہ اُس کی سوچ کے بالکل برعکس تھی۔

''میرے پاس تمہارے اِن فضول سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں بس تمہیں اتنا سمجھانے آئی ہوں کہ اپنے ساتھ بہت بڑی دشمنی کررہی ہو تم یہ سب کرکے۔ طلحہ اعتبار کے قابل انسان بالکل بھی نہیں ہے۔ میرا مقصد تمہیں آگاہ کرنا تھا۔ مگر مجھے اچھے سے اندازہ ہورہا ہے۔ کہ ابھی تمہیں میری یا کسی کی کوئی بات سمجھ نہیں آئے گی۔ ''

آبرو اُس پر افسوس کرتی وہاں سے پلٹ گئی تھی۔ یہ سب اُس کے مزاج کے خلاف تھا۔ اُس نے اگر اتنی دیر کنزا کے ساتھ فضول میں سر کھپایا تھا۔ تو اُس کا ریزن صرف نضال تھا۔ مگر اِس لڑکی کو دیکھ کر صاف ظاہر تھا کہ اِس نے کبھی نضال کو چاہا ہی نہیں تھا۔ اور نہ ہی یہ اُس جیسے شاندار انسان کو ڈیزرو کرتی تھی۔

''ایک منٹ۔۔۔۔۔ ''

کنزا کی آواز پر اُس کے باہر کی جانب قدم تھمے تھے۔

"آپ نضال کو اِس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گی۔ وہ بہت غصے والا ہے۔ پوری بات سنیں سمجھے بغیر وہ کچھ بھی کرجاتا ہے۔ میں اپنی فیملی کو طلحہ کے بارے میں سب کچھ بتا چکی ہوں۔ کچھ چھپایا نہیں ہے۔ وہ خود ہی اِس معاملے کو ہینڈل کرلیں گے۔ پلیز۔۔۔ "

کنزا اُسے اپنے معاملے سے دور رہنے کا کہتی وہاں سے نکل گئی تھی۔ آبرو نے تاسف بھری نظروں سے اُسے جاتے دیکھا تھا۔

★★★★★★★★

"آپ اگر اپنے پوتے کی سلامتی چاہتے ہیں۔ تو اُسے کہیں میری بہن سے دور رہے۔ ورنہ اُس کا وہ حال کروں گی کہ اپنی شکل دیکھنے لائق بھی نہیں رہے گا۔ "

ثمن سرد لہجے میں اپنے دادا چوہدری حشمت کو وارننگ دیتے بولی۔

”زبان سنبھال کر بات کرو لڑکی۔ بڑے ہیں ہم تمہارے۔ یہ بدتمیزی برداشت نہیں کریں گے۔ “

چوہدری حشمت اُس کے بدلحاظ انداز پر غضبناک ہوئے تھے۔

”تو کس نے کہا ہے یہ بدتمیزی برداشت کریں؟ ہماری زندگیوں میں آپ لوگوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہم سے دور رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ہم اپنی لائف میں بہت خوش ہیں۔ “

ثمن نے بہت مشکل سے خود کو سخت الفاظ کہنے سے روکا تھا۔

”میں بھی تم سے کس بات کی توقع کررہا ہوں۔ بنا ماں باپ کے پروان چڑھنے والی لڑکیاں تمہارے جیسی خود سر ہی ہوتی ہیں۔ مگر ایک بات یاد رکھنا میری۔ آبرو کی شادی دلاور سے ہی ہوگی۔ اگر کسی اور سے کرنے کی کوشش کی تم نے۔ تو میں خود آکر اُس شخص کے سینے میں گولیاں اُتاروں گا۔ مجھے ہلکے میں لینے کی کوشش مت کرنا تم اچھے سے جانتی ہو۔ میں صرف کہتا نہیں کرتا بھی ہوں۔ “

چوہدری حشمت بات ختم کرتے کال کاٹ گئے تھے۔

ثمن کتنے ہی لمحے بند ہوئے فون کو گھورتی ایک فیصلہ کرتی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سوچ چکی تھی اب اُسے اپنے دادا کو کیسے مات دینی تھی۔ وہ کسی قیمت پر اُنہیں جیتنے نہیں دینا چاہتی تھی۔ اب سوال اُس کی عزیز از جان بہن کی زندگی کا تھا۔ جس کی خاطر وہ اپنی زندگی بھی قربان کرنے کے لیے ایک لمحہ نہ لگاتی۔

★★★★★★★★★★

"یہ کیسی پریزینٹیشن بنائی ہے آپ نے اشفاق صاحب؟ دن بدن آپ لوگوں کو کیا ہوتا جارہا ہے۔ غنی صاحب کیسے لوگ رکھے ہیں آپ نے اپنی ٹیم میں۔ آپ سب کا مقصد ہے کیا۔ پلیز آپ لوگ بتانا پسند کریں گے مجھے۔ اِس کمپنی کو کامیابی کی طرف لینے کے بجائے ڈوبانا چاہتے ہیں آپ۔

مسلسل دو پراجیکٹ ہمارے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ آپ لوگوں کو اندازہ بھی ہے کہ کتنا نقصان ہوا ہے کمپنی کو اِس سے۔ مگر آپ کو کیا آپ کو تو اپنی تنخواہیں مل رہی ہیں۔ کمپنی جائے بھاڑ میں۔ آپ لوگوں کو کیا فرق پڑتا ہے۔ مگر میری ایک بات اچھے

سے سن اور سمجھ لیں آپ۔ اگر ایسا ہی چلتا رہا۔ تو ایک مہینے کے اندر میں آپ سب کو فارغ کر دوں گی۔ "

آبرو غصے سے آگ بگھولا ہوتی اپنے پورے سٹاف کے لیے جوالہ مکھی بنی ہوئی تھی۔ وہ جس طرح مسلسل اونچی آواز میں بول رہی تھی۔ اُس کی دودھیا رنگت میں پوری طرح سے سرخیاں گھل چکی تھیں۔

وہاں بیٹھے ہر شخص کا سر جھکا ہوا تھا۔ جو بھی تھا مگر اُن سب سے کوتاہی ہوئی تھی۔ جس کا شدت سے احساس تھا اُنہیں۔ اُن میں ایک شخص ایسا تھا۔ جو بنا سر جھکائے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ کی بند مُٹھی جمائے فرصت سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ مگر آبرو آج اُسے پوری طرح سے اگنور کیے ہوئے تھی۔ اِسی شخص کے طلسم میں پھنس کر وہ اپنی کمپنی کا یہ حال کرچکی تھی۔

نضال سے سامنے سے ڈر کی وجہ سے وہ پچھلے تین دن سے آفس نہیں آئی تھی۔ جس کا بھیانک رزلٹ اُس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

"جاسکتے ہیں آپ لوگ۔۔۔۔ "

آبرو کے کہنے کی دیر تھی۔ سب میٹنگ روم سے بکری کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئے تھے۔

چہرا دونوں ہاتھوں میں گرائے آبرو اِس بات سے انجان تھی۔ کہ اُس سے ایک چیئر کے فاصلے پر بیٹھا نضال حیدر اُسے ہی دیکھ رہا ہے۔

"پانی پیئیں اور ریلیکس کریں۔ پریشانی کو جتنا سر پر سوار کریں گی۔ اتنی زہنی اذیت بڑھے گی۔ ریلیکس چھوڑ دیں خود کو۔ سب کچھ ٹھیک ہے۔ "

نضال کے گھمبیر پرفسوں لہجے پر آبرو نے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔

کچھ فاصلے پر موجود نضال حیدر کو اُس نے آج شاید پہلی بار پوری طرح اپنی جانب متوجہ پایا تھا۔

وہ سٹپٹاتی فوراً سیدھی ہوئی تھی۔ اور نضال کی جانب سے بڑھایا پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے خود کو کچھ سیکنڈز کے لیے اُس سے اوجھل رکھنا چاہا تھا۔

"تھینکس۔۔۔ "

پانی کا گلاس ختم کرتے اُس نے دھیرے سے جواب دیا تھا۔

"یہ دونوں پراجیکٹ ابھی بھی آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ کیونکہ ابھی اِنہیں باقاعدہ طور پر کسی کمپنی کو نہیں سونپا گیا۔ آپ اِن دونوں گروپس سے ابھی بات کرسکتی ہیں۔ آپ کی غیر موجودگی میں آپ کی ٹیم کی پراگریس کو دیکھتے، میں نے اور میری ٹیم نے الگ سے یہ پریزینٹیشن تیار کی ہے۔ ہوپ سو یہ آپ کی مدد کرسکے۔ "

نضال اپنی بات کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ جبکہ اُس کے ایک ایک لفظ سے مسمرائز ہوئی آبرو ساکت اپنی جگہ بیٹھی رہی تھی۔

وہ بھلا کیسے اپنے دل ہر قابو رکھ پاتی۔ اُس کا یہ ستمگر روز ہی کوئی حرکت کر جاتا تھا۔ کہ اُس کا دل نئے سرے سے اِس شخص کی چاہت میں گرفتار ہوجاتا تھا۔ نضال چٹکیوں میں اُس کی مشکل حل کرگیا تھا۔

آبرو اُس کی دی گئی فائل اوپن کرتے ہولے سے مسکرا دی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

نضال اُلجھن کا شکار شہر کے معروف اور مہنگے ترین ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ایک انجان نمبر سے کال کرکے اُسے یہاں بلوایا گیا تھا۔ نضال یہاں کبھی نہ آتا۔ اگر کال کرنے والا آبرو مرزا کا ذکر نہ کرتا بیچ میں۔

جس نے بھی اُسے یہاں بلایا تھا شاید وہ اُس کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا۔

نضال اجنبی نظروں سے سب ٹیبلز کی جانب نگاہ دوڑا رہا تھا۔ جب ایک طرف کونے میں بنے ٹیبل پر بیٹھی نہایت ہی سٹائلش سی لڑکی نے اُس کی جانب ہاتھ ہلانے کے ساتھ فون کان سے لگایا تھا۔

عین اُسی وقت نضال کا فون بجا تھا۔

"میں نے ہی بلایا ہے آپ کو۔ میں کونے پر موجود ٹیبل پر بیٹھی آپ کا ویٹ کررہی ہوں۔ "

نسوانی آواز نضال کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

وہ اپنی حیرانی پر قابو پاتا۔ گہرا سانس خارج کرتا خاموشی سے اُس طرف بڑھ گیا تھا۔
"پلیز تشریف رکھیں۔ اینڈ تھینکیو سو مچ میرے ایک ہی بلاوے پر آپ یہاں آگئے۔"

ثمن اپنے شولڈر پر بکھرے بال جھٹکتی خوشدلی سے بولی تھی۔

"جی۔ کیونکہ آپ نے دھوکے سے بلوایا ہے مجھے۔ اگر مجھے پتا ہوتا۔ یہ کسی لڑکی کی حرکت ہے تو میں کبھی نہ آتا۔"

نضال نے بنا نگاہ اُس کی جانب کیے سرد لہجے میں جواب دیا تھا۔

ثمن نے متاثر کن نظروں سے اِس شخص کا ایٹیٹیوڈ دیکھا تھا۔ شاید اُس کا یہ مغرور انداز ہی تھا جو نضال حیدر کو سب سے منفرد بناتا تھا۔

اِس شخص میں واقعی کچھ تو خاص تھا۔ جو اُس کی بہن دنیا کے آدھے سے زیادہ لڑکوں ریجیکٹ کرنے کے بعد اِس پر اپنا دل ہار بیٹھی تھی۔

"آئم سوری۔۔۔لیکن اگر میں ایسا نہ کرتی تو آپ نہیں آتے یہاں۔ کیونکہ جہاں تک میری انفارمیشن ہے لڑکیوں سے کافی الرجک ہیں آپ۔ "

ثمن اُسے غور سے دیکھتے بولی تھی۔ اِس ملاقات کا مقصد ہی یہی تھا۔ کہ وہ جاننا چاہتی تھی ، اِس شخص پر جو زمہ داری وہ ڈالنے والی ہے۔ یہ اُس کے قابل ہے بھی یا نہیں۔

"کیا آپ وہ بات کہنا پسند کریں گی۔ جس کے لیے آپ نے مجھے یہاں بلایا ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ "

نضال کو یہ لڑکی کافی شاطر لگی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ وہ اُس کے ساتھ فرینک ہونے کی اتنی کوشش کیوں کررہی ہے۔

"مگر میرے خیال میں پہلے آرڈر کر لینا چاہیئے۔ "

ثمن سامنے پڑا مینیو کارڈ اُٹھاتی مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

نضال نے ایک کے بعد دوسری نظر نہیں ڈالی تھی اُس پر۔ اگر یہ لڑکی اپنی بات شروع نہ کرتی تو اُس نے اگلے پانچ منٹ تک اُٹھ جانا تھا۔

"ثمن مرزا نام ہے میرا آبرو مرزا کی بڑی بہن۔ "

ثمن نے اپنا تعارف کرواتے غور سے اُس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔ جس کے تاثرات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔

"تو۔۔۔۔؟؟؟ "

نضال نے بھنوئے اُٹھا کر سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

"میں چاہتی ہوں آپ میری بہن سے نکاح کرلیں۔ "

ثمن نے نضال کے سر پر سیدھا بم پھوڑا تھا۔

"واٹ۔۔۔۔؟؟؟۔ "

نضال لمحہ بھر کو اپنی جگہ سے اُچھل پڑا تھا۔

"آپ نے مجھے یہاں مذاق کرنے کے لیے بلایا ہے کیا۔ "

نضال کے تاثرات اب مزید سخت ہوئے تھے۔ وہ ایسی بات کی توقع قطعی نہیں کر پارہا تھا۔

"نہیں۔ میں مذاق نہیں کررہی۔ اور نہ ہی اپنی بہن ہمیشہ ہمیشہ کے آپ کو سونپ رہی ہوں۔ اُسے میرے کزن دلاور سے پروٹیکشن چاہیئے۔ جس کے لیے آپ سے زیادہ سوٹیبل انسان مجھے اور کوئی نہیں ملا۔ "

ثمن نے تفصیل بیان کی تھی۔

"اوہ رئیلی۔۔۔۔جانتی کتنا ہیں آپ میرے بارے میں۔ ابھی پندرہ منٹ پہلے ملی ہیں آپ مجھ سے۔ اور اتنی جلدی آپ کو میں سوٹیبل لگنے لگا۔

آئم سوری میں آپ لوگوں کے ٹائپ کا انسان بالکل بھی نہیں ہوں۔ مجھے اپنے اِن سب گیمز سے دور رکھیں۔ "

نضال صاف انکار کرتا اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔

"بہت محبت کرتی ہے وہ آپ سے۔ خود کو نقصان پہنچنے دے گی۔ مگر آپ کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرے گی۔ "

ثمن نے بہت سوچ کر پتا پھینکا تھا۔

کرسی سے اُٹھتا نضال اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔ اُسے لگا تھا۔ یہ سب صرف اُسے محسوس ہوا ہے۔ مگر وہ پاگل لڑکی تو ہر طرف اپنی محبت کی چرچا کر چکی تھی۔

"مجھے پھر بھی اِس نکاح میں اور آپ کی بہن میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ آپ مجھ سے بحث کرکے صرف اپنا ٹائم ویسٹ کررہی ہیں۔ "

نضال کا ابھی بھی وہی انکار تھا۔

"میں تمہیں بلینک چیک دینے کو تیار ہوں۔ تم اِس میں اپنی مرضی کی پیمنٹ لکھ سکتے ہو۔ لیکن پلیز اِس نکاح کے لیے انکار مت کرو۔ میری آبرو سیف نہیں ہے۔ "

ثمن کو جو سمجھ آرہا تھا۔ نضال کو راضی کرنے کے لیے وہ بولی جارہی تھی۔

"پہلی بار کسی کو اپنی سگی کی قیمت لگاتے دیکھا ہے۔ حیرت کی بات ہے۔ اتنی دولت اور سٹیٹس کے باوجود آپ اپنی بہن کی حفاظت نہیں کرسکتیں۔ مجھ جیسا معمولی ایمپلائے جو آپ کی بہن کو اُس کے معیار کے مطابق تین وقت کا کھانا نہیں کھلا سکتا وہ بھلا اُس کی حفاظت کیسے کر سکتا ہے۔ "

نضال اُکتا ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"اتنے سالوں سے یہی اب استعمال کرکے اپنی بہن کی حفاظت کرتی آئی ہوں۔ مگر اب ایسا نہیں ہوسکتا۔ میرے خاندان والے مجھ سے کہیں زیادہ پاور فل ہیں۔ وہ مجھ سے میری بہن کو چھین لیں گے۔ پلیز میری مدد کردیں۔

آبرو نے مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ میں آپ کے علاوہ کسی پر ٹرسٹ نہیں کرسکتی۔ "

ثمن کو اِس ضدی ترین شخص پر اب شدید غصہ آرہا تھا۔ جو اُس کی اتنی کوششوں کے باوجود ماننے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

''اور میں آپ کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ آئم سوری۔۔۔۔ "

نضال اُس کی کسی بھی بات میں آئے بغیر اُسے ٹکا سا جواب دیتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

ثمن غصے بھری نظروں سے اُسے دور جاتے دیکھنے لگی تھی۔ اتنی منتیں اُس نے زندگی میں کسی کی نہیں کی تھیں۔ مگر یہ شخص اُس سے کہیں زیادہ ہوشیار نکلا تھا۔

★★★★★★★★★

"آپی آپ نے اِس طرح واپس آکر اچھا نہیں کیا۔ ''

آبرو پہلے تو ثمن کو اپنے سامنے دیکھ بہت خوش ہوئی تھی۔ مگر پھر اُسے اپنا ٹرپ یوں خراب کرکے آنے پر وہ ناراضگی کا اظہار کر گئی تھی۔

''میری گڑیا کو میری ضرورت تھی۔ تو کیسے نہ آتی میں۔ ''

ثمن اُس کا گال محبت سے چومتی اُسے اپنے ساتھ لگاتے بولی۔ ثمن نے ہمیشہ کسی نازک کانچ کی گڑیا کہ طرح اُس کا خیال رکھا تھا۔ اب بھی وہ چوہدری حشمت کی دھمکی پر فوراً آبرو کے پاس آن پہنچی تھی۔

" مگر آپی آپ میری وجہ سے اپنی میرڈ لائف پر بالکل بھی دھیان نہیں دے رہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے بہت بُرا فیل ہوتا ہے۔ آپ نے ساری زندگی صرف میرے لیے ہی سوچا ہے۔ ہمیشہ میری خوشی کو آگے رکھا ہے۔ ''

آبرو افسردہ ہوئی تھی۔ وہ اپنی بہن کو اُس کی لائف میں خوش دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر ہر بار اُس کی وجہ سے ہی ثمن اپنی لائف کے پلانز خراب کردیتی تھی۔

"اوہ پلیز آبرو۔۔۔۔۔تم اب کچھ زیادہ سوچ رہی ہو۔ احمر کو بھی تم اپنی سگی بہنوں کی طرح عزیز ہو۔ اُنہوں نے ہی مجھے یہاں بھیجا ہے تمہارے پاس۔ اُن کا ابھی وہاں کچھ کام رہتا تھا۔ اِس لیے وہ نہیں آسکے۔ مگر کچھ دنوں تک وہ آجائیں گے۔ تم یہ اُلٹی سیدھی باتیں سوچ کر خود کو ہلکان مت کرو۔ ''

ثمن نے اُسے ریلیکس کرنا چاہا تھا۔

"آبرو ایک بات پوچھوں تم سے۔ "

ثمن لمحے کے توقف کے بعد گویا ہوئی تھی۔

"کیا ہوا آپی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ "

آبرو پریشان ہوئی تھی۔ جس پر ثمن نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اگر میں تمہاری لائف کا کوئی فیصلہ لوں تو تم مجھ پر اعتبار کرو گی۔ مجھے غلط سمجھ کر مجھ سے دور تو نہیں ہوجاؤ گی نا۔ "

ثمن آبرو کو آنے والے وقت کے حوالے سے تیار کرنا چاہتی تھی۔

"آپی آپ ایسی باتیں کیوں کررہی ہیں۔ کچھ ہوا ہے کیا۔ "

آبرو فکرمند لہجے میں بولی تھی۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ "

ثمن اُس کا جواب جاننے پر بضد تھی۔

"آپی مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے۔ آپ کبھی میرے بارے میں کوئی غلط فیصلہ نہیں کریں گی۔ آپ پلیز ایسا سوچنا بند کریں۔ آپ میرے لیے میری پوری فیملی ہیں۔ آپ سے دور جانے کا میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ "

آبرو اُس کا ہاتھ تھامتی محبت سے بولی تھی۔

جس پر ثمن نے مسکراتے اُس کا ماتھا چوما تھا۔ مگر اُس کا دل ابھی تک سکون میں نہیں آیا تھا۔ وہ کسی صورت اپنی بہن کو کھونے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

★★★★★★★★★★

"حشمت لگتا ہے ابھی تک اپنی پوتیوں کو منا نہیں پائے تم۔۔۔ کتنے سال گزر گئے مگر اُن دونوں نے حویلی میں ایک بار بھی قدم نہیں رکھا۔ "

بلقیس بانو آج بہت دنوں بعد حویلی آئی تھیں۔ اور آتے ساتھ ہی اپنی بھتیجے کی کوتاہیاں اُنہیں گنوانے لگی تھیں۔

بلقیس بانو چوہدری حشمت کی پھوپھو تھیں۔ جو عمروں کا کم فرق ہونے کی وجہ سے اُن سے اتنی بڑی نہیں تھیں۔ مگر اُن کا پورے خاندان پر ایک الگ رعب تھا۔ اُن کے ہوتے چوہدری حشمت کی بولتی بھی بند ہو جایا کرتی تھی۔

وہ زیادہ طرح اپنے بیٹے کے پاس امریکا میں رہتی تھیں۔ مگر جب بھی پاکستان آتیں، اُن کا قیام حویلی میں ہی ہوتا تھا۔ جس دوران حویلی میں کسی نہ کسی کی شامت آئی رہتی تھی۔

چوہدری حشمت کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹے بہو کی وفات کے بعد اُنہوں نے تنہائی کے احساس سے اپنی دونوں بیٹیوں اور دامادوں کو اپنے پاس حویلی میں ہی بلا لیا تھا۔

دلاور اُن کا اکلوتا پوتا تھا۔ اُن کی بڑی بیٹی نصرت بیگم کی دو بیٹیاں کائنات، سنبل اور بیٹا دانش تھا۔ اُن سے چھوٹی فاخرہ بیگم کی ایک بیٹی سحرش اور بیٹا جنید تھا۔ وہ سب

حویلی میں ہنسی خوشی ایک ساتھ پر آسائش زندگی گزار رہے تھے۔ اُن کی زمین جائیداد اتنی تھی کہ بنا کچھ کیے بھی ساری زندگی بیٹھ کر کھاتے تب بھی کم نہ پڑتا۔

اِس لیے حویلی میں ایسا ہی چلتا آرہا تھا۔

"بوا جی۔۔۔میں بہت بار کوشش کرچکا ہوں۔ مگر آپ جانتی تو ہیں ثمن کو۔ قسم کھا رکھی ہے اُس نے یہاں نہ آنے کی۔ نہ خود آتی ہے نہ اپنی بہن کس آنے دیتی ہے۔ "

چوہدری حشمت نے فکرمندی سے جواب دیا تھا۔

"صرف یہی بات ہے نا۔ اِس کے علاوہ تو کچھ نہیں۔۔۔۔ "

بلقیس بیگم نے ناک سے چشمہ ٹھیک کرتے جانچتی نظروں سے اُنہیں گھورا تھا۔

"جی بوا جی ایسا ہی ہے۔ میں بھلا آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گا؟ "

چوہدری حشمت نے جذبز ہوتے کمزور لہجے میں جواب دیا تھا۔

"ہممم۔ یہ سب کچھ اُنہیں یتیم بچیوں کا ہے۔ بھولیں تو نہیں ہو نا تم یہ بات۔۔۔۔۔۔ "

بلقیس بانو نے اُنہیں ہمیشہ کی طرح اُن کی تلخ حقیقت بتائی تھی۔

"جی بوا جی اچھے سے یاد ہے سب۔ "

چوہدری حشمت نے ہلکی سی آواز میں جواب دیا تھا۔ جبکہ اُن کے ساتھ بیٹھی زلیخہ بیگم نے غصے سے پہلو بدلہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُنہیں اپنے شوہر کی یہ پھوپھو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں۔

"کیسے پلک جھپکتے میرے رب نواز کا خاندان اُجڑ کر رہ گیا۔ آج اگر وہ سب ہمارے ساتھ ہوتے تو سب کچھ کتنا اچھا ہوتا۔ ہماری یہ ادھوری خوشیاں پوری ہوجاتیں۔ "

ماضی کا ذکر کرتے بلقیس بانو کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔

"کیا کہہ سکتے ہیں بوا جی۔ رب نواز بھائی بچارے اولاد کے معاملے میں بدنصیب نکلے۔ اُن کے اپنے بیٹے کی ضد نے ہی اُنہیں اُجاڑ دیا۔ "

کب سے خاموش بیٹھی زلیخہ بیگم اب کی بار خود کو بولنے سے روک نہیں پائی تھیں۔

""قسمت کے کھیل ہیں سب۔ کوئی برباد ہوا اور کسی نے اُن کی بربادی سے فائدہ اُٹھایا۔ اور اب تک اُٹھا رہیں ہیں۔ ""

بلقیس بانو نے زلیخہ بیگم پر گہرا طنز کرتے اُن کی بولتی وہیں بند کردی تھی۔ جس پر وہ غصے سے پہلو بدلنے کے بجائے کچھ نہیں کرپائی تھیں۔

اُن کی یہ بوا ساس سب کے سامنے اُن کی عزت دو کوڑی کی کرنے میں لمحہ نہیں لگاتی تھیں۔ اِس لیے اُنہوں نے خاموش رہنے میں ہی آفیت جانی تھی۔

★★★★★★★★★

""وعلیکم اسلام جی میں آبرو بات کررہی ہوں۔ سوری میں نے پہچانا نہیں آپ کو۔ ""

آبرو انجان نمبر سے آئی کال کے جواب میں نرمی سے بولی۔ کیونکہ مقابل موجود لڑکی کا لہجہ کافی بے تکلف تھا۔

"آبرو آپی دیٹس ناٹ فیئر۔ آپ مجھے اتنی جلدی بھول جائیں گی۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔ میں ناراض ہوں اب آپ سے۔"

اُجالا نروٹھے انداز میں بولتی آبرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

وہ اپنی یاداشت پر ہنسی تھی۔ بھلا اتنی بےتکلفی سے اُجالا کے علاوہ آج تک کبھی کسی نے اُس سے بات کی ہی کہاں تھیں۔

"آئم سو سوری۔ میری پیاری سی چھوٹی بہنا۔ میں آپ کو بھلا کیسے بھول سکتی ہوں۔ وہ انجان نمبر تھا تو اِس لیے۔۔۔۔"

آبرو نے فوراً ایکسیکیوز کیا تھا۔

"اچھا چلیں کوئی بات نہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں۔ آپ کل شام فری ہونگی۔"

اُجالا جلدی سے بولی۔

"ہاں فری ہوں کیوں کیا ہوا؟سب خیریت ہے۔"

آبرو کا دھیان فوراً کنزا کی طرف گیا تھا۔

"وہ کل انعم کا نکاح ہے میرے چچا زاد فہد بھائی کے ساتھ۔ اِس لیے آپ کو لازمی آنا ہے۔ میں انکار نہیں سنوں گی۔ "

اُجالا دوٹوک لہجے میں بولی تھی۔

"مگر اُجالا۔۔۔ "

آبرو نے نضال کی وجہ سے انکار کرنا چاہا تھا۔ وہ نضال کی نیچر جانتی تھی۔ اُسے آبرو کا وہاں جانا اچھا نہ لگتا۔

"کوئی اگر مگر نہیں۔ بھائی سے پوچھ کر انویٹیشن دے رہی ہوں آپ کو۔ آپ نے لازمی آنا ہے۔ یہ امی سے بات کریں۔۔۔۔ "

اُجالا اُسے بولنے کا موقع دیئے بغیر جلدی جلدی سے بولتی فون نجمہ بیگم کو پکڑا گئی تھی۔

آبرو اُنہیں انکار کرنا چاہتی تھی۔ مگر اُنہیں نے جس خلوص اور محبت سے اُسے آنے کو کہا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود انکار نہیں کر پائی تھی۔

اُس نے وہاں جانے کی حامی تو بھر لی تھی۔ مگر نضال کے خیال سے اُس کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔ پتا نہیں اُسے اُس کا اُس کے فیملی فنکشن میں جانا کیسا لگے۔

★★★★★★★★★

آبرو نے جھجھکتے نضال کے گھر میں قدم رکھا تھا۔ فنکشن کا اہتمام گھر کے چھوٹے سے خوبصورت لان میں کیا گیا تھا۔

نضال تو اُسے وہاں کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ مگر اُس کی فیملی نے آبرو کا بہت اچھی طرح استقبال کیا تھا۔ اُجالا تو اُس کی آمد پر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ آبرو کی آمد سے اُسے خاندان میں سب کے سامنے اپنا سر فخر سے اُٹھتا محسوس ہوا تھا۔

"ہائے آبرو کیسی ہیں آپ؟ "

کنزا کی نظر جیسے ہی اُس پر پڑی وہ فوراً قریب آئی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک۔ "

آبرو نے مختصراً جواب دیتے نظریں پھیر لی تھیں۔ اُسے اِس دھوکے باز اور لالچی لڑکی سے کوئی بات نہیں کرنی تھی۔

"تھینکس آپ نے اب تک میرا راز راز رکھا۔ "

کنزا خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے بولی۔

"اِس کا مطلب ابھی تک تم نے سب کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔ کم از کم نضال کو ہی بتا دیتی۔ "

آبرو نے اُسے احساس دلانا چاہا تھا۔

"آبرو بیٹا زرا میرے ساتھ آئیں۔۔۔۔ "

اِس سے پہلے کے کنزا اُسے کوئی جواب دیتی۔ نجمہ بیگم کے کہنے پر آبرو اُن کے ساتھ چل دی تھی۔

نجمہ بیگم سے ہی آبرو کو پتا چلا تھا۔ کہ انعم کا نکاح کنزا کے بھائی سے ہورہا ہے۔ اور جلد ہی نضال اور کنزا کی بھی شادی ہوجانی تھی۔

آبرو کو ایک دم اپنا آپ اُن سب کے درمیان چور محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ کنزا کی حقیقت جانتی تھی۔ مگر وہ یہاں اِس وقت بتا کر اِن سب کی خوشیاں خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ساتھ اُسے یہ ڈر بھی تھا۔ کہ کہیں بعد میں اِس حقیقت کا اثر انعم کی لائف پر نہ پڑے۔

بے شک اُس کا نضال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر جب سے اُس کے دل کا ناتا نضال حیدر سے جُڑا تھا۔ نضال سمیت اُس سے جڑا ہر رشتہ آبرو کو اپنا اپنا سا لگنے لگا تھا۔ انعم نضال کی لاڈلی بہن تھی وہ نہیں چاہتی تھی۔ اُس کے ساتھ کبھی بھی غلط ہو۔

”بھابھی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ آپ میرے ساتھ چل سکتی ہیں۔“

کنزا کی امی سلمہ بیگم کی آواز پر آبرو چونک کر اپنی سوچوں سے باہر نکلی تھی۔ اُن کے بلاوے پر نجمہ بیگم سر ہلاتیں اُٹھ گئی تھیں۔

آبرو کی نظر بے اختیار اپنے اردگرد کے ماحول پر اُٹھی تھی۔ وہاں موجود تقریباً سبھی سجی سنوری عورتیں اُسے اشتیاق بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

آبرو نے سنبھلتے فوراً نظریں پھیر لی تھیں۔ اُسے سمجھ نہیں آیا تھا۔ یہ سب عورتیں اُسے اتنی دلچسپی سے کیوں گھور رہی ہیں۔ ایسی کیا انوکھی بات تھی اُس میں۔

آبرو اِس وقت لائٹ اورنج سمپل سے شیفون کے ڈریس میں ملبوس تھی۔ لانگ گھٹنوں تک آتی شرٹ اور کھلے پائنچوں والا نفیس کام سے مزین ٹراوزر پہنے وہ ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اُس نے بالوں کو کیچر میں مقید کرکے آگے کی جانب ایک کندھے پر ڈال رکھا تھا۔

کانوں میں پہنے نازک سے ٹاپس اُس کے چہرے کی دلکشی میں مزید اضافہ کررہے تھے۔ اُس کا غیر معمولی حُسن ہر جگہ اُسے نمایاں ہی رکھتا تھا۔ ہمیشہ ہر محفل میں وہ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بنی رہتی تھی۔ مگر یہاں سب کی نظروں میں آنے کی وجہ صرف اُس کا حُسن نہیں تھا۔ بلکہ اُس کا بنا دوپٹے کے ہونا تھا۔

جو آبرو کے لیے عام سی بات تھی۔ اِس لیے وہ عورتوں کی گھوریوں کی اصل وجہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

آبرو پہلی دفعہ ایسی کوئی گھریلو تقریب اٹینڈ کررہی تھی۔ ورنہ آج تک تو وہ ہوٹلوں میں پراپر پلان شادیاں اٹینڈ کرتی آئی تھی۔

سامنے بنے سٹیج کے آگے بچھائے گئے کارپٹ پر بہت سی لڑکیاں ہاتھ میں ڈھولک پکڑے گانا گانے میں مصروف تھیں۔ کبھی کبھی زیادہ جوش میں آکر وہ لڈی شروع کردیتیں۔

آبرو کو یہ سب سادگی بھرا ماحول بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اُس کے سنجیدگی بھرے انداز کو دیکھ وہاں موجود عورتیں چاہنے کے باوجود اُس کے پاس بات کرنے نہیں آرہی تھیں۔ اُن کے مطابق پتا نہیں یہ مغرور سی لڑکی اُن سے بات کرنا پسند کرے گی بھی یا نہیں۔

آبرو ابھی یہی سب دیکھ رہی تھی۔ جب اُسے اُجالا روتی ہوئی سامنے سے گزرتی نظر آئی تھی۔

"اُجالا کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے۔ تم رو کیوں رہی ہو؟"

آبرو اُس کے قریب آتی تشویش زدہ لہجے میں بولی تھی۔

"آپی وہ انعم اور فہد کا نکاح کینسل ہورہا ہے اب۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت لائک کرتے ہیں۔ سارا مسئلہ کنزا کا ہے۔ اُس نے بھائی سے شادی سے انکاد کیا ہے۔ اور بابا غصے میں اب انعم کا رشتہ بھی ختم کررہے ہیں۔ سب بہت پریشان ہیں پتا نہیں اب کیا ہوگا۔"

اُجالا کی بات سن کر آبرو کو اپنا خوف سچ ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہی ہوا تھا جس کا اُسے ڈر تھا۔

"اور نضال وہ بھی بہت پریشان ہونگے؟۔۔۔۔کنزا کے اِس دھوکے پر۔۔۔۔۔"

آبرو نے وہی بات پوچھنی چاہی تھی۔ جس نے اُسے زیادہ پریشان کرر کھا تھا۔

"نہیں کنزا کہہ رہی ہے۔ وہ بھیا کو ایک دو دن پہلے سب بتا چکی ہے۔ اصل مسئلہ ہی یہی ہے کہ نضال بھائی اِس وقت گھر پر موجود نہیں ہیں۔ اُن کے بہت کلوز فرینڈ کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتے تو اتنی پرابلم پیدا نہ ہوتی۔ بابا صرف اُنہیں کی بات سنتے اور مانتے ہیں۔ ہم سب اُن سے کانٹیکٹ کرنے کی بہت کوشش کررہے ہیں۔ اللہ کرے وہ جلدی سے گھر آجائیں۔ "

اُجالا کی بات پر آبرو نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔

"مطلب نضال کو کنزا کے اِس طرح منگنی توڑنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ اُن کی بچپن کی منگیتر ہے۔ محبت تو کرتے ہونگے نا اُس سے۔ "

آبرو کا دل یہ سوال پوچھتے زور سے دھڑکا تھا۔ کہیں نہ کہیں وہ اپنی مرضی کے مطابق جواب سننے کی خواہش مند تھی۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں تھا۔ یہ تو صرف بڑوں کی جانب سے طے کیا گیا رشتہ تھا۔ جس پر بھائی نے ایک فرمانبردار بیٹے کی طرح سر جھکا دیا اِس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ویسے بھی

میرے ڈیشنگ بھائی کو کنزا بالکل بھی سوٹ نہیں کرتی تھی۔ اچھا ہوا وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔ ''

آبرو کے ہونٹوں پر اُس کی بات سن کر ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ جسے اُس نے ہونٹ بھینچتے بہت مشکل سے پوشیدہ رکھا تھا۔

''وہ بھیا آگئے۔ تھینک گارڈ۔۔۔۔ ''

اُجالا کی نظر جیسے ہی گیٹ سے اندر داخل ہوتے نضال پر پڑی وہ وہیں سے خوشی سے چہکتی اُس کی جانب بڑھی تھی۔

آبرو نے بھی فوراً پلٹ کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔

سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس وہ اپنی سحر انگیز پرسنیلٹی کے ساتھ ہمیشہ کی طرح شاندار لگ رہا تھا۔

اُجالا کو تسلی دیتے سینے سے لگاتے اُس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ سب کچھ ٹھیک کردینے کا اطمینان۔

"بھیا دیکھیں آپ کی باس بھی آئی ہیں۔ آبرو آپی آپ کو پتا ہے۔ بھیا نے کہا اُنہیں انوائٹ تو کرلو لیکن وہ بہت بزی ہوتیں ہیں، نہیں آئیں گی۔ مگر میں نے کہا وہ مجھے بالکل انکار نہیں کریں گی۔ دیکھ لیں میں جیت گئی بھیا سے۔ "

اُجالا کا کچھ دیر پہلے کا خراب موڈ بالکل ٹھیک ہوگیا تھا۔ نضال کو دیکھ کر اب اُس کی ساری ٹینشن دور ہوچکی تھی۔

"تھینکس آپ اپنا قیمتی ٹائم نکال کر میرے گھر والوں کی خوشی کے لیے تشریف لائیں۔ "

نضال سرد و سپاٹ لہجے میں آدابِ میزبانی نبھاتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

جبکہ آبرو کو اُس کا یہ انداز بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ انسان کو اتنا ایٹیٹیوڈ میں بھی نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ اگر یہی الفاظ تھوڑا اچھے سے بول دیتے تو کیا نقصان ہوجانا تھا۔

"اُجالا اب میں چلتی ہوں۔ "

آبرو کا موڈ فوراً خراب ہوا تھا۔

"ارے اتنی جلدی کیوں۔۔۔۔۔ابھی تو نکاح ہونا ہے۔ پلیز رُک جائیں نا۔ کہیں آپ کو بھیا کی بات تو بُری نہیں لگی۔ "

اُجالا فوراً اُس کا بدلتا رنگ محسوس کرگئی تھی۔

"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ ابھی نکلنا ہوگا۔ "

آبرو بہت مشکل سے اپنے لہجے پر قابو پاتی اُسے پوری تسلی دیتی وہاں سے نکل آئی تھی۔

"آپ نے اُن سے اتنی روڈلی بات کرکے اچھا نہیں کیا۔ وہ ہماری گیسٹ تھیں۔ اور آپ کی باس بھی۔ مگر آپ نے اُن سے اتنی بُری طرح بات کرکے اُنہیں ناراض کردیا۔ "

اُجالا بھاگ کر ڈرائنگ روم کی جانب جاتے نضال سے شکوہ کرتے بولی۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کہا .اور تم بھی زرا اُس سے دور ہی رہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ "

نضال لاپرواہی سے کندھے اُچکاتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔ اُجالا وہیں کھڑی غصے سے اُسے گھورے گئ تھی۔ صرف اِسی پوائنٹ پر اُسے اپنے بھائی سے اختلاف تھا۔

★★★★★★★

"بابا میں مل کر آیا ہوں اُن سے۔ آپ جانتے نہیں ہیں اُنہیں سینے سے لگانے کی خواہش پر کتنی مشکل سے خود پر ضبط کیے رکھا ہے میں نے۔ وہ ہو بہو بڑے چوہدری جی کی فوٹو کاپی ہیں۔ وہی جاندار رعب دار شخصیت، ویسا ہی رکھ رکھاؤ۔

مگر یہ دیکھ کر دل بہت دکھا کہ شہزادوں کی سی آن بان والا وہ اتنی وسیع اور عریض قیمتی جاگیر کا اکلوتا وارث وہاں کسی اور کے ہاں چند روپیوں کی خاطر ملازمت کررہا ہے۔بابا اُن کی جگہ وہاں نہیں ہے۔ آپ نے مجھے اُنہیں ساری حقیقت بتانے سے روکا کیوں۔ "

سفیر لال آنکھوں میں نمی بھرے اپنے باپ سے شکوہ کرتے بولا۔

"ایک دن وہ اپنے اصل مقام پر لوٹ کر ضرور آئیں گے۔ مگر ابھی اُس کا صحیح وقت نہیں آیا۔ "

رحمان علی کی آنکھیں بھی بھرا گئی تھیں۔

اتنے سالوں جس لمحے کا انتظار کیا تھا۔ اپنی ساری زندگی جس کے لیے وقف کردی تھی۔ وہ وقت بہت قریب تھا اب۔

★★★★★★★★

"میم نضال سر ملنا چاہتے ہیں آپ سے۔ "

آبرو اپنے کام میں مصروف تھی۔ پین کی پوچھنے پر اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اُس کی نظریں دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔ جب نضال اُسے اندر آتا دیکھائی دیا تھا۔

چوڑے شانے کھڑی مغرور ناک اور روشن پیشانی پر پڑے بل۔ آبرو کو خود پر یقین نہیں آتا تھا کہ وہ کبھی کسی کو اتنا بھی چاہ سکتی ہے۔ جب بھی وہ سامنے ہوتا تھا۔ آبرو کے لیے اُس پر سے نگاہیں پھیرنا مشکل ہوجاتا تھا۔

اِس وقت بھی یہی ہوا تھا۔

"میرا آپ کی کمپنی کے ساتھ کام کرنے کا ایکسپیریئنس بہت اچھا رہا۔ مگر سوری ٹو سے میں اب مزید جاب نہیں کرسکتا یہاں۔"

نضال کی بات پر آبرو نے اچھنبے سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"اچانک اِس فیصلے کی وجہ۔"

آبرو نے ٹیبل پر رکھے ریزائن کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"میری ایک اور جگہ جاب ہوچکی ہے۔ جس کا پیکج اِس سے کئی گنا بہتر ہے۔ اور دوسری بات میں اپنی پرسنل اور پروفیشنل لائف کو الگ رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر اِس جاب میں، میں ایسا نہیں کرپارہا تھا۔

اینی ویز اب میں چلتا ہوں۔ اللہ حافظ۔۔۔۔ ‘‘

نضال اُس کی جانب دیکھے بغیر اپنا فیصلہ سناتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا۔

اُس کے جاتے ہی آبرو نے اُس کے لیٹر کے کئی ٹکڑے کرتے ڈسٹ بن میں ڈال دیئے تھے۔

★★★★★★★★★

"مسٹر نضال حیدر پھر کیا سوچا آپ نے۔ میری آفر قبول کرنا چاہیں گے آپ۔ ‘‘

ثمن نے آج پھر نضال کو کال کی تھی۔ کیونکہ نضال کی رضامندی سے ہی اُسکا پلان کامیاب ہوسکتا تھا۔

’’لگتا ہے آپ کی یاداشت کافی کمزور ہے۔ اُس دن میں آپ کو آپکی بات کا اچھے سے جواب دے کر آیا تھا۔ ‘‘

نضال ماتھے پر بل ڈالے اُکتائے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ یہ دونوں بہنیں تو ہاتھ دھو کر اُس کے پیچھے پڑ گئی تھیں۔

"جی بالکل یاد ہے مجھے۔ مگر کیا آپ کے فیصلے میں زرا سا ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ اب تو آپ کی منگنی بھی ٹوٹ چکی ہے۔ اور ویسے میری بات مان کر اپنی لائف کا سب سے فائدہ مند فیصلہ کریں گے آپ۔"

ثمن اتنی جلدی ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔

اُسے شدید حیرت ہورہی تھی۔ کہ آبرو جیسی لڑکی کے لیے کوئی بھلا کیسے انکار کرسکتا تھا۔

"میں آپ سے بہت بہتر جانتا ہوں میرے لیے کیا اچھا ہے اور کیا بُرا۔ آپ کو اِس کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں رشتے پورے دل سے بناتا بھی ہوں اور نبھاتا بھی ہوں۔ رشتوں میں سودا بازی بالکل برداشت نہیں مجھے۔ اور وہ بھی نکاح جیسے بندھن میں۔ جہاں دل کی رضامندی ہونا سب سے اہم ہے۔ اگر آپ واقعی اپنی بہن کی خیر خواہ ہوتیں تو یہ سب نہ کرتیں۔

میں نہیں جانتا آپ کیوں اپنی بہن کو اندھیری کھائی میں دھکیلا چاہتی ہیں۔ ایک بزنس وومین نہیں سگی بہن بن کر سوچیں۔ اِس طرح اپنی بہن کی قیمت لگا کر اُس کی زندگی کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کررہی ہیں آپ۔ "

نضال کو آبرو پر ترس آیا تھا۔ جس بچاری کے پاس ایک اکلوتا بہن کا رشتہ تھا۔ مگر وہی اُس کے لیے پُرخلوص نہیں تھی۔

"مجھ سے زیادہ تو آپ کو آبرو کی فکر لگ رہی ہے۔ آپ آبرو کو بے وقوف بنا سکتے ہیں مجھے نہیں۔ محبت کرنے لگے ہیں نا میری بہن سے۔ "

ثمن یہ جملہ بولتے نضال پر ہنسی تھی۔

"واٹ ربش۔۔۔۔میں اِن فضولیات میں پڑنے والا انسان نہیں ہوں۔ اور پلیز یہ مائنڈ گیمز کسی اور سے کھیلنا مجھ سے نہیں۔ "

نضال سخت الفاظ کا استعمال کرتے غصے سے بولا تھا۔

"اچھا آپ کہیں گے اور میں مان جاؤں گی۔ اگر ایسا نہیں ہے۔ تو اُس دن آبرو کے حوالے سے کی گئی کال سنتے ہی کیوں ایک پل میں ریسٹورنٹ میں آن پہنچے تھے۔ مجھے سیدھا سیدھا انکار کرکے ابھی تک کال بند کیوں نہیں کی۔آبرو کی بہتری کس بات میں ہے۔ اِس کی بحث کیوں کررہے ہیں آپ مجھ سے؟ اُس کے ایک بلاوے پر بنا سوچے سمجھے رات گئے یہاں کیوں آن پہنچے تھے۔ اتنی سب باتوں کے باوجود مان لوں میں کہ محبت نہیں ہے آپ کو آبرو سے۔ "

ثمن نے اُسے تفصیل سے ایک ایک بات سمجھاتے باور کردیا تھا۔ کہ وہ اُس کی جانب سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور نہ ہی آبرو کی طرح معصوم ہے۔ کہ اِن سب باتوں پر غور نہیں کرپائے گی۔

"امیزنگ کافی زیادہ انٹیلیجنٹ ہو تم۔ مگر افسوس اِس کا استعمال بہت غلط جگہ کیا تم نے۔ اگر آبرو نواز سے محبت ہوتی تو پہلی بار میں اِس شادی کے لیے حامی بھر لیتا۔ مگر مجھے تمہاری بہن میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ میری ٹائپ کی ہے۔ اُس میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ جو میں پسند کرسکوں۔ سو پلیز اِس کے بعد مجھے کال کرنے

یا مجھ سے ملنے کی کوشش مت کرنا۔ ویسے بھی میں جاب چھوڑ چکا ہوں۔ میرا آپ لوگوں سے کوئی لنک نہیں ہے اب۔ "

نضال اپنی بات ختم کرتا فون بند کرنے ہی والا تھا۔ جب اُسے آبرو کی آواز سنائی دی تھی۔

"آپی یہ سب کیا ہے؟ آپ ایسا کیوں کررہی ہیں؟ "

ثمن نضال کی طرف یہ کال لینڈ لائن سے کررہی تھی۔ آبرو لاؤنج میں موجود دوسرے کنکشن سے اُن کی ساری گفتگو سن چکی تھی۔

"آبرو ـــــ"

ثمن بے دھیانی میں کریڈل ٹیبل پر رکھتی اُس کی جانب بڑھی تھی۔ نضال بھی آبرو کی بات سن چکا تھا۔ اِس لیے اُس نے ابھی تک فون بند نہیں کیا تھا۔

"آپ کے لیے میرا وجود اِس قدر بوجھ بن گیا ہے۔ کہ آپ مجھے اپنانے کے لیے دوسروں کی منتیں کررہی ہیں۔ آپ نضال حیدر کو مجھ سے نکاح کرنے پر مجبور کررہی

ہیں۔ آپی آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟ مجھے آپ سے اِس سب کی اُمید نہیں تھی۔ بہت ہرٹ کیا ہے آپ نے مجھے۔ ''

آبرو بے دردی سے اپنے آنسو پونچھتی ثمن سے شکوہ کرتے بولی تھی۔ اُس کے کانوں میں وہ تمام الفاظ گونج رہے تھے۔ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے نضال نے اُس کے بارے میں کہے تھے۔

وہ اُسے اتنا ناپسند کرتا تھا۔ اُسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔

"آبرو میں نے یہ سب صرف تمہارے لیے کیا ہے۔ تم محبت کرتی ہو نا نضال سے تو میں نے ایسا صرف یہی سوچ کر کیا۔کہ اگر تمہاری پروٹیکشن کے لیے تمہاری شادی کرنی ہے تو اُس انسان سے کیوں نہیں جس سے محبت کرتی ہو تم۔ ''

ثمن نے آبرو کے ہاتھ تھامتے اُسے سمجھانا چاہا تھا۔

"اُس دن مذاق کیا تھا میں نے صرف آپ سے۔ آپ سوچ بھی کیسے سکتی ہیں نضال حیدر سے محبت ہوگی مجھے۔ آخر کو اُس شخص کے پاس ہے ہی کیا۔ سوائے شکل و

صورت کے۔ جس شخص کا پورا گھر میرے کمرے سے بھی کہیں چھوٹا ہے۔ اُس کم حیثیت شخص سے محبت کروں گی میں۔ آپ نے اتنا بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے۔ آپ اُس سے بات کرنے سے پہلے ایک بار مجھ سے پوچھ تو لیتیں۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں مجھے اِس وقت کتنی انسلٹ فیل ہورہی ہے۔ نضال حیدر بھلا کیسے پروٹیکشن دے سکتا ہے مجھے۔ وہ بھی دلاور سے۔ آپی مجھے نہیں معلوم تھا آپ نے آخر کیا سوچ کر یہ فیصلہ لیا ہے۔ “

آبرو بولے جارہی تھی۔ جبکہ دوسری طرف اُس کا ایک ایک لفظ بہت غور سے سنتے نضال حیدر کا صبر جواب دے گیا تھا۔ کال بند کرتے اُس نے فون دور اُچھال دیا تھا۔

آبرو نواز تو اپنی بہن سے بھی زیادہ تیز نکلی تھی۔ وہ کیسے اُس کے جال میں پھنس سکتا تھا۔ وہ صرف محبت کا جھوٹا ناٹک کررہی تھی۔ اُس کے سامنے اور وہ اُسے سچ سمجھ بیٹھا تھا۔

نضال کو اپنے انکار پر بہت خوشی ہوئی تھی۔ اُس نے بھی آبرو اور اُس کی بہن کو اُن کی اوقات دیکھا دی تھی۔

★★★★★★★★

"آبرو آئی کانٹ بلیو۔ تم نے نضال حیدر سے نکاح کرنے سے انکار کرکے۔ دلاور سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ثمن آپی اِس بات کے لیے کبھی نہیں مانیں گی۔ دلاور جیسے جاہل انسان سے کبھی شادی نہیں کریں گی وہ تمہاری۔ "

انیسہ آبرو کی زبانی ساری بات سن کر حیران تھی۔ اُسے بھی یہی لگا تھا۔ کہ آبرو نضال سے محبت کرتی ہے۔

"بلقیس دادو آئی ہوئی ہیں گاؤں۔ اُن سے بات کروں گی میں۔ اُن کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔ ثمن آپی کو وہ خود ہی منا لیں گی۔ "

آبرو پہلے سے سب سوچے بیٹھی تھی۔

"تم کہیں دلاور سے شادی کرکے خود کو کسی بات کی سزا تو نہیں دے رہی۔۔۔۔۔ "

انیسہ نے جانچتی نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"اوہ ریئلی اور کس بات کی سزا دوں گی میں خود کو۔۔۔۔ "

آبرو اُس کی بات پر تپ کر بولی تھی۔

رات کا ٹائم تھا۔ وہ دونوں اِس وقت ٹیرس پر رکھی چیئرز پر بیٹھیں۔ ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہورہی تھیں۔

"نضال حیدر سے محبت کرنے کی سزا۔۔۔ "

انیسہ نے چائے کا مگ اُٹھاتے پورے یقین سے جواب دیا تھا۔

"تمہیں میری بات سنائی نہیں دی۔ میں محبت نہیں کرتی اُس شخص سے۔ "

اگر نضال حیدر انا پرست تھا تو کم اکڑ آبرو نواز میں بھی نہیں تھی۔ آبرو خود کا اِس بُری طرح ریجیکٹ کیے جانا برداشت نہیں کر پارہی تھی۔

"مگر جہاں تک میں تمہیں جانتی ہوں اصل بات یہ نہیں ہے۔ "

آبرو نے ثمن کو تو اپنے انکار سے مطمئین کر لیا تھا۔ مگر وہ انیسہ کو نہیں سمجھا پا رہی تھی۔

"تو کیا ہے اصل بات؟ "

آبرو اندھیرے میں نظریں گاڑھے بولی۔

"آپی نے بتایا تھا۔ تمہارے دادا نے صاف بولا ہے۔ اگر تمہاری شادی کسی اور سے ہوئی تو وہ اُسے ختم کردیں گے۔ تم یہ سب کرکے ثمن آپی سمیت اُن سب کا دھیان بھی نضال کے اُوپر سے ہٹانا چاہتی ہو۔ تاکہ اُسے یا اُس کی فیملی کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچ سکے۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ اور اپنی آنکھوں سے تمہیں نضال حیدر کے لیے روتے دیکھ چکی ہوں۔ تم سب سے چھپا سکتی ہو اپنے دل کے بھید مگر مجھ سے نہیں۔ "

انیسہ نے عین اُس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

آبرو کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ جسے اُس نے انیسہ کی نظروں میں آنے سے پہلے ہی صاف کرلیا تھا۔

"تمہیں فری بیٹھ بیٹھ کر فضول بولنے اور سوچنے کی عادت ہوگئی ہے۔ مگر میں اب مزید تمہاری بکواس نہیں سن سکتی۔ اُٹھو اور گھر جاؤ اپنے۔ مجھے سونے ہے اب۔ "

آبرو اُس سے نظریں ملائے بغیر بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"آبرو بہت غلط کررہی ہو تم اپنے ساتھ۔ دلاور کسی طرح بھی تمہارے قابل نہیں ہے۔ پلیز ایسا مت کرو۔ میں جانتی ہوں۔ تمہیں ریجیکٹ کیا جانا نہیں پسند۔ مگر نضال نے تمہیں ریجیکٹ نہیں کیا۔ اُس نے صرف ثمن آپی کی آفر سے انکار کیا ہے۔ "

انیسہ ایک پرخلوص دوست کی طرح اُسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

"انیسہ ہم اِس ٹاپک پر بعد میں بات کریں گے۔ اِس وقت مجھے بہت سخت نیند آرہی ہے۔ آرام کرنا چاہتی ہوں میں۔ جاتے ہوئے دروازہ بند کرتی جانا۔ "

آبرو بات وہی سمیٹتی اُسے باہر کا راستہ دیکھا گئی تھی۔ انیسہ کچھ دیر افسوس بھری نظروں سے اُسے دیکھتی خاموشی سے نکل گئی تھی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر آبرو بیک کراؤن سے ٹیک لگاتی اُٹھ بیٹھی تھی۔ انیسہ کی وجہ سے رُکے اُس کے آنسو اب قطار کی صورت اُس کے چہرے پر بہنے لگے تھے۔

اُس نے آج تک زندگی میں جو چاہا تھا۔ وہ پایا تھا۔ وہ بہت چھوٹی تھی جب اُنہوں نے اپنے پیرنٹس کھوئے تھے۔ مگر اُس کے بعد سے ثمن نے اُسے کسی نازک سی آدھ کھلی کلی کی طرح سنبھال کر رکھا تھا۔ کبھی اُس پر زرا سی آنچ نہیں آنے دی تھی۔

اُس کی ہر بات مانی تھی۔ کبھی اُس کی کسی خواہش پر انکار نہیں کیا تھا۔

آبرو کو اُس کے بے پناہ حُسن کی وجہ سے ہمیشہ ہر جگہ سراہا جاتا تھا۔ کتنے ہی ہاتھ اُس کی جانب بڑھے تھے۔ مگر ہمیشہ وہ سب کو رد کرتی آئی تھی۔ اُس نے ہمیشہ ٹھکرانا سیکھا تھا۔ مگر آج جب نضال حیدر نے اُسے ٹھکرایا تھا۔ تو وہ برداشت نہیں کرپائی

تھی۔ جس شخص کو اُس نے اتنا چاہا تھا۔ اُس شخص کو اُس میں ایک پرسنٹ بھی انٹرسٹ نہیں تھا۔

آبرو اُس وقت غصے میں اور صرف ثمن کو یقین دلانے کے لیے کہ وہ نضال سے محبت نہیں کرتی وہ اب بول گئی تھی۔ مگر کوئی اُس کے دل سے پوچھتا نضال حیدر اُس کے لیے کیا تھا۔

وہ نضال حیدر کو نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اِس لیے بنا ایک بار بھی اپنی محبت حاصل کرنے کی کوشش کیے بغیر اُس نے ہار مان لی تھی۔

اُوپر سے نضال نے اُسے ریجیکٹ کرکے اُس کی تکلیف میں دوہرا اضافہ کردیا تھا۔

انیسہ نے ٹھیک اندازہ لگایا تھا۔ دلاور سے شادی کرکے وہ خود کو اپنے دل کے غلط فیصلے پر سزا دینا چاہتی تھی۔

★★★★★★★★

”بوا دادی پلیز آپ بھی دادا جان کی باتوں میں مت آئیں۔ وہ دلاور کی شادی آبرو سے صرف اِس لیے کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہماری جائیداد ہم اُن سے چھین نہ سکیں۔ آپ اُنہیں سمجھائیں ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے۔ دلاور جیسا جاہل اور گنوار شخص کے حوالے میں اپنی بہن کبھی نہیں کروں گی۔ “

ثمن بلقیس بانو کو حویلی والوں کی وکالت کرتے دیکھ ہٹ دھرمی سے بولی تھی۔

"ثمن تمیز بھولتی جارہی ہو تم۔۔۔۔ حشمت کے دماغ میں اگر جائیداد کے حوالے سے کچھ چل بھی رہا ہے تو تب بھی میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی۔ اُس جائیداد پر پہلا حق تم دونوں بہنوں کا ہے۔ تو وہ تمہیں ہی ملے گی۔ اور رہی بار آبرو کی شادی کی تو تمہارے مسلسل انکار کی وجہ بھی میں اچھے سے جانتی ہوں۔

تم بھی بالکل اپنے باپ کی طرح کررہی ہو۔ تمہاری گاؤں نہ آنے کی اِس ضد نے ایک بار پھر سب کچھ ویسے ہی برباد کردینا ہے جیسے تمہارے باپ شاہنواز کی ضد نے کیا تھا۔ مگر اِس بار میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ ٹھیک دو دنوں بعد آبرو اور دلاور کا

نکاح ہوگا۔ اگر تم نے اِس میں کوئی بھی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو میں تمہارا وہ سچ آبرو کو بتا دوں گی۔ جو تم اتنے سالوں سے اُس سے چھپاتی آئی ہو۔ جس کے بعد تم اپنی بہن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دو گی۔ اِس لیے بنا کوئی ہنگامہ کیے اِس شادی کے لیے مان جاؤ۔ دلاور اتنا بُرا نہیں ہے۔ جتنا تم نے اُسے آبرو کی نظروں میں بنا دیا ہے۔ "

بلقیس بانو ثمن کو ایسے بلیک میل کیا تھا۔ کہ وہ چاہنے کے باوجود کچھ نہیں بول پائی تھی۔

"بوا دادی آپ یہ ٹھیک نہیں کررہیں۔ آبرو بہت نازک اور معصوم ہے۔ دلاور جیسے شخص کے ساتھ نہیں رہ پائے گی وہ۔ اور نہ ہی وہ اِس رشتے کے لیے رضامند ہوگی۔ "

ثمن نے ایک آخری کوشش کرنی چاہی تھی۔

"تم سے پہلے میری بات آبرو سے ہوچکی ہے۔ وہ اِس رشتے کے لیے رضامند ہے۔ تمہیں اِس حوالے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

بلقیس بانو اُس کے لیے انکار کا کوئی بھی جواز چھوڑے بغیر بات ختم کرگئی تھیں۔ ثمن کو اِس وقت آبرو پر شدید غصہ آیا تھا۔ وہ جذباتیت کا شکار ہوتی۔ اُس کے اتنے ٹائم کی محنت بیکار کر گئی تھی۔

★★★★★★★★★

"کیا ہوا سفیر بیٹا؟ سب ٹھیک ہے۔ تم بہت پریشان لگ رہے ہو۔ اور یہ حویلی میں کس طرح کی ہلچل ہے۔ "

رحمان علی بیٹے کو پریشان حال کواٹر میں داخل ہوتا دیکھ فکرمندی سے بولے تھے۔

"بابا کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ چوہدری دلاور کی شادی طے ہوگئی ہے۔ دو دن بعد نکاح کے ساتھ رخصتی ہے۔ اُسی کا جشن منایا جارہا ہے حویلی میں۔ "

سفیر اضطراب کی کیفیت میں ادھر اُدھر چکر لگاتا پھر رہا تھا۔

”یہ تو پھر خوشی کی بات ہے۔ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ “

رحمان علی کو اپنے بیٹے کی خفگی کی اصل وجہ نہیں سمجھ آرہی تھی۔

"آپ جانتے ہیں کس سے ہورہی ہے اُن کی شادی؟ “

سفیر اُن کے سامنے آن بیٹھا تھا۔ رحمان علی نے سوالیہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

”چوہدری شاہنواز کی چھوٹی بیٹی آبرو شاہنواز سے۔ “

سفیر نے اُن کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ وہ سکتے کے عالم میں بیٹھے رہ گئے تھے۔

"کیا آپ چاہتے ہیں اب بھی خاموش ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہوں میں؟ ابھی بھی صحیح وقت نہیں آیا حقیقت سامنے لانے کا۔ “

سفیر نے شکوے بھری نظروں سے باپ کی جانب دیکھا تھا۔ جو خود ماتھے پر ہاتھ رکھے پریشانی کی کیفیت میں بیٹھے تھے۔

”کب ہے یہ شادی؟۔۔۔۔ “

رحمان علی پرسوچ انداز میں بولے تھے۔

"کل ۔۔۔۔۔"

سفیر کی نظریں اپنے باپ کے اگلے حکم پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"ہم دونوں کو ابھی شہر کے لیے نکلنا ہوگا۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔"

رحمان علی کی بات پر سفیر کے چہرے پر سکون پھیل گیا تھا۔ اُسے اپنے باپ سے اِسی فیصلے کی اُمید تھی۔ اُن دونوں نے ہمیشہ اپنے مالکوں سے وفاداری نبھائی تھی۔ مگر آج اُن کی وفاداری کا اصل امتحان تھا۔ جس میں سفیر ہر حال میں سرخرو ہونا چاہتا تھا۔

★★★★★★★★

نضال بہت خراب موڈ کے ساتھ روم کا دروازہ لاک کرتا الماری کی جانب بڑھا تھا۔ وہ پچھلے دو دنوں سے شدید غصے میں تھا۔ آبرو کے الفاظ اُس کے کانوں میں گونجتے اُسے نئے سرے سے غصہ دلا جاتے تھے۔

پہلے کنزا نے بھی اُسے صرف ایک پیسے والے انسان کی خاطر چھوڑا تھا۔ اُس سے اپنی بچپن کی منگنی توڑ دی تھی۔ مگر نضال کو اُس کا بُرا نہیں لگا تھا۔ بُرا تو دور کی بات اُسے زرا برابر فرق بھی نہیں پڑا تھا۔ اُس نے آرام سے کنزا کو اپنی مرضی اور پسند کے شخص سے شادی کرنے کا کہا تھا۔

مگر اب آبرو کی وہیں باتیں اُسے بہت بُری طرح چبھی تھیں۔ جبکہ اُن دونوں کی آپس میں کوئی کمٹمنٹ تھی ہی نہیں، نہ کبھی کوئی ایسی بات ہوئی تھی۔ وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر اُسے کیا چیز اتنی ہرٹ کررہی ہے۔

الماری سے فائلز اور تصویریں نکالتے وہ بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔ وہ جب بھی پریشان یا دکھی ہوتا تھا۔ اِنہی تصویروں کو دیکھ کر اِن سے باتیں کرکے سکون محسوس کرتا تھا۔

نضال نے ہاتھ میں پکڑا فوٹو فریم ہونٹوں سے لگایا تھا۔ اُس فریم میں درمیانی عمر کے خوش شکل مرد اور عورت موجود تھے۔ اُن کے درمیان میں ایک آٹھ سال کا بچہ چار

سال کی روئی جیسی گالوں والی گلابی ننھی پری کا ہاتھ تھامے کھڑا زندگی سے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔

نضال جب بھی یہ تصویر دیکھتا تھا۔ خود پر قابو رکھنا بہت مشکل ہوجاتا تھا اُس کے لیے۔ اور آج تو وہ کچھ زیادہ ہی ہرٹ تھا۔

نجانے کب تک وہ اِسی کیفیت میں رہتا جب سعد کی آتی کال نے اُس کی سوچوں کا تسلسل توڑا تھا۔

"ہیلو سعد کیا ہوا تمہیں؟ سب ٹھیک ہے؟۔۔۔۔۔"

نضال سعد کی نقاہت زدہ آواز سن کر پریشان ہو اُٹھا تھا۔

"اوکے تم پریشان مت ہو میں بس ابھی پہنچ رہا ہوں۔ "

ابھی کچھ دن پہلے اُس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ابھی پوری طرح ریکیور نہیں ہوپایا تھا۔

نضال ساری چیزیں واپس الماری میں قید کرتا، جلدی سے سعد کی طرف جانے کے لیے نکلا تھا۔

بائیک تیزی میں اُڑاتا وہ ہوا کے دوش پر اُس کے فلیٹ پر پہنچا تھا۔ مگر جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا۔ اُسے اپنے پیر وہیں زمین میں جکڑتے محسوس ہوئے تھے۔

سامنے موجود شخص کو دیکھ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ اتنے سال گزر جانے کے باوجود وہ ماضی کی بہت سی باتیں اپنے دماغ میں محفوظ رکھے ہوئے تھا۔

"رحمان چاچا۔۔۔۔۔ "

نضال کے لب ہولے سے پھڑپھڑائے تھے۔

اُس کے منہ سے اپنا نام سن کر رحمان علی کے ساتھ سفیر کی آنکھیں بھی بھیگ گئی تھیں۔

"چوہدری نضال شیر نواز۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔ آپ میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا میں نے آپ کو۔۔۔کیوں اتنا دور چلے گئے تھے آپ؟"

رحمان علی وہیل چیئر چلاتے نضال کے قریب آتے بولے تھے۔ اُس کے دونوں ہاتھ تھام کر عقیدت سے چومتے آنکھوں سے لگائے تھے۔ اُن کی اتنی محبت پر نضال خود پر ضبط نہیں کرپایا تھا۔

وہ اُن کے مقابل بیٹھتا اُن کے سینے سے جالگا تھا۔

★★★★★★★★★

چوہدری رب نواز چوہدری حشمت کے سوتیلے بھائی تھے۔ عمر اور رتبے میں اُن سے بڑے تھے۔ ایک ہی چھت کے نیچے پرورش پانے کے باوجود اُن دونوں کے درمیان سوتیلا پن ہمیشہ برقرار رہا تھا۔

وہ جدی پشتی رئیس تھے۔ اربوں کی اراضی کے مالک صرف وہ دونوں بھائی تھے۔ چوہدری حشمت کی شروع دن سے ہی عادتیں ٹھیک نہیں تھیں۔ غیر عورتوں کے ساتھ راہ و رسم رکھنا اور دوستوں کے ساتھ شراب و شباب کی محفلیں سجانے کا بہت شوق تھا اُنہیں۔ پہلے تو وہ یہ سب ڈھکے چھپے ہی کرتے تھے۔ مگر والدین کی وفات کے بعد اُنہیں جیسے کھلی آزادی مل گئی تھی۔ وہ آئے دن نئی رقصہ کو اپنے ڈیرے پر بلوا رہے ہوتے۔ جس پر گاؤں والوں کو سخت اعتراض ہونے لگا تھا۔

چوہدری ربنواز نے اپنے بھائی کو سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی۔ مگر اُنہوں نے بجائے بات سمجھنے کے چوہدری ربنواز سے مزید جھگڑا شروع کردیا تھا۔ وہ اُن سے گھر اور جائیداد میں بٹوارہ چاہتے تھے۔ مگر چوہدری ربنواز اپنے بڑوں کی اِس خاندانی حویلی اور جائیداد کو ٹکڑوں میں بانٹنے کے حق میں نہیں تھے۔ لیکن چوہدری حشمت کے مزاج اُن دنوں ساتویں آسمان پر تھے۔ وہ کوئی بھی بات سوچنے اور سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھے۔

بلقیس بانو اُن دونوں پاکستان میں نہیں تھیں۔ اور دور بیٹھ کر وہ اپنے بگڑے بھتیجے کو سمجھانے میں ناکام رہی تھیں۔

جس کے بعد روز روز ہوتے فساد سے تنگ آکر چوہدری ربنواز نے بٹوارے کا فیصلہ کردیا تھا۔ وہ حویلی کو کسی اور کے ہاتھوں بیچنا نہیں چاہتے تھے۔ اِس لیے اُنہوں نے چوہدری حشمت سے اُن کا حویلی کا حصہ منہ مانگے داموں خرید لیا تھا۔ چوہدری حشمت اپنے بیوی بچوں کو لے کر شہر شفٹ ہوگئے تھے۔ جہاں وہ آرام سے اپنے شوق پورے کر سکتے تھے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا۔

شہر آکر آزادی ملتے ہی وہ ہر بُرے شغل میں ملوث ہوتے چلے گئے تھے۔

پیسہ پانی کی طرح بہاتے وہ مستقبل کی فکر سے بالکل آزاد ہوگئے تھے۔ اُنہیں اِس بات کا خیال نہیں رہا تھا۔ کہ آگے آنے والے وقت میں اُن کی اولاد کا کیا ہوگا۔

چوہدری ربنواز نے مزید محنت اور لگن سے کام کرتے چوہدری حشمت کی بیچی گئی اپنی خاندانی زمینیں واپس حاصل کر لی تھیں۔ وہ حویلی میں اپنی بیوی اور دونوں بیٹوں کے

ساتھ نہایت ہی خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ دونوں بیٹوں کی شادیاں اُنہوں نے اپنے خاندان میں ہی کی تھیں۔

اُن کے بڑے بیٹے چوہدری شاہنواز کی دو بیٹیاں تھیں۔ ثمن نواز اور اُس سے آٹھ سال چھوٹی آبرو نواز۔ دوسرے بیٹے چوہدری شیر نواز کا ایک ہی بیٹا تھا نضال حیدر نواز۔

چوہدری رب نواز کی اپنے پوتے اور پوتیوں میں جان بستی تھی۔ وہ اُنہیں ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھتے تھے۔ لیکن اچانک کچھ ایسا ہوا تھا۔ کہ اُن کے ہنستے بستے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی تھی۔

اُن کے بڑے بیٹے شاہنواز نے بالکل اپنے چچا جیسی خصلت اختیار کرلی تھی۔ نجانے کتنے ہی دن اور رات نشے میں دھت ہوکر ڈیرے پر گزار دیتے۔ چوہدری ربنواز نے بیٹے کو سمجھانے اور سدھارنے کی بہت کوشش کی تھی۔ مگر سمجھنا تو دور کی بات وہ آہستہ آہستہ اپنے باپ کا لحاظ بھی بھولنے لگے تھے۔

چوہدری ربنواز کو اپنی معصوم پوتیوں کی فکر ہونے لگی تھی۔ جب کچھ سوچتے اپنے چھوٹے بیٹے اور بہوؤں سے مشورہ کرتے اُنہوں نے نضال اور آبرو کے نکاح کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ نکاح چوہدری شاہنواز سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ چوہدری ربنواز مزید کوئی فساد نہیں چاہتے تھے۔ مگر اپنا سارا پیسہ گنوا کر اپنے بڑے بھائی کی حویلی اور جائیداد پر نظر رکھے چوہدری حشمت کو تو اِس بات سے جیسے موقع مل گیا تھا۔ اُنہوں نے شاہنواز کو باپ اور بھائی کے خلاف بھڑکانا شروع کردیا تھا۔

اُنہوں نے شاہنواز کے کانوں میں یہی ڈالا تھا کہ اُس کا چھوٹا بھائی اُسے نشئی ثابت کرکے اُس کی ساری جائیداد ہتھیانہ چاہتا ہے۔ اِس لیے اُس نے آبرو کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ شاہنواز کے دل میں باپ اور بھائی کے خلاف نفرت بھرنے لگے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ چوہدری شاہنواز بھی بالکل اپنے چچا کے نقشِ قدم پر چلتا باپ سے اپنا حصہ مانگنے لگا تھا۔ چوہدری ربنواز اپنے جیتے جی اِس حق میں نہیں تھے۔ اُنہوں نے شاہنواز کو صاف انکار کردیا تھا۔

شاہنواز اُنہیں دھمکیاں دیتے حویلی چھوڑ کر شہر چلے گئے تھے۔ چوہدری حشمت نے اُن کے دماغ میں یہی ڈالا تھا کہ اِس سب کے پیچھے اصل سازش چوہدری شیر نواز کی ہے۔ شیر نواز غصے کے بہت تیز تھے۔ وہ پہلے ہی اپنے باپ سے کی جانے والی چوہدری شاہنواز کی بدتمیزی بہت مشکل سے برداشت کیے ہوئے تھے۔

چوہدری شاہنواز کی روز فون پر دی جانے والی دھمکیاں اُن کا خون کھولا کر رکھ دیتی تھیں۔ اِسی سب کو دیکھتے اُنہوں نے شہر جاکر چوہدری شاہنواز سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر اُن کے پہنچنے سے پہلے ہی چوہدری شاہنواز پر غلط خبر پہنچا دی گئی تھی کہ چوہدری شیرنواز اپنے آدمیوں کے ساتھ اُنہیں مارنے آرہے ہیں۔ نفرتیں اور غلط فہمیاں اِس قدر بڑھ گئی تھیں۔ کہ چوہدری شاہنواز نے بنا تصدیق کیے دشمنوں کی پہنچائی غلط اطلاع پر یقین کرلیا تھا۔

چوہدری شیر نواز ابھی اپنی بیوی اور بیٹے نضال کے ساتھ آدھے راستے پر ہی پہنچے تھے۔ جب چوہدری شاہنواز نے اُن پر حملہ کرواتے اُنہیں ہلاک کروا دیا تھا۔ اُس وقت گاڑی چلاتے اُن کے بہت خاص ملازم رحمان علی نے بہت مشکل سے نضال کو حملہ آوروں

سے بچاتے کچھ فاصلے پر موجود آبادی میں اپنے جاننے والے ایک شخص حیدر علی کو سونپ دیا تھا۔ اور ساتھ ہدایت کی تھی کہ وہ اُس سے کچھ وقت بعد چوہدری نضال کو آکر لے جائے گا۔

چوہدری شیر نواز اور اُن کی بیوی کی ڈیڈ باڈی حویلی لے جائی گئی تھی۔ اور نضال کے حوالے سے رحمان علی نے یہی کہاں تھا۔ کہ گاڑی کھائی کی طرف مڑ جانے کی وجہ سے وہ نیچے جا گرے اور اُن کی ڈیڈ باڈی بہت ڈھونڈنے کے بعد بھی نہیں مل پائی۔ چوہدری ربنواز کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا تھا۔اُن کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کی جان لے لی تھی۔

چوہدری شاہنواز نے اپنے بھائی پر حملے کا حکم نشے میں دھت ہوکر دیا تھا۔ مگر نشہ اُترتے ہی اپنے ہاتھوں سے کیے جانے والے اتنے بڑے ظلم پر اُن کا دل چاہا تھا خود کو ختم کر ڈالیں۔ جوان بھائی کی موت نے اُن کی آنکھیں کھول دی تھیں۔مگر تب تک پچھتانے کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔

وہ اپنی بیوی کو ساتھ لیتے اُسی وقت گاؤں کے لیے نکلے تھے۔ ہمیشہ نشے میں دھت رہنے کی وجہ سے اور آج اپنے ہاتھوں کیے اتنے بڑے نقصان کے بعد سے وہ بہت حد تک اپنے حواسوں پر کنٹرول کھوچکے تھے۔ جلد بازی میں نکلتے اپنی بیوی کے بہت زیادہ فورس کرنے کے باوجود اُنہوں نے خود ہی ڈرائیونگ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

جو فیصلہ اُن کی زندگی کا آخری غلط فیصلہ ثابت ہوا تھا۔ تیز رفتار ٹرک سے گاڑی ٹکرا جانے کی وجہ سے وہ دونوں موقع پر ہی دم توڑ گئے تھے۔ چوہدری ربنواز کی حویلی سے ابھی ایک بیٹے کا جنازہ نکلا نہیں تھا۔ کہ دوسرے کی میت دیکھ وہ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔ اُن کو فالج کا اٹیک ہوا تھا۔ اُن کی دائیں سائیڈ پیرالائیزڈ ہوگئی تھی۔ اُس دن کے بعد سے وہ آج تک ہاسپٹل کے بیڈ پر زندہ لاش بنے پڑے تھے۔ اُن کی اُجاڑ ویران حویلی کو چوہدری حشمت اور اُن کے خاندان نے آباد کرلیا تھا۔ اُن کے بھائی کی بربادی اُن کے لیے کسی لاٹری سے کم ثابت نہیں ہوئی تھی۔

ثمن نے واپس گاؤں جانے سے انکار کردیا تھا۔ اُس نے شہر میں ہی اپنے بابا کا بزنس سنبھالنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ ہر حقیقت سے واقف تھی۔

مگر اُس نے آبرو کو ہمیشہ ہر بات سے انجان رکھا تھا۔اور نہ ہی اُسے کسی خاندان والے سے ملنے دیا تھا۔ بلکیس بانو ایک دوبار زبردستی ملنے آئی تھیں۔ مگر ثمن نے اُن سے آبرو کو کچھ بھی بتانے۔ خاص کر نکاح کے بارے میں بتانے سے صاف منع کردیا تھا۔

آبرو کے منہ سے اُس دن نضال کا نام سن کر ثمن چونکی ضرور تھی۔ مگر پھر فوراً سر جھٹک گئی تھی۔ اُن کی نظر میں نضال مر چکا تھا۔ ایک جیسے نام کے ہزاروں شخص ہوسکتے تھے۔ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ کہ اُس کا چچا زاد نضال شیرنواز زندہ ہوسکتا ہے۔

رحمان علی چوہدری حشمت کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھے۔ اِس لیے ہمیشہ نضال کے حوالے سے یہ راز دل میں ہی رکھا تھا۔ وہ بظاہر چوہدری حشمت کے خاص ملازم بنے۔ مگر اندر ہی اندر نضال کی تلاش جاری رکھی تھی۔

اُس حادثے کے بعد چوہدری حشمت نے چوہدری ربنواز کے سارے ملازمین کو کڑے پیرے میں رکھا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے۔ کوئی غدار تو نہیں اُن کا۔ اِسی وجہ سے رحمان علی نضال سے ملنے نہیں جا پائے تھے۔

اُنہوں نے اپنے آدمی کو حیدر علی کے پاس بھیج کر حویلی سے نکالے کے گئے جائیداد کے پیپرز اور کچھ تصویریں نضال کے حوالے کرنے کو کہیں تھیں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ نضال کو اُس کے اصل کے بارے میں کچھ نہ چھپایا جائے۔

وہ کچھ عرصے بعد معاملہ ٹھنڈا ہونے پر اُسی گاؤں حیدر علی کو ڈھونڈنے گئے تھے۔ مگر تب تک وہ وہاں سے جاچکے تھے۔ گاؤں والے کے مطابق اُنہوں نے بہت انتظار کیا تھا رحمان علی کا۔ مگر شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ رحمان علی چاہنے کے باوجود نضال سے نہیں مل پائے تھے۔

مگر آج اتنے سال بعد اُسے اپنے سامنے دیکھ اُنہیں چوہدری ربنواز کے اُجڑے خاندان کا دکھ بُری طرح رُلا گیا تھا۔

★★★★★★★★★★

"مجھے معاف کردیں میری وجہ سے آپ اتنے سال اپنے نام اپنی پہچان سے دور رہے۔
"

رحمان علی نے ندامت سے چور لہجے میں کہتے نضال کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

"پلیز رحمان چاچا یہ سب مت کریں۔ آپ مجھے گنہگار کررہے ہیں۔ آپ نے تو میری جان بچا کر احسان کیا تھا مجھ پر۔ آپ کی ہی وجہ سے اتنی پیاری فیملی ملی مجھے۔ آپ کو کسی بھی بات کے لیے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

نضال نے اُن کے جڑے ہاتھ فوراً اپنی گرفت میں لیے تھے۔

رحمان علی ہولے سے مسکرا دیئے تھے۔ نضال اُنہیں بالکل اپنے باپ دادا جیسا لگا تھا۔ اُس کے بولنے کا انداز بالکل اپنے دادا جیسا تھا۔ چوہدری ربنواز کا خیال آتے کی اُن کی آنکھوں میں ایک بار پھر نمی چمکی تھی۔

"بیٹا مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔ "

نضال نے اُنہیں سختی خود کو چوہدری صاحب جیسے ناموں سے پکارنے سے منع کردیا تھا۔ اِس لیے وہ بیٹا بولتے ہچکچاہٹ کا شکار تھے۔

نضال اُن کی بات پر ہمہ تن گوشہ ہوا تھا۔

مگر جیسے جیسے وہ اُسے ساری حقیقت بتاتے گئے تھے۔ نضال کے چہرے پر رنگ بدل چکا تھا۔ وہ اپنے نکاح کے بارے میں جانتا تھا۔ مگر یہ بات اُس کے لیے کسی شاک سے کم نہیں تھی کہ اُس کا نکاح آبرو شاہنواز سے ہوا ہے۔ اِس کا مطلب اُس شک صحیح نکلا تھا۔ وہ جس برتھ مارک والی لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا .وہ آبرو شاہنواز ہی تھی۔ نضال کے لیے یقین کرنا مشکل ہوا تھا۔

پچھلے کچھ دنوں سے جس لڑکی پر وہ اتنے غصے کا شکار تھا۔ وہ اُس کی منکوحہ تھی۔

★★★★★★★★★★

"بیٹا آپ چلو ہمارے ساتھ،وہاں آپ کے دادا جان اور آپ کی حویلی کو آپ کی ضرورت ہے۔کب تک آپ کا سب کچھ دوسرے لوگوں کے پاس رہے گا۔ ہر چیز کے اصل حقدار آپ ہیں۔ آپ کی جگہ وہاں ہے یہاں نہیں۔ "

رحمان علی نے نضال کو اُس کی حویلی کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔ جس پر نضال نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا تھا۔

"نہیں چاچا میں وہاں نہیں آسکتا۔ میں اپنی لائف میں بہت خوش ہوں۔ میری یہ چھوٹی سی فیملی ہی میری زندگی ہے اب۔یہاں زندگی کی آسائشیں تو نہیں مگر محبتیں ہیں۔ جو میری آگے کی پوری زندگی کے لیے کافی ہیں۔ "

نضال کے صاف انکار پر اُن دونوں کو شدید جھٹکا لگا تھا۔ اُنہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔ کہ نضال ایسا بھی کچھ کہہ سکتا ہے۔

"آپ اپنے اصل کی جانب نہیں لوٹنا چاہتے۔ آپ جانتے بھی ہیں، آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آبرو شاہنواز بیوی ہے آپ کی۔ جس کا آج شام نکاح ہے چوہدری دلاور سے۔

کیا آپ اپنی بیوی کا یوں نکاح ہوتے دیکھنا چاہیں گے۔ آپ کو اِس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ "

سفیر کو نضال کے انکار نے بہت دکھ پہنچایا تھا۔ جبکہ اُس کے انکشاف پر نضال کا دماغ گھوما تھا۔ آبرو شاہنواز اُس سے شادی سے منع کر کے دلاور سے شادی کرنے جا رہی تھی۔

صرف اِس لیے کہ وہ اُس کے سٹیٹس کا تھا۔ اُس کے پاس بھی پیسہ تھا۔

نضال کے ہونٹوں پر تلخی بھری مسکراہٹ بکھری تھی۔ آبرو شاہنواز نے اُس کی غربت کی وجہ سے اُس سے شادی سے انکار کیا تھا۔ مگر قسمت اُسی کے ساتھ کھیل گئی تھی۔ دولت اور عیش و آرام کی خاطر وہ جس شخص سے شادی کرنے جا رہی تھی۔ اُس کی ہر چیز کا مالک نضال حیدر نکلا تھا۔

"نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہوگا۔ میری بیوی میرے ساتھ ہی رہے گی۔ "

نضال پرسوچ انداز میں بولتا اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔

"ایک منٹ۔۔۔چوہدری نضال۔۔۔ "

سفیر بھی فوراً اُس کے پیچھے لپکا تھا۔

"جب آپ بہت چھوٹے سے تھے تب سے چوہدری ربنواز نے میری ڈیوٹی لگائی تھی۔ کہ مجھے سائے کی طرح آپ کے ساتھ رہنا ہے۔ آپ کے ساتھ کھیلنا ہے، آپ کو کھلانا ہے اور آپ کی حفاظت کرنی ہے۔ تب تو میں نے آپ کو کھو دیا۔ مگر اب میں چوہدری ربنواز کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے نہیں روکیں گے۔ "

سفیر اُس کے سامنے نظریں جھکائے مؤدب بنا کھڑا بولا تھا۔ جس پر نضال ہولے سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتا اُسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر گیا تھا۔

اُس کا رُخ اُسی جانب تھا۔ جہاں حویلی والے اُس کی بیوی کسی اور کو سونپنے والے تھے۔ اُس کا خون یہ بات سوچ کر ہی کس بُری طرح سے کھول رہا تھا۔ یہ وہی جانتا تھا۔

★★★★★★★★★

"آبرو میری جان ایک بار پھر سوچ لو۔ یقین جانو اگر تم ابھی بھی انکار کرو گی۔ تو میں سب سنبھال لوں گی۔ بوا دادی، دادا سب کو ہینڈل کرلوں گی۔ پلیز ایسے ہی کسی ضد اور جذبات میں آکر اپنے ساتھ غلط مت کرو گڑیا۔ "

ثمن اُسے دو دن سے مسلسل راضی کرنے کی کوشش کررہی تھی۔ مگر آبرو کی نہ ہاں میں نہیں بدلی تھی۔ اُس کا دل صرف ایک شخص کے لیے دھڑکتا تھا۔ جب وہ شخص ہی اُسے نہیں اپنانا چاہتا تھا۔ تو اُس کی شادی کسی سے بھی ہوتی اُسے بالکل بھی پرواہ نہیں تھی۔

"ثمن آپی نیچے سب آپ دونوں کو بلا رہے ہیں۔ نکاح خواں آچکا ہے۔ "

انیسہ کی اطلاع پر ایک پل کے لیے آبرو کا دل کانپا تھا۔ وہ بہت بڑا قدم اُٹھانے جارہی تھی۔ اُس کا اپنا دل کسی صورت سکون میں نہیں تھا۔ مگر وہ کرتی بھی تو کیا۔

ثمن افسوس اور ناراضگی بھری نظروں سے اُسے دیکھتی، اُسے لیے نیچے کی جانب بڑھی تھی۔ جہاں حویلی کے وہ تمام لوگ اُن کے منتظر تھے۔ جو اُسے ایک آنکھ نہیں بھاتے

تھے۔ اُس نے بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتے اپنی بہن کو لے جاکر بلکیس بانو کے ساتھ بیٹھا دیا تھا۔ اور خود بھی آبرو کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ اُسے ابھی بھی اُمید تھی کہ کیا پتا وہ آبرو کو اِس نکاح سے انکار کے لیے رضامند کر سکے۔

"مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔ "

چوہدری حشمت کی آواز پر آبرو کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی لڑکی کی صورت گرنا شروع ہوئے تھے۔ اُس کی ہلکی سی سسکی پر ثمن نے مڑ کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔ اِس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی ہال میں گونجتی آواز نے وہاں بیٹھے سب لوگوں کو سر اُٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ایک منٹ مولوی صاحب۔۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے نکاح کی۔ "

نضال کی آواز پر آبرو نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔ اُس کا گھونگھٹ پیچھے جا گرا تھا۔ اِس وقت وہ دلہن کے رُوپ میں سجی سنوری بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔

اِس وقت وہ نکاح کی مناسبت سے تیار تھی۔ رخصتی کے لیے اُسے بعد میں تیار کیا جانا تھا۔کریم کلر کی پیروں تک آتی فل کام سے بھری ہیوی میکسی پہنے، لال دوپٹے کا گھونگھٹ کیے۔ موتیے کے پھولوں کا زیور پہنے وہ کوئی اپسرا معلوم ہورہی تھی۔ اُس کی نزاکت اور دلکشی ایک نظر میں ہی اگلے کو گھائل کرنے کے لیے کافی تھی۔

مگر نضال اِس وقت اپنی بیوی کو کسی اور کے لیے سجا سنورا دیکھ بہت غصے میں تھا۔ اِس لیے فلحال آبرو کے رُوپ کی تباہ کاریاں اُس کے دل تک نہیں پہنچ پائی تھیں۔

"پہلے میرے ایک سوال کا جواب تو دے دیں۔ کیا نکاح پر نکاح جائز ہے۔۔۔۔"

نضال کی بات پر سب نے حیرت اور اُلجھن بھری نظروں سے اِس اجنبی کو دیکھا تھا۔ جبکہ دلاور اُسے پہچان کر اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی،یہاں آنے کی اور میرے نکاح کو خراب کرنے کی۔ دفعہ ہوجاؤ یہاں سے۔۔۔ورنہ۔۔۔۔"

دلاور کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔ جب نضال کی آنکھوں کے اشارے پر سفیر نے آگے بڑھتے اُسے دونوں بازو سے جکڑ کر اپنے قبضے میں کیا تھا۔ سفیر کی اِس حرکت پر دلاور سمیت تمام حویلی والوں کی آنکھیں باہر کو اُبلی تھیں۔

چوہدری حشمت بھی غصے سے بپھرے اپنی جگہ سے اُٹھے تھے۔ مگر بلقیس بانو کے اشارے پر اُن کے قدم وہیں تھم گئے تھے۔

"نکاح پر نکاح حرام ہے۔۔۔۔۔اِس کو شرعی اور قانونی دونوں طور پر جرم قرار دیا گیا ہے۔ "

مولوی صاحب نے نضال کے دوبارہ پوچھنے پر جواب دیا تھا۔ اُسی لمحے کچھ پولیس اہلکار اندر داخل ہوئے تھے۔

"انسپکٹر صاحب اریسٹ کرلیں اِس شخص کو۔ یہ میری بیوی سے نکاح پر نکاح کررہا تھا۔ "

نضال نے پرسکون لہجے میں بولتے آبرو سمیت وہاں موجود تمام افراد کے سروں پر بم پھوڑا تھا۔

"آبرو کیا یہ سچ ہے۔تم ۔۔۔۔۔تم نے نکاح کرر کھا ہے اِس سے۔"

ثمن نے آبرو کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"نن نہیں آپی ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔۔"

آبرو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔ کہ نضال اُس پر ایسا الزام کیوں لگا رہا ہے۔

"بس لڑکے بہت ہوگئی تمہاری بکواس۔ اب ہم مزید کوئی تماشا برداشت نہیں کریں گے۔ دفعہ ہوجاؤ یہاں سے۔ اور لے جاؤ اِن سب کو اپنے ساتھ۔"

چوہدری حشمت سے اب مزید خاموش رہنا مشکل ہوگیا تھا۔ وہ نضال کے مقابل آتے اپنے رعب دار لہجے میں بولے تھے۔

"دفعہ تو کسی اور کو ہونا پڑے گا بہت جلد۔ مگر ابھی فلحال میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔ باقی معاملات بعد میں نبٹائیں گے دادا جان۔ "

نضال آنکھوں میں غصہ لیے دھیرے سے اُن کا کندھا تھپتھپاتے اُنہیں سائیڈ کرگیا تھا۔

"میری بہن کا نکاح نہیں ہوا تم سے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی آخر تم یہ سارا ڈرامہ کر کس لیے رہے ہو۔ "

ثمن دلاور سے آبرو کی شادی نہیں چاہتی تھی۔ مگر اپنی بہن پر یوں سب خاندان والوں کے سامنے الزام لگتا بھی برداشت نہیں تھا اُسے۔

"یہ ڈرامہ نہیں حقیقت ہے۔ آپ لوگ آرام سے میری بیوی کو میرے حوالے کردیں۔ چلا جاؤں گا میں یہاں سے۔ "

نضال ابھی بھی اپنی ضد پر قائم تھا۔ جس بیوی کے لیے وہ سب سے لڑ رہا تھا۔ اُس نے ایک بار بھی اُس کی جناب نگاہِ غلط بھی نہیں ڈالی تھی۔

''نام کیا ہے تمہارا۔۔۔۔کون ہو تم۔۔۔۔کیسے جانتے ہو میری پوتی کو؟ ''

بلقیس بیگم جو کب سے خاموش تماشائی بنی بیٹھیں۔ نضال کی ایک ایک بات سن رہی تھیں۔ بہت سوچ کر سوال کرتے اُنہوں نے نضال سے پوچھا تھا۔

اُن کے مطابق کوئی تو بات تھی۔ جو یہ نوجوان یوں سب کے سامنے آکر اتنی بڑی بات کا اقرار کررہا تھا۔ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو پولیس کو ساتھ کبھی نہیں لاتا۔

بلقیس بیگم کے مخاطب کرنے پر نضال نے عقیدت بھری نظروں سے اُن کی جانب دیکھا تھا۔ کیونکہ یہ واحد شخصیت ایسی تھیں۔ اُس کے خاندان والوں میں سے جو سچ میں اُس کے دادا کی خیر خواہ تھیں۔ بلقیس بیگم کی وجہ سے ہی چوہدری ربنواز کا اتنے اچھے طریقے سے علاج چل رہا تھا۔ اور چوہدری حشمت اتنے سال حویلی میں رہنے کے باوجود اُس کی جائیداد کا ایک ٹکڑا بھی اپنے نام نہیں کرپائے تھے۔

''نضال شیر نواز ہوں میں، چوہدری ربنواز کا اکلوتا پوتا۔ آپ کے سامنے ہی میرا نکاح ہوا تھا نا بوا دادی۔ آپ تو گواہ ہیں اِس بات کی۔ "

نضال کے الفاظ پر سب نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔ وہاں موجود حویلی والوں کے چہرے کی ہوائیاں اُڑ چکی تھیں۔ آبرو اور ثمن کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔ آبرو کو اپنا سر بُری طرح چکراتا محسوس ہوا تھا۔ جس شخص کو اُس نے اتنا چاہا تھا۔ وہ اُس کا شوہر تھا۔ آبرو کی خوشی اتنی زیادہ تھی۔ کہ سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔

"جھوٹ بول رہا ہے یہ۔ نضال اُس ایکسیڈنٹ میں مر چکا ہے۔ یہ ساری جائیداد ہتھیانے کے لیے ناٹک کررہا ہے۔ کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ تم چوہدری ربنواز کے پوتے ہو۔ "

سب سے پہلے ہوش چوہدری حشمت کو ہی آیا تھا۔

"میرے پاس ہر بات کا ثبوت ہے۔ نکاح نامہ تک موجود ہے میرے پاس۔ دیکھ سکتے ہیں آپ۔ "

نضال کے اشارے پر سفیر نے فائل کھول کر اُن کے سامنے رکھ دی تھی۔ جس میں وہ ساری انفارمیشن تھی۔ جو رحمان علی نے آج کے دن کے لیے ہی سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔

"تمہارے پاس صرف یہ جعلی کاغذ ہیں۔ مگر میرے پاس جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ رحمان علی بتاؤ سب کو۔ تم نے ہی تصدیق کی تھی نا۔ نضال مرچکا ہے۔ "

چوہدری حشمت پُر یقین لہجے میں بولے تھے۔ وہ کسی صورت یہ حقیقت ماننے کو تیار نہیں تھے۔ کیونکہ اِس کے بعد اُن کے اور اُن کے خاندان کے ساتھ جو ہونا تھا۔ وہ اُن کی ساری بادشاہت اُلٹ کر رکھ دیتا۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے رحمان علی کو دیکھ اُن کی سانس میں کچھ سانس آئی تھی۔

"جھوٹ بولا تھا میں نے۔ چوہدری نضال شیر نواز کی موت واقع نہیں ہوئی تھی اُس حادثے میں۔ مجھے معلوم تھا اُن کی جان خطرے میں ہے۔ اِس لیے میں نے اُنہیں

اپنے ایک جاننے والے کو سونپ دیا تھا۔ اور آپ سب کے سامنے اُن کی ڈیڈ باڈی نہ ملنے کا جھوٹ بولا تھا۔ آپ بھی شاید اُس وقت یہی چاہتے تھے۔ اِس لیے آپ نے اپنے بھائی کے اکلوتے پوتے کی تلاش کے لیے کسی کو بھیجنا تک گوارہ نہیں کیا تھا۔ "

رحمان علی کے انکشاف پر سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

"بڑی چوہدرانی جی۔۔۔۔یہ سب سچ ہے۔ معاف کیجئے گا۔ آپ کو بھی اِس سب سے لاعلم رکھا۔ کیونکہ اُس وقت چوہدری نضال کی جان کو خطرہ تھا۔ اُن کا گمنام زندگی گزارنا ہے بہتر تھا۔ ورنہ اُن کی دولت جائیداد کی گھات لگائے بیٹھے لوگ اُنہیں ختم کردیتے۔ "

رحمان علی کا اشارہ کس جانب تھا۔ ہر کوئی اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

بلقیس بیگم نضال کی جانب دیکھتیں اپنی جگہ سے اُٹھی تھیں۔ چوہدری حشمت نے تو اپنے مفاد کی وجہ سے لاپرواہی برتی تھی۔ مگر وہ۔۔۔اُن سے اتنی بڑی لاپرواہی کیسے ہوسکتی تھی۔ اُنہیں اِس وقت اپنا آپ سب سے زیادہ گنہگار معلوم ہورہا تھا۔

"میرا بچہ۔۔۔۔۔میرا نضال۔۔۔۔تم زندہ تھے۔ اور میں اتنے سالوں سے تمہیں مرا ہوا سمجھتی رہی۔ اتنی بڑی جاگیر کے مالک ہوتے ہوئے بھی۔ تم نے ایسی زندگی گزاری۔ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گی۔ ربنواز کے سامنے کس منہ سے جاؤں گی میں اب۔ اگر وہ ٹھیک ہوتا۔ تو جب تک اپنے پوتے کی ڈیڈ باڈی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا۔ یقین نہ کرتا۔ مگر میں نے بہت بڑی بھول کر دی یہاں۔ "

بلقیس بیگم نضال کا ماتھا چومتی اذیت بھرے لہجے میں بولی تھیں۔

مگر نضال سے اُن کو اِس طرح شرمندہ نہیں دیکھا گیا تھا۔ اُس نے دونوں بازو پھیلا کر اُنہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔

"آپ کی کہیں بھی کوئی غلطی نہیں ہیں۔ آپ نے اب تک جو کچھ بھی کیا ہے۔ وہ کم نہیں ہے۔ آپ نے اپنے ہونے کا فرض نبھایا ہے۔ مجھے آپ سے کسی قسم کا کوئی شکوہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی دادا جان کو ہوگا۔ اِس لیے پلیز آپ اِس طرح رو کر مجھے مزید ہرٹ مت کریں۔ "

نضال اُن کے آنسو پونچھتا اُنہیں مصنوعی خفگی سے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ آٹھ سال کا تھا۔ جب اپنے خاندان والوں سے جدا ہوا تھا۔ اُس کے زہن میں ابھی تک بلقیس بیگم کی شفقت بھری یادیں موجود تھیں۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ گزارے پل کی بھولی بسری یادیں ابھی بھی اُس کے ساتھ تھیں۔

آبرو کے کندھے سے زرا نیچے پر بنا برتھ مارک بھی اُسے اچھی طرح یاد تھا۔ وہ بچپن میں جو فراک پہنتی تھی۔ اور جو تصویر اُس کے پاس تھی۔ اُس میں وہ واضح نظر آتا تھا۔ اِس وجہ سے ایک دو بار آبرو کے کندھے پر ویسا نشان دیکھ وہ چونکا تھا۔ مگر اُس وقت وہ آبرو پر اپنے حق سے انجان تھا۔ اِس لیے اپنے شک کو دور کرنے کے لیے دیکھ نہیں پایا تھا۔ مگر اب تو کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش رہی ہی نہیں تھی۔

"تم آج اور ابھی ہمارے ساتھ حویلی چلو گے۔ "

بلقیس بیگم نے اُس پر اپنا حکم صادر کیا تھا۔جس کے جواب میں نضال ہولے سے مسکرا دیا تھا۔

"نہیں آج نہیں مگر بہت جلدی آؤں گا حویلی لوٹ کر۔ میری اپنی ایک فیملی ہے۔ جسے میں اِس طرح چھوڑ نہیں سکتا۔ میری اب تک کی زندگی کا کل اساسہ ہیں وہ۔ بہت محبت ملی ہے۔ مجھے اُن سے۔ اُن سے پہلے میں کسی کے بارے میں نہیں سوچ سکتا۔ ابھی میں یہاں صرف اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔ آپ کی خواہش کا احترام کرتے آپ کے پاس ضرور آؤں گا۔ مگر ابھی کے لیے آپ کو مجھے سمجھنا ہوگا۔ "

نضال اُن کے دونوں ہاتھ عقیدت سے چومتا بہت دھیمے لہجے میں اپنا فیصلہ سنا گیا تھا۔ اُس کے دوٹوک انداز پر وہ چاہنے کے باوجود اُس سے بحث نہیں کر پائی تھیں۔

"میں اپنے سب سے پیارے اور لاڈلے پوتے کا انتظار کروں گی۔ "

بلقیس بیگم بھی اُسے اجازت دیتیں محبت سے گویا ہوئی تھیں۔ اُنہیں وہ بالکل اپنے دادا کی کاپی لگا تھا۔ اپنے ارادوں کا اٹل اور مضبوط۔ نہ کسی سے ڈرنے والا۔ نہ کسی کے آگے جھکنے والا۔

نضال اُن کی بات پر مسکراتا ہولے سے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔ چوہدری حشمت سمیت سب لوگ خاموشی سے اُن کی باتیں سن رہے تھے۔ نضال نے بلقیس بیگم کے علاوہ کسی سے ملنا تو دور اُن کی جانب دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔

"کیا لے جاسکتا ہوں اپنی بیوی کو۔ "

نضال نے اُن سے اجازت چاہی تھی۔ جس پر اُنہوں نے محبت پاش نظروں سے آبرو کی جانب دیکھتے اُسے اجازت دے دی تھی۔

آبرو نے خاموش نظروں سے نضال کو اپنے قریب آتے دیکھا تھا۔ اُس نے ثمن کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

"آپی۔۔۔ "

آبرو کے لب ہولے سے پھڑپھڑائے تھے۔ ثمن بمشکل سن پائی تھی۔

"تم میری بہن کو ٹھکرا چکے ہو پہلے۔ وہ اب تمہارے ساتھ نہیں آئے گی۔ "

ثمن آبرو کے آگے دیوار بن کر کھڑی ہوتی نضال کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی۔

"مجھے اُسے ساتھ لے جانے کے لیے اُس کی مرضی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بیوی ہے وہ میری، اُس سے زیادہ اُس پر حق رکھتا ہوں میں۔ "

نضال ثمن کو کلائی سے پکڑ کر سائیڈ پر کرتا آبرو کی جانب جھکا تھا۔ اُس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اُسے اپنے برابر کھڑا کیا تھا۔

بلقیس بیگم نے بے اختیار اُن دونوں کی نظر اُتاری تھی۔ وہ ایک ساتھ اُتنے ہی شاندار لگ رہے تھے۔ جتنا چوہدری ربنواز نے اُن کا نکاح کرتے تصور کیا تھا۔

نضال سب کے سامنے آبرو کا ہاتھ پکڑے اُسے وہاں سے نکال لایا تھا۔

آبرو کسی بے جان گڑیا کی طرح اُس کے ساتھ کھینچی چلی جارہی تھی۔ اِس ساری حقیقت کے بارے میں جان کر وہ جتنی خوش تھی۔ نضال کا سرد و سپاٹ ہر احساس سے عاری چہرا دیکھ اُس کی ساری خوشی ماند پڑ گئی تھی۔

وہ سمجھ گئی تھی نضال یہ سب دلی خواہش کے تحت نہیں بلکہ صرف ایک فرض اور فارمیلٹی کے لیے کررہا تھا۔ وہ اپنی بیوی کو کسی اور سے نکاح کرتا نہیں دیکھ پایا تھا۔ اِسی بات نے اُسے غصہ اور ضد دلا کر یہاں پہنچا دیا تھا۔

@@@@@@@@

"امی بھیا اب ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے کیا؟ اُنہیں ہماری یاد نہیں آئے گی۔ مگر وہ تو بہت امیر ہیں، بہت بڑے خاندان سے تعلق ہے اُن کا اب،وہ بھلا اب ہمارے بارے میں کیوں سوچیں گے۔ "

اُجالا خود اذیت سے بولی تھی۔

وہ سب پہلے سے جانتی تھیں۔ کہ نضال اُن کا سگا بھائی نہیں ہے۔ مگر نہ اُن کے دل میں موجود محبت کم ہوئی تھی۔ نہ نضال نے کبھی اُن کو ایسا کچھ محسوس ہونے دیا تھا۔ لیکن نضال کے کہنے پر آج سعد نے آکر اُنہیں ساری حقیقت بتا دی تھی۔ تب سے حیدر صاحب سے لے کر اُجالا تک گھر کے ہر فرد کا یہی حال تھا۔ نضال جیسے بیٹے اور بھائی کو کھو دینے کے خوف سے آنکھوں سے آنسو خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"اُجالا نضال کو بھی تو حق ہے نا، اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہنے کا۔ جو اُس کے حقیقی رشتے ہیں۔ ہم اِسی بات پر اللہ کے شکر گزار ہیں کہ اُس نے کچھ وقت کے لیے ہی سہی مگر ہمیں نضال جیسے بیٹے کی نعمت سے نوازا۔ تم نضال کے سامنے کوئی ایسی بات نہیں کرو گی۔ "

حیدر صاحب نے دل پر پتھر رکھتے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔ خود کو بہت مضبوط ظاہر کرنے کے باوجود اُن کی آنکھوں سے آنسو گرا تھا۔

کب سے یہ سارا سوگ خاموشی سے دیکھتے سعد کا صبر جواب دے گیا تھا۔

"نضال نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ اُس کی فیملی واقعی بہت ایموشنل ہے۔ اُس نے صاف لفظوں میں کہا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔ یہ ساری حقیقت وہ خود آکر بتاتا آپ کو۔ مگر اُس کا وہاں جاکر نکاح رکوانا زیادہ ضروری تھا۔ وہ اپنی حویلی نہیں لوٹے گا۔ بلکہ اپنی بیوی کو لے کر سیدھا یہاں اپنی فیملی کے پاس آئے گا۔ جو اُس کے دل کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

مگر گھر کی بہو کا آپ لوگ کیا ایسا استقبال کریں گے۔ "

سعد کی بات پر سب نے خوشگوار حیرت سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"سعد بھائی آپ بہت بُرے ہیں۔ یہ بات آپ پہلے نہیں بتاسکتے تھے، ہم سب کی تو جان نکال دی تھی آپ نے۔ "

اُجالا کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔ اُس کی ویران ہوتی آنکھوں میں ایک بار پھر روشنیاں سی بھر گئی تھیں۔

"میں کیا کرتا، میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی آپ لوگ ایموشنل ہو گئے۔ نضال کا میسیج آیا ہے۔ وہ اپنی بیوی کو لے کر آرہا ہے۔ "

سعد کی بات پر اُن سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

"یا ہو۔۔۔نضال بھائی واقعی بیسٹ ہیں۔ میری ہر خواہش پوری کرتے ہیں وہ۔ میں آبرو آپی کو ہی بھابھی کے رُوپ میں دیکھتی تھی اُن کے ساتھ۔ دونوں ہی ایک جیسے شاندار بالکل پرفیکٹ ہیں ایک دوسرے کے لیے۔ "

اُجالا خوشی سے چہکتے ہوئے بولی تھی۔ گھر کا سوگوار ماحول ایکدم خوشیوں میں بدل چکا تھا۔

حیدر صاحب اور نجمہ بیگم بھی دل سے مسکرائے تھے۔ نضال اُنہیں ہمیشہ سے اپنے سگے ماں باپ سمجھتا آیا تھا۔ اور آج ثابت بھی کرگیا تھا۔ کہ اُس کے لیے اُن سے آگے کوئی نہیں تھا۔

"وہ لگتا ہے بھیا آگئے۔ "

دروازہ ناک ہونے کی آواز پر اُجالا سمیت سب ایکسائیٹڈ ہوئے تھے۔ اُجالا نے جلدی سے جاکر دروازہ کھولا تھا۔ سامنے موجود نضال اور آبرو کو دیکھ اُس کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی۔

نضال آبرو کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوا تھا۔ اپنے سب گھر والوں کے خوشی سے جگمگاتے چہرے دیکھ وہ پُرسکون ہوا تھا۔

آبرو نے نظریں اُٹھا کر نضال کی جانب دیکھا تھا۔ پورے راستے اُس نے آبرو سے ایک لفظ تک نہیں کہا تھا۔ اُس کی اِس قدر سرد مہری آبرو سے بھی برداشت نہیں ہوپائی تھی۔

اگر وہ اُسے اپنی بیوی کے رُوپ میں دیکھ کر خوش نہیں تھا۔ تو رخصتی کا یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

آبرو کا موڈ بہت سخت خراب تھا۔ مگر نجمہ بیگم اور باقی سب نے جس طرح محبت سے اُس کا ویلکم کیا تھا۔ اُس کا موڈ کافی حد تک بحال ہوا تھا۔

نضال اُسے اُنہی کے حوالے کرتا بالکل لاپرواہ بنتا خود سعد اور حیدر صاحب کے ساتھ ڈرائنگ روم میں جا بیٹھا تھا۔

"بھابھی آپ بہت تھک گئی ہونگی۔ آئیں میں آپ کو روم میں چھوڑ آؤں۔ "

نجمہ بیگم کے کہنے پر فریحہ اُسے لیے نضال کے روم کی جانب بڑھی تھی۔ آبرو اِس وقت بالکل خاموش تھی۔ جو کچھ بھی آج ہوا تھا۔ اُسے ایکسپٹ کرنے میں اُسے ٹائم لگ رہا تھا۔ اُوپر سے نضال کا بے لچک رویہ اُسے مزید ہرٹ کررہا تھا۔

"معذرت چاہتی ہوں۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک پتا چلا ہمیں کہ آپ کے شایانِ شان کچھ کر ہی نہیں پائے ہم۔ مگر بہت جلد آپ کی شادی کو بہت اچھے سے سیلیبریٹ کریں گے۔ "

فریحہ نفاست سے سیٹ کمرے پر نظر دوڑاتی شرمندگی بھرے لہجے میں بولی تھی۔ بیڈ پر سیج کا تصور تو دور کسی پھول کا نام ونشان تک نے تھا۔

آبرو نے اُسے کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فریحہ روم سے نکل گئی تھی۔ اُس کے جاتے ہی آبرو نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے پر ڈالی تھی۔

اُس کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھری تھی۔

جس شخص کی خواہش کررہی تھی۔ وہ پہلے سے اُس کا تھا۔ یہ سوچ کتنی انوکھی اور خوبصورت تھی۔ آبرو اتنے دنوں بہت دل سے مسکرائی تھی۔

مگر وہ جانتی تھی اُس کی یہ خوشی ادھوری تھی ابھی۔ نضال کی زندگی میں وہ زبردستی شامل ہوئی تھی۔ یہ بچپن کے نکاح کا طوق تھا۔ جسے نضال نے نہ چاہتے ہوئے اپنے گلے میں باندھ لیا تھا۔ ورنہ وہ تو پہلے ہی اُسے ٹھکرا چکا تھا۔

اِنہیں سوچوں کے واپس دماغ میں ڈیرا ڈالتے آبرو کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔ اُس نے ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی تھی۔ اُس کی شادی اتنے خوشگوار ماحول میں بالکل بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ وہ یوں سج سنور کر اپنے شوہر کے اندر آنے کا انتظار کرتی۔

آبرو نے متلاشی نظریں اِدھر اُدھر دوڑائی تھیں۔ جب اُسے سائیڈ ٹیبل پر اپنا بیگ رکھا نظر آیا تھا۔ جلد بازی میں ثمن نے اُس کے لیے تھوڑے بہت آرام دہ کپڑے رکھ دیئے تھے۔ جس میں سے ایک سادہ سا پنک کلر کا سوٹ نکالتے آبرو واش روم کی جانب بڑھی تھی۔ اچھے سے شاور لے کر فریش ہونے کے بعد وہ واپس روم میں داخل ہوئی تھی۔ جہاں کی خاموشی بتا رہی تھی۔ کہ نضال ابھی تک روم میں نہیں آیا۔

آبرو یہ دیکھ کر ریلیکس ہوئی تھی۔ اُس میں فلحال نضال کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں تھا۔ جس شخص کے سامنے ایک باس کی حیثیت سے بھی اُس کا کانفیڈنس ڈگمگا جاتا تھا۔ اُس کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے ایک ہی روم میں رہنے کا سوچتے آبرو کے دل کی حیرت غیر ہوئی تھی۔

اُسے اِس وقت اِس اکورڈ سچویشن سے فرار اختیار کرنا زیادہ بہتر لگا تھا۔ وہ اپنے گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹتی جلدی سے بیڈ کی جانب بڑھی تھی۔ ایک سائیڈ پر بالکل کنارے پر لیٹتے اُس نے نضال کا بیڈ پر پڑا کمبل سر سے پیر تک اچھی طرح لپیٹ لیا

تھا۔ وہ ایسے ظاہر کررہی تھی۔ جیسے وہ سو چکی ہو۔ جبکہ درحقیقت نیند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

ابھی اُسے لیٹے کچھ دیر ہی گزری تھی۔ جب دروازہ کھلنے اور بھاری قدموں کی چاپ پر اُس کی سانس حلق میں اٹکی تھی۔ وہ خود کو جتنا بھی مضبوط اور بے حس ظاہر کرتی یہ سچ تھا کہ نضال حیدر کے سامنے آبرو شاہنواز اُس کی محبت میں ڈوبی ایک دیوانی کمزور سی لڑکی تھی۔ جسے نضال حیدر کی چھوٹی سے چھوٹی بات اور عمل سے بہت فرق پڑتا تھا۔

نضال نے ایک بھرپور نظر اپنے بیڈ پر کمبل میں ملبوس اُس نازک وجود پر پڑی تھی۔ کمرے کا ماحول اُس کی سوچ کے عین مطابق تھا۔ اُسے یہ دیکھ کر زیادہ فرق نہیں پڑا تھا۔

بوجھل سانس ہوا میں خارج کرتا وہ واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

★★★★★★★★★

"بہت غلط ہوا ہے یہ سب ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ بادشاہت یہ عیش و آرام ۔۔۔۔۔سب کچھ ختم ہوجائے گا۔ آخر میں اتنی بڑی لاپرواہی کیسے کرسکتا ہوں۔ بنا نضال کی لاش دیکھے کیسے یقین کرلیا میں نے کہ ربنواز کا آخری وارث بھی مرچکا ہے۔ ابھی تو وہ کل کی لڑکیاں ہینڈل نہیں ہوپارہی تھیں۔ کہ یہ نئی مصیبت نازل ہوگئی۔ اُس لڑکے کے تیور یہی بتا رہے تھے۔ کہ وہ ہمارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ "

چوہدری حشمت حویلی واپس آچکے تھے۔ مگر اب اُن کی کسی پل چین نہیں مل رہا تھا۔ نضال کی اچانک آمد نے اُن کا سکون غارت کردیا تھا۔

جب سے وہ لوٹے تھے .بے چینی کی کیفیت میں مسلسل کمرے میں ٹہل رہے تھے۔

اُن کے پاس بیٹھے دلاور اور زلیخہ بیگم کی حالت بھی اُن سے کچھ کم خراب نہیں تھی۔ نضال نے آتے ساتھ ہی اُن کے سارے پلان چوپٹ کردیئے تھے۔

"یہ سب کچھ اُس دوٹکے کے ملازم رحمان علی اور اُس کے بیٹے کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں آج ہی ختم کردوں گا۔ چھوڑوں گا نہیں اُن دونوں کو۔ "

دلاور غصے سے بپھرا باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جیت کے اتنے قریب آکر اُسے بُری طرح شکستِ فاش کیا گیا تھا۔ اِس بات نے اُس کے اندر آگ بھڑکا رکھی تھی۔ اُس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ نضال حیدر سمیت اُس کے اُن دونوں خیر خواہوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

آبرو تو اُس کے ہاتھ سے گئی ہی تھی۔ ساتھ میں ساری دھن دولت بھی نکلنے والی تھی۔

"رُک جاؤ دلاور۔ پاگل ہوگئے ہو کیا۔ ایسی کوئی حماقت کرکے میرے لیے مزید مصیبت کھڑی مت کرنا۔ "

چوہدری حشمت کی دھاڑ پر دلاور کے قدم وہیں ساکت ہوئے تھے۔

"تو اِس کا مطلب آپ چاہتے ہیں۔ میں چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہوں۔ اور وہ نضال میرے سر پر آ بیٹھے۔"

دلاور کے اندر آگ دہک رہی تھی۔

"اِس وقت ہمارا خاموش تماشائی بننا ہی سب سے بہتر ہے۔ اِسی میں ہمارا فائدہ بھی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں، بوا جی کہ اتنے کہنے کے باوجود نضال یہاں نہیں آیا۔ وہ اتنی جلدی اپنے اُس غریب خاندان کو چھوڑ کر کبھی نہیں آئے گا۔ ابھی کچھ وقت ہے ہمارے پاس تحمل سے سوچ کر کوئی پلان ترتیب دینے کا۔لیکن اگر ہم نے کوئی اُلٹی سیدھی حرکت کردی تو اِس بار بوا جی بھی نہیں بخشیں گی ہمیں۔"

چوہدری حشمت کی بات دلاور کو بالکل ٹھیک لگی تھی۔ جذباتی پن سے کام لیتے وہ نقصان ہی اُٹھاتا۔ اُسے اب ٹھنڈے دماغ سے سوچنا تھا کہ وہ آبرو اور اِس ساری جائیداد کو نضال سے کیسے چھین سکتا تھا۔ نضال سے ابھی اُس کا پچھلا اُدھار بھی رہتا

تھا۔ زندگی میں پہلی بار کسی نے اُس پر ہاتھ اُٹھایا تھا۔ جو وہ اُس وقت تک فراموش نہیں کر سکتا جب تک نضال سے اُس کا انتقام نہ لے لے۔

★★★★★★★★★

نضال چینج کرکے باہر آتے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ آبرو کی جانب دیکھ وہ اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ کہ وہ سو رہی ہے یا صرف ایسا ظاہر کررہی ہے۔

الماری سے دوسرا کمبل نکالتے وہ بیڈ کی دوسری سائیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ آبرو جس طرح بالکل کنارے پر پڑی تھی۔ نضال کو یہی لگ تھا۔ وہ زرا سا ہلنے پر نیچے گر جائے گی۔ مگر اِس وقت وہ اُسے چھیڑ کر اُس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اِس لیے خاموشی سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا اپنی جگہ پر نیم دراز ہوا تھا۔

آبرو اتنے دنوں سے زہنی ٹنشن کا شکار ہونے کی وجہ سے سو نہیں پائی تھی۔ آج دماغ کو زرا سا سکون ملتے ہی وہ نیند کی مہربان آغوش میں کب اُتر گئی تھی۔ اُسے بالکل بھی پتا نہیں چلا تھا۔

نضال نے سائیڈ دراز میں رکھا وہ فوٹو فریم نکالا تھا۔ جسے بچپن سے لے کر اب تک وہ اپنے سینے سے لگا کر سوتا آیا تھا۔ اُس کے دل میں یہ اُمید قائم تھی کہ ایک دن وہ اپنے ماں باپ سے ضرور ملے گا۔ مگر آج اُن کے ہمیشہ کے لیے دور جانے کا سن کر وہ ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔ اُس نے اتنے ٹائم تک سب کے سامنے اتنا مضبوط اور پرسکون کیسے ظاہر کیے رکھا تھا یہ وہی جانتا تھا۔ اُس کا دل اپنے ماں باپ کی ایسی موت پر خون کے آنسو رو رہا تھا۔

اُس کے چچا نے اُن کا ہنستا بستا گھر اُجاڑ کر رکھ دیا تھا۔ سب سے بڑا ستم یہ تھا۔ کہ وہ اُن سے اِس ظلم کا بدلہ بھی نہیں لے سکتا تھا۔

نضال کی آنکھیں لہو رنگ ہوچکی تھیں۔ نجانے کتنے گھنٹے گزر گئے تھے اُسے ایسے ہی لیٹے۔ اُس کی نیند جیسے آنکھوں سے رُوٹھ چکی تھی۔ اُس کا دکھ بہت بڑا تھا۔ زندگی نے اُسے عجیب دوڑاہے پر لاکھڑا کیا تھا۔ نہ وہ اپنی اِس فیملی کو چھوڑ سکتا تھا۔ نہ ہی اپنی حویلی اور اپنے دادا کو۔ جنہیں اِس وقت اُس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

نضال فوٹو پر لب رکھتا واپس دراز میں رکھنے ہی والا تھا .جب اُس کی نظر تصویر میں موجود اُس چھوٹی سی گڑیا پر پڑی تھی۔ جو وہاں بھی ویسے ہی ناراضگی سے منہ پھلائے کھڑی تھی۔ جیسے رخصتی سے واپس گھر آتے پورا ٹائم اُس کے تاثرات رہے تھے۔

نضال اِس بات سے انکار نہیں کرپایا تھا۔ کہ وہ آج بھی اُتنی ہی کیوٹ تھی۔ جتنی وہ بچپن میں تھی۔ مگر اِس کے علاوہ ہر چیز بدل گئی تھی۔

نضال کو جیسی جیون ساتھی کی خواہش تھی۔ آبرو اُس سے بالکل آپوزٹ تھی۔ نضال کو سب سے بڑا اختلاف اُس کی ڈریسنگ پر تھا۔ جس طرح اُس کے رعنائیاں بکھیرتے ہوش رُبا وجود پر غیر مردوں کی نظر پڑتی تھی۔ نضال کے لیے یہ سب برداشت سے باہر تھا۔

اب تک ایسا ہوا تھا کیونکہ وہ اِس بات سے انجان تھا کہ آبرو اُس کی بیوی ہے۔ مگر اب آگے ایسا نہیں ہونا تھا۔

نضال کے ماتھے پر اُس کی سوچ کے ساتھ بل نمایاں ہوئے تھے۔ وہ یہ سب سوچنے کے ساتھ کمبل میں لپٹی آبرو کو گھورے جارہا تھا۔ جب اچانک آبرو زرا سی ہلی تھی۔ اُس نے شاید کروٹ بدلنی چاہی تھی۔ نیند میں وہ اندازہ نہیں کرپائی تھی۔ کہ وہ بیڈ کے آخری کنارے پر پہنچی ہوئی ہے۔

وہ کروٹ بدلنے کے چکر میں منہ کے بل نیچے گرنے ہی والی تھی۔ جب نضال نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر اُسے تھامتے اپنی جانب کھنچا تھا۔ اگلے ہی لمحے آبرو اپنے پورے وزن کے ساتھ اُس کے اُوپر تھی۔ اُس کے چہرے سے کمبل ہٹ چکا تھا۔ اور نیم گیلے بال ٹاول سے نکل کر نضال کے سینے پر بکھرے تھے۔

آبرو کی نیند ہمیشہ بہت گہری ہوتی تھی۔ وہ اِس وقت بِھی آنکھیں کھولنے کے بعد بنا سچویشن سمجھے پرسکون سی نضال کے سینے پر سر ٹکا گئی تھی۔

نضال کی نظر اُس کی گردن میں لپیٹے ٹاول پر پڑی تھی۔ جس سے شاید آبرو کی گردن میں کھنچاؤ ہورہا تھا۔ نضال اُس کے شفاف دودھیا سُرخیاں بکھیرتے دلفریب چہرے سے

نظر ہٹاتے اُس کی کمر میں بازو حمائل کرتے نرمی سے اُسے بیڈ پر لٹانے لگا تھا۔ اُس نے کروٹ بدلتے آبرو کا سر تکیہ پر رکھا تھا۔ اُس کا ایک ہاتھ آبرو کی کمر کے نیچے دبا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ بہت احتیاط کے ساتھ اُس پر کروٹ کے بل ہلکا سا جھکا گردن سے ٹاول نکالنے لگا تھا۔

آبرو کی نیند میں پہلے ہی خلل آچکا تھا۔ اُوپر سے اُس کے ہاتھ کا لمس اپنی کمر اور گردن کو چھوتی اُنگلیوں نے اُس کا زہن پوری طرح بیدار کردیا تھا۔ اُس کی دھڑکنیں بُری طرح سے منتشر ہوئی تھیں۔

نضال نے بہت غور سے اُس کی لرزتی پلکوں کا رقص دیکھا تھا۔

آبرو نے اُسے پوری طرح خود پر حاوی دیکھ گھبرا کر آنکھیں کھول دی تھیں۔ نضال کو اپنے اتنے قریب خود پرجھکا دیکھ اُس کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔

نضال جس کے لیے یہ سب پہلے ہی آسان نہیں تھا۔ اب اُس کی جھیل سی گہری آنکھیں حیرت اور بے یقینی سے اپنی جانب اُٹھی دیکھ نضال کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔

"تمہاری گردن کے گرد ٹاول پھنسا ہوا تھا۔ وہی نکال رہا تھا۔ "

نضال نے اُس پر واضح کیا تھا کہ وہ کس مقصد کے لیے اُس کے قریب آیا ہے۔

"وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اچھے سے جانتی ہوں آپ کو مجھ میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ "

آبرو کو اُس کا لہجہ توہین آمیز لگا تھا۔ اِس لیے وہ بھی طنزیا لہجے میں بولتی اُس کا ہاتھ اپنی گردن سے دور جھٹک گئی تھی۔

نضال نے اُس کی اِس حرکت پر غصے سے گھورا تھا اُسے۔ دھتکارا جانا اُن دونوں کی ہی سب سے بڑی کمزوری تھی۔

"تم مجھے اپنے قریب آنے سے نہیں روک سکتی۔ انٹرسٹ ہو یا نہ ہو۔ تم میری بیوی ہو اب۔ میں جب چاہو تمہارے قریب آسکتا ہو۔ تمہیں چھو سکتا ہوں۔"

نضال نے اُس کی اِس حرکت پر ناگواری کا اظہار کرتے اپنا حق واضح کیا تھا۔

"میں روک سکتی ہوں۔ میری مرضی کے بغیر آپ میرے قریب نہیں آسکتے۔ میں ایسا کوئی حق نہیں دیتی آپ کو۔ مجھے یہاں کی کمزور عورتوں کی طرح ٹریٹ کرنے کی کوشش مت کیجئے گا۔ جو آپ کے غصے سے دھمکانے کی وجہ سے دب جائے گی۔ میں یہ سب برداشت نہیں کروں گی۔"

آبرو پہلے ہی اُس کے رویے کی وجہ سے کافی غصہ میں تھی۔ موقع ملتے ہی اُس نے اپنی ساری بھڑاس نکالنی چاہی تھی۔

اُس نے ایک بار پھر نضال کا ہاتھ جھٹکتے وہاں سے اُٹھنا چاہا تھا۔ مگر اب کی بار نضال اُس کی حرکت اور الفاظ برداشت نہیں کرپایا تھا۔

اُس نے بیڈ سے اُٹھتی آبرو کو کلائی سے دبوچ کر واپس اپنے قریب پٹخہ تھا۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو آبرو شاہنواز۔ میرے سامنے یہ نخرے نہیں چلیں گے۔"

اُس کی گردن سے ٹاول نکالتے نضال نے دور اُچھالا تھا۔ وہ پہلے ہی زہنی اذیت کا شکار تھا۔ اُوپر سے یہ لڑکی مزید اُس کے ضبط کا امتحان لیے جارہی تھی۔

"مجھے آپ کو کوئی نخرے دیکھانے کا شوق ہے بھی نہیں۔ دور رہیں مجھ سے۔"

آبرو آنکھوں میں اُتر آئی نمی کو چھپانے کی کوشش کرتی پلکیں جھکا گئی تھی۔

اُس کی کمزور پڑتی آواز پر نضال فوراً اُس سے دور ہوا تھا۔ آبرو کے لیے اِس وقت یہ کسی غنیمت سے کم نہیں تھا۔ وہ جلدی سے بیڈ سے اُٹھی تھی۔

مگر اگلے ہی پل اُس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔ اُس کے بال نضال کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ اُس کے یوں جلدی سے اُٹھنے کی وجہ سے بالوں میں زور دار کھنچاؤ آیا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔"

نضال اُسے اِس طرح درد سے بلبلاتا دیکھ اپنی جگہ پر لیٹے لیٹے پوچھنے لگا تھا۔ اُس کے سر پر رکھے ہاتھ سے وہ یکسر انجان بن گیا تھا۔

"میرے بال آپ کے نیچے ہیں۔ ہٹیں اُوپر سے۔۔۔۔ "

آبرو اُس کے انداز پر تپ کر بولی تھی۔

"تم تو کمزور لڑکی نہیں ہو نا۔ میرا مقابلہ کرسکتی ہو۔ تو نکال لو اپنے بال بھی۔ "

نضال کو اُس کا لال غصے سے تمتماتا چہرا دیکھ بہت مزا آرہا تھا۔ کچھ دیر پہلے کا طبیعت پر چھایا اضطراب اب چھٹنے لگا تھا۔ اِس لیے وہ اُسے مزید زچ کرتے اپنی جگہ پر مزید پھیل کر لیٹ گیا تھا۔

اُسے اب تک آبرو میں اُس کی یہ گھنی لمبی زلفیں بہت پسند آئی تھیں۔ جنہیں چھونے کی خواہش نے دل میں انگڑائی لی تھی۔ مگر وہ اپنے دل کو بُری طرح سرزنش کرتا اِس بات کو دبا گیا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ ہٹیں میرے بالوں سے، مجھے درد ہورہا ہے۔ "

آبرو دانت پیستے چہرا اُس کی جانب موڑتی غصے سے بولی تھی۔ مگر نضال آنکھیں موندے سکون سے پڑا رہا تھا۔ آبرو زیادہ دیر اُس کے وجیہہ چہرے کی جانب نہیں دیکھ پائی تھی۔ اُس کا دل زور سے دھڑک اُٹھا تھا۔

اُس نے اپنے بالوں کو پکڑ کر نضال کے نیچے سے کھینچنا چاہا تھا۔ جب نضال اِس بات سے انجان عین اُسی وقت آنکھیں کھولتا زرا سا اُوپر ہوتا اُس کے بال آزاد کرگیا تھا۔ پوری قوت سے اپنے بال نکالنے کی کوشش کرتی آبرو توازن برقرار نہ رکھ پاتی۔ سیدھی اُس کے اُوپر جاگری تھی۔

آبرو کے ملائم ہونٹوں کا لمس نضال کو اپنے گال پر محسوس ہوا تھا۔

لمحے بھر کو دونوں اپنی جگہ پر ساکت ہوئے تھے۔ نضال کے اِس قدر قریب آجانے پر آبرو کی حالت غیر ہوئی تھی۔

وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا تیر کی تیزی سے اُٹھی تھی۔ نضال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اُبھر کر معدوم ہوئی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے نجانے کیا کیا دعوے کرنے

والی زرا سی نزدیکی پر گھبراہٹ کے مارے بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ چکی تھی۔

★★★★★★★★★

"اُجالا زرا دروازے پر دیکھو۔ یہ اتنی صبح صبح کون آگیا۔ "

نجمہ بیگم جو فجر کی نماز کے بعد اپنے وظائف میں مصروف ہوجاتی تھیں۔ دروازے پر ہوتی دستک پر اُنہوں نے اُجالا کو آواز دی تھی۔ وہ تینوں بہنیں صبح صبح ہی کچن میں گھسی اپنے بھائی بھابھی کے لیے سپیشل ناشتہ تیار کررہی تھیں۔ کیونکہ آبرو نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔

"جی آپ کون؟ کس سے ملنا ہے آپ کو؟ "

اُجالا نے اِس سے پہلے ثمن کو نہیں دیکھا تھا اِس لیے پہچان نہیں پائی تھی۔

"آبرو کہاں ہے۔۔۔۔آبرو سے ملنا ہے مجھے۔ بڑی بہن ہوں میں اُس کی۔ "

ثمن اُن کے چھوٹے سے گھر کو ناک چڑھا کر دیکھتی نخوت سے بولی تھی۔ اُجالا کو وہ پہلی نظر میں ہی بہت بُری لگی تھی۔ مگر آبرو کی بہن ہونے کی وجہ سے مجبوراً اُسے عزت کے ساتھ اندر آنا پڑا تھا۔

"امی یہ آبرو بھابھی کی بہن ہیں۔ اُن سے ملنے آئی ہیں "

اُجالا نے منہ چڑھاتے اُس کا تعارف کروایا تھا۔

"آپ آبرو کو بلوا دیں جلدی۔۔۔۔ "

ثمن اُجالا کو پلٹتا دیکھ یاددہانی کرواتے بولی تھی۔

"بھیا اور بھابھی تو سو رہیں ہیں ابھی۔ سوری میں اُن کو ڈسٹرب نہیں کرسکتی۔ آپ کو ویٹ کرنا پڑے گا اُن کے جاگنے تک۔ "

اُجالا اُس کو اُسی کے انداز میں ٹکا سا جواب دیتی واپس کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔

جبکہ ثمن نے یہ بات خود پر ضبط کرتے بہت مشکل سے ہضم کی تھی۔

★★★★★★★★★★

روم کا دروازہ زور دار آواز میں بند کرنے پر اُس کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ رات کو صوفے پر ہی سوئی تھی۔ بیڈ پر سونے کا خطرہ مول نہیں لیا تھا اُس نے۔

کھڑکی سے چھن کر آتی روشنی سے اُسے صبح ہوجانے کا اندازہ ہوا تھا۔ جاگ جانے کے باوجود وہ ابھی تک اُسی طرح اپنی جگہ پر لیٹی رہی تھی۔ جہاں تک اُسے یاد تھا وہ بنا کسی لحاف کے سوئی تھی۔ مگر اِس وقت اُس کے اُوپر کمبل موجود تھا۔ جو بھی تھا۔ لیکن نضال حیدر بہت کیئرنگ تھا آبرو اُس کی اِس نوازش پر مسکرائی تھی۔

اُس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھے دروازے سے اندر آتے نضال کی جانب دیکھا تھا۔ وائٹ قمیض شلوار میں ملبوس وائٹ جالی دار ٹوپی پہنے وہ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ آبرو کے دل کے تاڑ چھیڑ گیا تھا۔ اُس کے لیے اپنے دل کی کیفیت سمجھ سے باہر تھی۔ کبھی اِس شخص پر جی بھر کر غصہ کرنے پر دل کرتا تھا، کبھی اُس کے سرد سپاٹ توہین آمیز لہجے پر وہ دنیا کا سب سے زیادہ ناپسندیدہ انسان لگنے لگتا تھا، اور کبھی اُس پر اِس قدر بے پناہ پیار آتا تھا کہ بے اختیار اپنی محبت کا اظہار کرنے کو دل چاہتا تھا۔

اِس وقت بھی آبرو کے دل کی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی۔ نضال کو دیکھ کر وہ یہی اندازہ لگا پائی تھی کہ وہ ابھی ابھی مسجد سے نماز پڑھ کر آیا ہے۔

وہ آنکھوں پر بازو رکھے نیم وا آنکھوں سے اُس کا جائزہ لے رہی تھی۔ جب کسی احساس کے زیرِ اثر بیڈ کے قریب کھڑے ہوکر اپنا موبائل چیک کرتے نضال کی نظر اُس کی جانب اُٹھی تھی۔

آبرو نے لمحے کے ہزارویں حصے میں آنکھیں موند لی تھیں۔ مگر شاید نضال اُس کی چوری پکڑ چکا تھا۔

وہ بنا قدموں کی چاپ پیدا کیے اُس کے قریب آیا تھا۔ آبرو اُسی طرح خاموشی سے آنکھیں موندے پڑی رہی تھی۔ وہ اتنی دیر سے کوئی آہٹ محسوس نہ کرتے فیصلہ نہیں کر پارہی تھی۔

اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ نضال اُس کے سر پر آن پہنچا ہے۔

کافی دیر کی خاموشی کے بعد آبرو نے آنکھیں کھول کر متلاشی نظروں سے نضال کو ڈھونڈنا چاہا تھا۔ جب اپنے بے حد قریب اُس کی مسحور کن خوشبو محسوس کرتے اُس کے حواس معطل ہوئے تھے۔

"جیسے آپ مجھے خود کو چھونے کا حق نہیں دیتیں مسز آبرو شاہنواز ویسے ہی میں بھی آپ کو یوں استحقاق بھری نظروں سے خود کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ "

نضال کے سرد اور بے لچک الفاظ آبرو کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔ اُس کے اِس ہتک بھرے انداز پر آبرو کا دل چاہا تھا۔ اِس مغرور اور گھمنڈی شخص کا منہ توڑ دے۔ سمجھتا کیا تھا آخر یہ خود کو۔

نضال یہ بات کہہ کر رُکا نہیں تھا۔ اُس کی نیند کا ستیاناس کرتے اُس کی رات والی بات کا حساب بےباک کرتے مزے سے بیڈ پر نیم دراز ہوچکا تھا۔

آبرو غصے سے بل کھاتی اپنی جگہ سے اُٹھی تھی۔

اُسے نضال سے بھی زیادہ خود پر غصہ آرہا تھا۔

آخر اِس بے مروت اور بدلحاظ انسان کو اُس نے اپنی انسلٹ کرنے کا موقع دیا ہی کیوں تھا۔

نیند تو اُس کی ویسے ہی غارت ہوچکی تھی۔ گھڑی پر ٹائم دیکھتی وہ جلتی کڑھتی بیگ سے اپنے کپڑے لیتی واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔

اُس نے آسمانی رنگ کا شیفون کا بہت ہی سٹائلش سا فراک پہنا تھا۔ جس کے کناروں پر بوتیک سٹائل میں کام کیا گیا تھا۔ آبرو کے باقی ڈریسز کی طرح اِس کے ساتھ بھی دوپٹہ نہیں تھا۔ ہمیشہ وہ عادت کے باعث دوپٹے کے بغیر بھی کمفرٹیبل رہتی تھی۔ اِس لیے اِس وقت بھی اُسے زیادہ فرق نہیں پڑا تھا۔ بیگ میں موجود اکلوتی پنک لپسٹک ہونٹوں پر سجاتے، لمبے بالوں کو ڈھیلے ڈھالے جوڑے میں لپیٹتے وہ اب بالکل تیار تھی۔

ایک طائرانہ نگاہ مرر سے خود پر ڈالتے وہ اپنے ہینڈ بیگ سے موبائل نکالتی صوفے پر جابیٹھی تھی۔ ثمن کی پچاس سے اُوپر مسڈ کالز دیکھ وہ فکرمند ہوئی تھی۔ ساتھ بھی اتنی ہی تعداد میں مسیجز بھی آئے ہوئے تھے۔

آبرو اُس کے باہر موجود ہونے کا جان کر ایکسائٹڈ ہوتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

"رُک جائیں مسز آبرو۔۔۔۔۔آپ ایسے باہر نہیں جاسکتیں۔ "

نضال کی سرد آواز نے اُس کا دروازے کی جانب بڑھتا ہاتھ وہی روک دیا تھا۔ آبرو حیرت سے پلٹی تھی۔ جب نضال بیڈ سے اُٹھتا اُس کے مقابل آیا تھا۔

"کیوں اب کیا پرابلم ہے آپ کو۔ "

آبرو دانت پیستی تپ کر بولی تھی۔ وہ اُس کی ابھی تھوڑی دیر پہلے والی توہین نہیں بھولی تھی۔

"پرابلم مجھے نہیں اِس حلیے میں ہے۔ دوپٹے کے بغیر اِس روم سے نہیں نکل سکتیں آپ۔ "

نضال کے نئے حکم پر آبرو کی بھنویں تنی تھیں۔

"کیوں میں آپ کی بات کیوں مانوں۔ مجھے دوپٹے کی عادت نہیں ہے۔ نہ ہی آج تک کیا ہے میں نے۔"

آبرو اِس وقت اُس پر اتنے غصے میں تھی۔ کہ اُس کی بات کو سمجھے بنا ضدی لہجے میں بولی تھی۔

اُس کے انکار پر نضال کی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔

"کیونکہ میں آپ کا شوہر ہوں۔ میری غیرت کو کسی صورت گوارہ نہیں کہ میری بیوی بنا خود کو کور کیے باہر نکلے۔ اور کسی بھی غیر مرد کی نظر اُس پر پڑے۔ آج سے آپ سب کے سامنے میری بیوی کی حیثیت سے جانی جائیں گی۔ بیڈ روم میں آپ جیسے مرضی رہیں دوپٹہ کریں نہ کریں۔ سمپل سوٹ پہنیں یا اپنی اُن نائیٹز میں رہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ مگر اِس کمرے سے باہر نکلتے آپ کے پاس دوپٹہ ہونا لازم ہے۔"

نضال نے پہلی بار اُس سے کوئی بات ڈھنگ سے اور تفصیل سے کہی تھی۔ آبرو کو اُس کی بات کسی طرح بھی غلط نہیں لگی تھی۔

اُس نے بہت آرام سے اُس کے سامنے اپنا پوائنٹ رکھا تھا۔ اگر وہ یہ بات غصے یا ضد میں کہتا تو اُس نے ایک پرسنٹ بھی نہیں ماننا تھا۔ اندر کہیں اُس کا اپنے لیے یہ پروٹیکٹو انداز اچھا لگا تھا۔ وہ یہی تو چاہتی تھی۔ مگر یہ احساس دل میں کچھ پل کے لیے ہی رہا تھا۔ وہ اِس شخص کے حوالے سے کوئی خوش فہمیاں نہیں پالنا چاہتی تھی۔

"میرا پاس دوپٹہ نہیں ہے۔ "

آبرو نے بنا اُس کی جانب دیکھے جواب دیا تھا۔ نضال کی صبح والی بات کے بعد سے وہ اُسے دیکھنے سے صاف گریز برت رہی تھی۔ نضال نے یہ بات اچھے سے نوٹ کی تھی۔

"تو ارینج کریں۔ بنا دوپٹے کے باہر نہیں جاسکتیں آپ۔ یہ میرا فائنل فیصلہ ہے۔ "

نضال اُس کے سامنے ویسے ہی جما کھڑا رہا تھا۔

"باہر آپی آئی ہیں۔ مجھے اُن سے ملنا ہے۔ "

آبرو کہہ کر دروازے کی جانب پلٹی تھی۔ مگر اُس سے بھی پہلے نضال ہاتھ بڑھا کر دروازے کی کنڈی چڑھا چکا تھا۔

"آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ کیوں تنگ کر رہے ہیں مجھے۔۔۔۔ "

آبرو غصے سے بولتی واپس پلٹی تھی۔ مگر نضال اُس کے اتنے قریب کھڑا تھا۔ کہ اُس کی پیشانی سیدھی نضال کے سینے سے ٹکرائی تھی۔

"تنگ تو ابھی کیا ہے نہیں میں نے۔ "

نضال اُس کی پھولی سُرخ ناک کو نگاہوں کے حصار میں لیے گویا ہوا تھا۔

"آگے سے ہٹیں میرے ۔۔۔۔ "

آبرو غصے سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ بنا اُس کی جانب نگاہ کیے۔ اُسے سائیڈ پر ہونے کا بولی تھی۔

نضال خاموشی سے سائیڈ پر ہوا تھا۔

آبرو صوفے پر جاکر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھ گئی تھی۔ نضال اندازہ نہیں کر پایا تھا۔ وہ رو رہی ہے یا نہیں۔

اُس نے کال کرکے اُجالا کو اپنا کوئی دوپٹہ لانے کو کہا تھا۔ جب کچھ سیکنڈز بعد اُجالا اُس کی ہدایت کے مطابق دروازے پر آکر اُسے ایک بہت نفیس سے کام والا کریم کلر کا دوپٹہ دے گئی تھی۔

نضال دوپٹہ لیے اُس کی جانب بڑھا تھا۔ آبرو کے فراک پر کی گئی ایمرائیڈری دوپٹے کے رنگ سے میچ کررہی تھی۔

"آبرو۔۔۔"

نضال نے اُسے پکارا تھا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔

جب اگلے ہی لمحے نضال نے اُسے بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔

"آپ۔۔۔"

آبرو نے کچھ بولنا چاہا تھا۔ جب نضال نے اُس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے اُسے وہیں خاموش کروا دیا تھا۔

اُس نے خود ہی دوپٹہ اچھے سے اُس کے سر اور شانوں پر پھیلا دیا تھا۔ اُس کی پرشوق نگاہیں آبرو کے چہرے پر اٹک گئی تھیں۔

حسین تو وہ پہلے سے بہت تھی۔ مگر دوپٹے کے ہالے میں مقید اُس کا چہرا اِس وقت مزید پاکیزہ لگا تھا۔

اُس کی گہری نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتے آبرو کی پلکیں لرزی تھیں۔

"اب جاسکتی ہو تم۔ "

نضال کے مطابق اب وہ باہر جانے کے لیے بالکل تیار تھیں۔

آبرو ایک غصے بھری تیز نظر اُس پر ڈالتی باہر نکل گئی تھی۔ نضال اُس کے لال ٹماٹر چہرے کو دیکھ کر مسکراتا واپس بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

★★★★★★★★★

"آبرو میری جان کیسی ہو تم۔ "

ثمن آبرو کو دیکھ جلدی سے اُس کے قریب آئی تھی۔ اُس کے سر پر موجود دوپٹے کو اُس نے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی۔ یہ اُس دقیانوسی سوچ کے مالک نضال کی حرکت ہی ہوگی۔ ورنہ آبرو کو بھی اُس کی طرح ہمیشہ دوپٹے سے اُلجھن ہی ہوتی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپی۔ آپ کیسی ہیں۔ "

آبرو ثمن کے والہانہ پیار کا جواب دیتے محبت سے بولی تھی۔

"اپنی گڑیا کہ بغیر بھلا کیسی ہوسکتی ہوں میں۔ تمہیں اِبھی لینے آئی ہوں میں تمہارے بغیر گھر بالکل سونا سونا ہوگیا ہے۔ تم ابھی واپس چلو گی میرے ساتھ۔ "

ثمن اُس کا ہاتھ تھامے یہاں سے جانے کو تیار تھی۔ آبرو کے لیے اُس کا رویہ سمجھ سے باہر تھا۔ اُس نے نجمہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔ جو اپنے مخصوص نرم تاثرات لیے

اُسے دیکھ رہی تھیں۔ اُن دونوں بہنوں کو کھل کر بات کرنے کا موقع دینے کی خاطر وہ وہاں سے اُٹھ گئی تھیں۔

آبرو کو ثمن کے انداز پر عجیب سی شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔

"آپی آپ یہ کیسے بی ہیو کررہی ہیں۔ میں چلوں گی آپ کے ساتھ مگر اِس طرح نہیں۔ ابھی کل ہی تو میری رخصتی ہوئی ہے میری۔ "

آبرو نے ثمن کو اُس کے رویے کا احساس دلایا تھا۔

"میں نہ ہی اِس نکاح کو مانتی ہوں اور نہ اِس رخصتی کو۔ یہ سب خامدام والے مل کر ہماری جائیداد ہتھیانہ چاہتے ہیں۔ ہم دونوں کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ باقی سب کے ساتھ اب اِن کے ساتھ نضال بھی شامل ہوچکا ہے۔ بچپن کے بنے رشتے کو نہیں مانتی میں۔ نہ ہی بابا نے مجھے اِس حوالے سے کچھ بتایا تھا۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو وہ اتنی بڑی بات مجھے ضرور بتاتے۔ اگر پھر سب کے کے مطابق اگر نکاح ہوا ہے تو طلاق لے لو تم نضال سے۔ یہی میرا فیصلہ ہے۔ "

آبرو شاک کی کیفیت میں اپنی بڑی بہن کے منہ سے نکلے الفاظ سن رہی تھی۔

"آپی یہ آپ۔۔۔۔۔ "

آبرو سے بولنا محال ہوا تھا۔

"آبرو تمہیں ڈیسائیڈ کرنا ہوگا۔ تمہارے لیے تمہاری بہن اہم ہے یا تمہارا شوہر۔۔۔۔اگر تم میرے بغیر اپنی آگے کی زندگی ہنسی خوشی گزار سکتی ہو۔ تو میں آج ہی تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر احمر کے پاس چلی جاؤں گی۔ اور کبھی تمہیں اپنی شکل نہیں دیکھاؤں گی۔ "

ثمن نے آبرو کو ایموشنلی بلیک میل کرنا چاہا تھا۔ آبرو جس کی زندگی ہمیشہ سے اپنی بہن کے گرد ہی محور رہی تھی۔ اُس کی اتنی بڑی بات نے اُسے شدید صدمے سے دوچار کیا تھا۔

"آپی یہ کیا بول رہی ہیں آپ۔ آپ جانتی ہیں آپ سے زیادہ اہم میرے لیے کوئی نہیں ہے۔ آپ کو میں کسی کی خاطر نہیں چھوڑ سکتی۔ پلیز ایسی باتیں مت کریں۔ "

آبرو نے ثمن کے دونوں ہاتھ تھام کر اُس کی یہ اِن سکیورٹی ختم کرنے کے لیے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔ جبکہ حقیقت اِس کے برعکس تھی۔ جسے دروازے میں کھڑا شخص سمجھ نہیں پایا تھا۔ نضال جو ثمن کی ساری باتیں سننے کے بعد آبرو کے جواب کا منتظر تھا۔

آبرو کے جواب نے اُس کے دل میں موجود خوش فہمی کی آخری گرہ بھی کھول دی تھی۔ وہ اُس کی سوچ جان کر مزید بدگمان ہوتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔

آبرو کو دروازے پر کسی کا سایہ معلوم ہوا تھا۔ اُسے لگا تھا شاید کسی نے اُس کی ادھوری بات سن لی ہے۔ مگر باہر دیکھنے پر وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ وہ اِسے اپنا وہم سمجھتی واپس ثمن کے پاس آن بیٹھی تھی۔

"میں جانتی تھی۔ میری بہن کے لیے سب سے اہم میں ہی ہونگی۔ تم چلو میرے ساتھ۔ "

ثمن اُسے لیے جانے کے لیے اُٹھی تھی۔

"آپی ایک منٹ یہاں بیٹھیں۔۔۔۔ "

آبرو نے اُسے واپس صوفے پر بیٹھایا تھا۔

"میں آؤں گی آج ہی آؤں گی۔ مگر اِس طرح نہیں۔ مجھے ایک بار نضال سے بات کرنی ہے۔ پلیز آپ کو میری بات سمجھنی ہو گی۔ "

آبرو اُس کو نرمی سے سمجھاتے بولی تھی۔

جس پر ناچار ثمن کو اُس کی بات ماننی پڑی تھی۔ وہ آبرو سے ضد کر کے اور مزید دباؤ ڈال کر اُسے خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اِس لیے اُسے آج ہی واپس آنے کا وعدہ لیتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

آبرو دونوں ہاتھوں میں سر گرائے وہیں بیٹھ گئی تھی۔ اُس کے لیے ایک مشکل ختم ہوئی تھی۔ تو دوسری شروع ہو چکی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی اُس کی بہن ایسا کیوں چاہ رہی تھی۔ بلکہ آج تک وہ اپنی بہن کو سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔

"بھابھی آپ یہاں بیٹھی ہیں اور میں آپ کو روم میں ڈھونڈ رہی تھی۔ ہم سب نے مل کر آپ کے لیے بہت زبردست سا ناشتہ تیار کیا ہے۔ اتنا شاندار ناشتہ آپ نے آج تک نہیں کیا ہوگا۔"

اُجالا اُس کی ایک بھی سنے بغیر اُس کا ہاتھ تھامتی ڈائینگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جہاں گھر کے سب افراد موجود تھے سوائے نضال کے۔

"کیا ہوا تمہارا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔ بھائی کو بلانے بھیجا تھا تمہیں۔"

اُجالا آبرو کے لیے نضال کے مقابل والی چیئر کا انتخاب کرتی انعم سے مخاطب ہوئی تھی۔

"بھائی آفس چلے گئے ہیں۔"

انعم نے منہ پھلاتے جواب دیا تھا۔ جس پر باقی سب کا بھی جوش کچھ حد تک ماند پڑا تھا۔

"بھائی کو زرا واپس آنے دو۔ اُن سے اِس گستاخی کا بھاری جرمانہ وصول کریں گے۔ بھابھی آپ یہ حلیم ٹیسٹ کرکے بتائیں کیسی بنی ہے۔ آپ کی اِس پیاری سی نند نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنائی ہے۔ ''

اُجالا کے چہکتے انداز پر سب مسکراتے اُس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

جبکہ آبرو کھل کر مسکرا بھی نہ سکی تھی۔ اُس کی چھٹی حس اُسے کچھ غلط ہونے کا الارم دے رہی تھی۔ اُسے اپنا وہم اب سچ ہوتا محسوس ہورہا تھا۔ نضال اُس کی باتیں سن چکا تھا۔

آبرو کے دل میں گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔ اُن کا رشتہ پہلے ہی بہت نازک تھا۔ اُوپر سے یہ سب۔۔۔

اُس کا دل نضال کو کھونے کے احساس سے خوفزدہ ہوا تھا۔

★★★★★★★★★

آبرو صبح سے کئی بار نضال کا نمبر ڈائل کرچکی تھی۔ مگر اُس کا نمبر ہر بار ناٹ ریچیبل جارہا تھا۔ اُس کو اب شدید فکر ہونے لگی تھی۔

جب کچھ سوچتے اُس نے اُجالا سے باتوں باتوں میں نضال کے بارے میں پوچھا تھا۔ جس کا جواب آبرو کو اندر تک جلا کر خاک کرگیا تھا۔ اُجالا کی کچھ دیر پہلے نضال سے بات ہوئی تھی۔ وہ آفس میں تھا۔اِس بات کا صاف یہی مطلب ظاہر تھا کہ وہ موصوف اُس کا نمبر بلاک لسٹ میں ڈال چکے تھے۔

جس کی وجہ سے صبح سے اُس کی اتنی کوششوں کے بعد بھی اُس کی کال نہیں مل پائی تھی۔

"بدتمیز، ایڈیٹ، سٹوپڈ، گھمنڈی شخص خود کو سمجھتا کیا ہے۔ مجھے آبرو شاہنواز کو بلاک کردیا ہے اِس نے۔ "

آبرو کمرے میں واپس آکر غصے سے بڑبڑاتی اُس کا نمبر بھی بلاک لسٹ میں ڈال گئی تھی۔

مگر اُس کا غصہ اور بے چینی ابھی بھی کم نہیں ہو پا رہی تھی۔ اُسے ہر حال میں نضال سے بات کرنی تھی۔

آبرو نے کال کر کے پہلے ہی ڈرائیور کو بلوا لیا تھا۔ اُجالا سے اُس کے آفس کا ایڈریس پوچھتی وہ گھر سے نکل آئی تھی۔

مگر نضال کے آفس پہنچ کر بھی اُسے مایوسی ہوئی تھی۔ نضال کچھ دیر پہلے ہی آفس سے نکل چکا تھا۔ آبرو کو خود پر حیرت ہو رہی تھی۔ آج تک اُس نے اتنی تگ و دو کسی چیز کو پانے کے لیے نہیں کی تھی۔

گاڑی میں بیٹھتے اُس کے دماغ میں مختلف سوچیں چلنے لگی تھیں۔ ثمن نے اُس سے ایسا مطالبہ کیوں کیا تھا۔ اور نضال۔۔۔ کیا واقعی وہ اُس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی؟ اتنی ہی غیر اہم اور قابلِ نفرت تھی جیسا وہ ظاہر کرتا تھا۔

کیا کبھی وہ نضال حیدر کی محبت حاصل کر پائے گی ساری زندگی ایسے ہی اُس کے پیچھے بھاگتے گزر جانی تھی اُس کی؟؟؟ یک طرفہ محبت کس قدر جان لیوا ہوتی ہے آج جب خود پر بیتی تھی تب آبرو کو احساس ہوا تھا۔

وہ اپنی لامحدود سوچوں میں اِس قدر کھوئی ہوئی تھی۔ کہ سامنے سے آتی بائیک کو نہیں دیکھ پائی تھی۔ اُسے بچانے کے چکر میں اُس نے گاڑی دائیں جانب موڑ دی تھی۔ جس کے نتیجہ میں روڈ سائیڈ پر موجود درخت سے گاڑی کا بُری طرح تصادم ہوا تھا۔ آبرو سر پر سٹیرنگ لگنے کی وجہ سے درد برداشت نہ کر پاتے حواس کھو گئی تھی۔ مرر ٹوٹنے کی وجہ سے کچھ کانچ اُس کی بازو میں کھبتے اُسے بُری طرح لہولہان کر گئے تھے۔

★★★★★★★★★★

"بھائی بھابھی نہیں آئیں آپ کے ساتھ۔ "

اُجالا نضال کو اکیلا اندر آتا دیکھ جلدی سے اُس کے قریب آئی تھی۔ آبرو کو گھر سے گئے کافی ٹائم ہو چکا تھا۔

"میرے ساتھ کیوں آنا تھا اُس نے؟ وہ کونسا میرے ساتھ گئی تھی۔ ''

نضال لاپرواہی سے جواب دیتا صوفے پر نیم دراز ہوا تھا۔

"بھابھی مجھ سے آپ کے آفس کا ایڈریس پوچھ کر آپ سے ملنے گئی تھیں۔ مگر اب اتنا ٹائم ہوچکا ہے وہ واپس نہیں آئیں۔ میں کتنی بار اُن کا نمبر ٹرائے کرچکی ہوں۔ مگر اُن کا فون مسلسل آف جارہا ہے۔ مجھے بہت ٹینشن ہورہی ہے بھائی۔ ''

اُجالا کے فکرمند لہجے پر نضال بھی لمحے بھر کو پریشان ہوا تھا۔ مگر پھر صبح کی اُن دونوں بہنوں کے درمیان ہوئی گفتگو یاد کرتے وہ واپس بے حس بنا تھا۔

"اپنے گھر گئی ہوگی۔ اتنی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔میرے سر میں درد ہورہا ہے مجھے اچھی سی چائے پلاؤ۔ ''

نضال نے اُجالا کا دھیان آبرو سے ہٹاتے اُسے کچن بھیج دیا تھا۔ جبکہ اندر آتی نجمہ بیگم بیٹے کی بات سنتے خفگی سے اُسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔ وہ زمانہ شناس خاتون تھیں۔

ایک ہی نظر میں دیکھ کر بھانپ گئی تھیں۔ کہ اُن کی بیٹے اور بہو کے درمیان کیا چل رہا تھا۔

"بیٹا اگر اُجالا یا انعم اِس طرح اتنی دیر گھر سے غائب رہتیں۔۔۔۔۔ تب بھی آپ اتنے ہی سکون سے بیٹھے رہتے، جیسے اب آبرو کی کوئی اطلاع نہ ہونے پر بیٹھے ہیں۔ "

نجمہ بیگم کے شکوہ کناں لہجے پر نضال نے اُن کی جانب دیکھا تھا۔

"ماں یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ آبرو کی بات میری بہنوں سے بالکل مختلف ہے۔اُس کا یہاں اپنا گھر ہے۔ وہ وہیں گئی ہوگی۔ صبح میں نے اُسے اپنی بہن سے یہی کہتے سنا تھا۔ "

نضال نے اُنہیں مطمئین کرنا چاہا تھا۔

"ایک بار وہاں کال کرکے پتا کر لیں بیٹا۔ وہ لڑکی اب آپ کی زمہ داری ہے۔ "

نجمہ بیگم نے نرمی بڑھے لہجے میں بیٹے کا سمجھایا تھا۔ جس پر ناچاہتے ہوئے بِی وہ گہری سانس بھرتا اُسے کال ملانے لگا تھا۔ اُس کے فون سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا

تھا۔ نضال ۔نے ابھی کی بار اُس کے گھر کے لینڈ لائن نمبر پر کال کی تھی۔ ملازمہ نے فون ریسیو کیا تھا۔

جو بات اُسے سننے کو ملی تھی۔ وہ نضال حیدر کے ہوش سلب کرنے کے لیے کافی تھی۔

وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی بے فکری تڑپ میں بدل گئی تھی۔۔۔

"کیا ہوا بیٹا سب خیریت ہے۔ "

نجمہ بیگم اُسے عجلت میں باہر بھاگتا دیکھ پریشانی سے بولی تھیں۔

"آبرو کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ دعا کیجئے گا وہ ٹھیک ہو۔ "

نضال رُک کر اُنہیں مختصراً بتاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ اُس کا دماغ بالکل سن ہوچکا تھا۔۔

★★★★★★★★★★

"آبرو کہاں ہے؟کیسی ہے وہ؟ "

نضال نے ضبط سے سُرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ بے قراری کے عالم میں کوریڈور میں کھڑی ثمن سے پوچھا تھا۔

"تو آخر خیال آگیا مسٹر نضال شیر نواز کو کہ اُس کی ایک عدد بیوی بھی ہے۔ اور پچھلے دو گھنٹوں سے ہاسپٹل میں موجود ہے۔ "

ثمن اُس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے طنزیا لہجے میں بولی تھی۔

"تمہیں فضولیات بولنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ کم از کم اتنا ہی خیال کرلو۔ اِس وقت ہاسپٹل میں موجود ہو تم۔ "

نضال نے بہت مشکل سے اُسے مزید غلط کہنے سے روکا تھا۔

اِس سے پہلے ثمن اُس کو کوئی جواب دیتی ڈاکٹر کا آتا دیکھ دونوں اُس جانب متوجہ ہوئے تھے۔

"پیشنٹ کا مکمل چیک اپ کیا ہم نے۔ اُنہیں سر پر کوئی اندرونی چوٹ نہیں آئی۔ مگر بیرونی چوٹ کافی زیادہ ہے۔ اُنہیں مکمل ریسٹ اور زہنی ٹینشن سے دور رہنے کی ضرورت ہے۔ جو اُن کے سر کا زخم جلد ریکور ہونے میں معاون ثابت ہوگا۔ ''

ڈاکٹر ہدایت دے کر جاچکا تھا۔

اُسی وقت بلقیس بیگم اور چوہدری حشمت حویلی کے باقی چند ایک لوگوں کے ساتھ وہاں آن پہنچے تھے۔ بلقیس بیگم کے علاوہ باقی سب کو دیکھ نضال کا موڈ مزید خراب ہوا تھا۔ وہ اُن سب پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جہاں آبرو کو شفٹ کیا گیا تھا۔

آبرو آنکھیں موندے دوائیوں کے زیرِ اثر سورہی تھی۔ اُس کے سر اور بازو کو پٹیوں میں جکڑا دیکھ نضال کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اُسے اُجالا کی بات یاد آئی تھی۔ کہ آبرو اُسے ڈھونڈنے کے لیے نکلی تھی۔ دوسری جانب آبرو کے گھر کی ملازمہ بھی تصدیق کرچکی تھی کہ آبرو یہاں نہیں آئی۔

اُس کا خون شاید زیادہ بہہ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کا گلابیاں چھلکاتا چہرا اِس وقت بالکل زرد پڑ چکا تھا۔ نضال نے آبرو کا پٹیوں سے آزاد ہاتھ تھام کر اُس کی پشت پر ہونٹ رکھتے پہلی محبت بھری مہر ثبت کی تھی۔

کچھ دیر بعد ثمن اور باقی سب اندر داخل ہوئے تھے۔ مگر تب بھی نضال ایسے ہی آبرو کا ہاتھ تھامے اُس کے قریب کرسی پر بیٹھا رہا تھا۔

ثمن نے ناگواری بھری نظروں سے نضال کی جانب دیکھا تھا۔ اُسے یہ سب نضال کا ناٹک ہی لگا تھا۔

"میری بچی کو کس کی نظر لگ گئی۔ کل لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔ میں نے تو اتنی بار نظر اُتاری مگر پھر بھی کسی کی کالی نظر پڑ گئی۔ "

بلقیس بیگم آبرو کی جانب دیکھتیں فکرمندی سے بولی تھی۔

"میں نے ڈاکٹرز سے بات کرلی ہے۔ آبرو کے ہوش میں آتے ہی اُسے ڈسچارج کردیا جائے گا۔ بوا دادی آبرو میرے ساتھ گھر جائے گی۔ وہاں میں اُس کی زیادہ اچھے سے دیکھ بھال کر سکوں گی۔ "

ثمن نضال کی جانب جتاتی نظروں سے دیکھتے بولی تھی۔

★★★★★★★★★

"آبرو ڈسچارج ہوکر میرے ساتھ میرے گھر آئے گی، تمہارے ساتھ نہیں۔ "

نضال نے صاف لفظوں میں اپنی بات کہتے اُس کو منہ پر ہی انکار کردیا تھا۔

چوہدری حشمت نے بہت دلچسپی سے یہ لڑائی دیکھی تھی۔ دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے ہلکورے لیتا غصہ اور نفرت اُن کے اندر مسرت کے پھول کھلا گیا تھا۔

اُن کا کام بن سکتا تھا اب۔

"میری بہن ہے وہ اور اُس نے بھی میرے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ بہت جلد تم سے طلاق لے لے گی۔اِس لیے اُس پر حق جتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

ثمن فاتحانہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے بولی تھی۔

"ثمن یہ کیا بکواس ہے؟؟ تم ہوش میں تو ہو۔ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو تم؟ تمہارے دادا کا جوڑا گیا رشتہ ہے یہ۔ اِسے ختم کرنے کا خیال بھی کیسے آیا تمہارے دماغ میں۔ کیسی بہن ہو تم اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کا گھر توڑنا چاہتی ہو۔ "

بلقیس بیگم کو ثمن کی بات پر گہرا دھچکا پڑا تھا۔ اُنہوں نے ہاسپٹل میں ہونے کا لحاظ کیے بنا ثمن کو بُری طرح لتاڑ کر رکھ دیا تھا۔

"دادی بوا میں نہیں آبرو ایسا چاہتی ہے۔ وہ نضال کو پسند نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اِس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ اُسی نے بولی مجھ سے یہ بات۔ "

ثمن دھیرے سے منمنائی تھی۔ کیونکہ بلقیس بیگم کے دوبدو بولنے کی جرأت کسی میں نہیں تھی۔

"آبرو سے میں بات کروں گی۔ میری بچی بہت سمجھدار ہے میری بات سمجھے گی۔ مگر اب تمہارے منہ سے اِس کے بعد طلاق کا لفظ نہ سنوں میں۔ اپنی شادی شدہ زندگی پر توجہ دو۔ "

بلقیس بیگم کو ثمن پر شدید غصہ آچکا تھا۔

نضال خاموشی سے سینے پر ہاتھ باندھے اُن دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

اگر یہی سب وہ کچھ دیر پہلے سنتا تو آبرو کو یہی چھوڑ کر پلٹ جاتا۔ مگر آبرو کے ایکسیڈنٹ کا سن کر گھر سے ہاسپٹل تک آتے اُس کے دل نے اُس پر انکشاف کیا تھا کہ وہ چاہے جتنا بھی انکار کرتا مگر یہ سچ تھا کہ آبرو شاہنواز اُس کی زندگی میں اپنی جگہ بنا چکی تھی۔ آبرو کی تکلیف کا سن کر تڑپ اُس کے دل میں ہوئی تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا یہ محبت تھی یا نہیں۔ مگر جو بھی تھا اب آبرو شاہنواز کو وہ خود سے دور جانے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ چاہے وہ اُس کے بارے میں جیسا بھی سوچتی۔ آبرو کو اپنے قریب رکھنا اُس کی ضد اور جنون بن چکا تھا۔ آبرو نے اُس کے

ساتھ رہنے سے انکار کیا تھا۔ اُسے چھوڑنا چاہتی تھی وہ صرف اپنی بہن کی ضد کی خاطر۔ یہ سب باتیں صبح سے اُس کے دل میں چل رہی تھیں۔ جنھوں نے مل کر اب نضال حیدر کو ایک فیصلے پر پہنچا دیا تھا۔

جس کے بعد نضال کو حیرت انگیز طور پر اپنا دل پرسکون ہوتا محسوس ہوا تھا۔ اُس کی ساری بے چینی اور اضطراب کہیں دور جا سوئے تھے۔

"آئی تھنک بوا دادی نے تمہیں بہت اچھے سے تمہاری غلط فہمی دور کردی ہے۔ اب مجھے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "

نضال نے ثمن کے جھکے سر کو دیکھتے اُس پر چوٹ کی تھی۔

وہاں موجود خاموش تماشائی بنے کھڑے چوہدری حشمت کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک نمایاں ہوئی تھی۔ اُنہیں اپنے نئے پلان کا سرا مل چکا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔کہ یہاں آکر اُنہیں اتنا فائدہ ہوسکتا تھا۔

کچھ دیر بعد آبرو نے کسمساتے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"آبرو کو ہوش آگیا ہے۔ میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتا ہوں۔ "

نضال بلقیس بیگم کو بتاتا آبرو پر دوسری نظر ڈالے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا۔ اُس کی یہ سرد مہری آبرو سمیت سب نے نوٹ کی تھی۔ آبرو کی آنکھوں میں نمی تیر گئی تھی۔ وہ جانتی تھی نضال اُس سے ناراض ہوگا۔ مگر اُس کے یوں زخمی حالت میں بیڈ پر پڑے ہونے سے بھی اِس بے حس اور سنگدل شخص کو زرا برابر فرق نہیں پڑا تھا۔

آبرو سے ملنے کے بعد بلقیس بیگم نے سب کو اُس کے آرام کے خیال سے باہر بھیج دیا تھا۔ ثمن تو پہلے ہی غصے سے بھری بیٹھی تھیں۔ اُن کے کہنے پر فوراً باہر نکل گئی تھی۔

"میری جان پریشان مت ہو۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ تمہاری بوا دادی تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دے گی۔ "

بلقیس بیگم نضال کی وجہ سے آبرو کا مرجھایا چہرا دیکھ محبت سے بولی تھیں۔

"دادو کوئی انسان بھلا اتنا سنگدل بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بار بھی میری طرف دیکھا تک نہیں۔ "

آبرو کی آنکھ سے آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکلا تھا۔

"نہ میرا بچہ رونا بالکل بھی نہیں ہے۔ تمہاری طبیعت مزید خراب ہو جائے گی۔ بس تھوڑے سے صبر سے کام لو۔ دیکھنا ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "

بلقیس بیگم اُس کا ہاتھ تھامتی اُسے دھیرے سے سمجھاتے ہوئے بولی تھیں۔ جس پر اُن کو مزید اپنی وجہ سے پریشان نہ کرنے کے خیال سے آبرو بمشکل سے ہونٹوں پر مسکراہٹ لاتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

★★★★★★★★★★★

آبرو جو تھوڑی دیر پہلے بلقیس بیگم سے نضال کے اگنور کرنے کا شکوہ کر رہی تھی۔ نضال کے کچھ دیر بعد سب کے سامنے کی جانے والی حرکت نے اُسے شرم سے پانی پانی کر دیا تھا۔

نضال سب کے ہوتے اُسے اپنی بانہوں میں اُٹھاتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ یہ صرف یہی تک نہیں تھا۔ گھر پہنچ کر اُس نے پھر وہی عمل دوہراتے اُسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح لاکر بیڈ پر لٹا دیا تھا۔ آبرو کے مطابق شاید وہ یہ بھول چکا تھا کہ اُسے چوٹ ٹانگ پر نہیں سر اور بازو پر لگی ہے یا پھر اُس نے اِس بات کی طرف دھیان دینا ضروری سمجھا ہی نہیں تھا کہ اُسے چوٹ لگی کہاں ہے۔

آبرو جل کر سوچتی نضال کی جانب سے رُخ موڑ گئی تھی۔

"زخم میں درد ہورہا ہے تمہیں۔ "

نضال اُس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ یہی وجہ سمجھا تھا۔

"ہاں ہورہا ہے درد کیا کرسکتے ہیں آپ۔ "

آبرو آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے بنا غصے سے اُسے جواب دیتے بولی تھی۔

"مسز آبرو آپ کبھی کبھی کچھ زیادہ بدتمیز نہیں ہوجاتیں۔ "

نضال اُس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے بولا تھا۔

"نہیں اِس معاملے میں آپ مجھ سے آگے ہیں۔ "

آبرو بنا زرا سا بھی لحاظ رکھے رکھائی سے بولتی اُس سے دور کھسک گئی تھی۔ اُسے نضال کا یہ پرسکون انداز مزید تپا گیا تھا۔ ایسا بول کر وہ نضال کو بھی غصہ دلانا چاہتی تھی۔ مگر غیر یقینی طور پر نضال غصہ کرنے کے بجائے دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔

"تمھیں کسی نے یہ بات بتائی ہے کہ تم غصے میں کتنی کیوٹ لگتی ہو۔ "

نضال اُس کا موڈ بحال کرنے کی خاطر ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تھا۔

"نہیں بالکل نہیں۔ کیونکہ آج تک میں نے کسی کو خود سے فلرٹ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ "

آبرو تنک کر بولی تھی۔ وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی۔ ڈاکٹر کے کہے کے مطابق نضال اُسے ٹینشن فری رکھنے کی کوشش کررہا ہے۔

اُس کی بات پر نضال کا زور دار قہقہ گونجا تھا۔

"تو تمھارے کہنے کا مطلب ہے میں تمھارے ساتھ فلرٹ کررہا ہوں۔ "

نضال کو اُس کی بات سے بات نکال کر اُسے تنگ کرنے میں مزا آرہا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ میرے سر میں درد ہورہا ہے۔ ریسٹ کرنا چاہتی ہوں میں کچھ دیر۔ "

آبرو اُس کے انداز سے گھبراتی کمبل منہ تک اوڑھتی نیم دراز ہوئی تھی .

وہ یہی سمجھ رہی تھی۔ کہ اُس کو سوتا دیکھ نضال اُٹھ جائےُ گا۔ مگر وہ محترم مزید پھیل کر بیٹھ گئے تھے۔

آبرو کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اِس شخص کو آخر ہوا کیا ہے۔ چوٹ اُس کے سر پر لگی تھی۔ مگر دماغ نضال شیرنواز کا اُلٹ گیا تھا۔

اُسے کمبل میں سے بھی ایسا محسوس ہورہا تھا کہ نضال کی پوری توجہ اُسی پر ہی ہے۔ اِس لیے نیند آنا تو دور کی بات وہ ٹھیک سے لیٹ بھی نہیں پارہی تھی۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟ کیوں کررہے ہیں یہ سب؟ پہلے ہاسپٹل میں سب کے سامنے مجھے اگنور کر دیا۔ مجھ سے حال تک پوچھنا گوارہ نہیں کیا۔ پھر نجانے ڈاکٹر نے

ایسا کیا کہہ دیا کہ آپ کو ایک دم میرا خیال آگیا۔ میں ایگزیکٹلی سمجھ نہیں پا رہی۔ کہ آخر آپ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ کہیں ڈاکٹر نے یہ تو نہیں کہہ دیا کہ میں مرنے والی ہوں۔ "

آبرو زچ ہوتے بولی۔ اُس کے آخری جملے پر نضال نے خفگی بھری نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

"تمہیں بُری کیا بات لگ رہی ہے۔ میرا اگنور کرنا یا اب میرا یوں توجہ دینا۔ اور رہی بات ڈاکٹر کی تو اُس کا یہی کہنا تھا کہ تم اتنی جلدی میری جان نہیں چھوڑنے والی۔ "

نضال نے اب کی بار بھی سیریس جواب نہیں دیا تھا۔

جب دروازہ ناک کرتے نضال کی اجازت پر اُجالا اُس کے لیے دودھ کا گلاس لیے اندر داخل ہوئی تھی۔ نضال اُسے اِسی لیے سونے نہیں دے رہا تھا۔کیونکہ ابھی اُس کی دوا کا ٹائم تھا۔

دودھ کا گلاس دیکھ آبرو کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

"مجھے نہیں پینا یہ۔ میں ایسے ہی دوا لے لوں گی۔ "

آبرو نے نضال کو اپنی جانب دودھ اور دوا بڑھاتے دیکھ بےچارگی سے کہا تھا۔

اُجالا جس خاموشی سے آئی تھی۔ ویسے ہی جاچکی تھی۔

"یہ میڈیسن دودھ کے ساتھ ہی لینی ہے۔ تمہارا کسی قسم کا انکار میرے آگے نہیں چلے گا۔ جب تک تم یہ نہیں پیو گی۔ میں ایسے ہی تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا، سونے بالکل نہیں دوں گا تمہیں۔ "

نضال نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تھا۔ جو کافی کارگر ثابت ہوئی تھی۔ آبرو اُس کے ہاتھ سے دوائی اور دودھ کا گلاس لیتی ایک ہی سانس میں ختم کرگئی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم تھا میری نزدیکی تمہیں اتنی ناگوار گزرتی ہے۔ "

نضال اُس کی پھرتیاں دیکھ شوخی سے بولا تھا۔ مگر آبرو کو اُس کی آنکھوں کا رنگ لہجے کا ساتھ دیتا معلوم نہیں ہوا تھا۔

آبرو نے اُس کی بات کا جواب دینا چاہا تھا۔ مگر نضال نے اُسے کندھوں سے تھام کر لیٹاتے جھک کر اُس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اُسے وہیں ساکت کردیا تھا۔

اُس کی اِس عنایت پر آبرو کے الفاظ گم ہوچکے تھے۔ نضال اُسے آرام کرنے کا کہتا لائٹ آف کرتا روم سے نکل گیا گیا تھا۔

★★★★★★★★★

"آپ سچ کہہ رہے ہیں دادا جان، کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ "

دلاور کو چوہدری حشمت کی بات سن کر اُمید کی ایک کرن نظر آئی تھی۔

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ اور ہم کرکے دیکھائیں گے۔ ثمن اور نضال کے درمیان کا اختلاف ہمارے لیے مددگار ثابت ہوگا۔ ہم اُن کے اِس جھگڑے سے ویسے ہی فائدہ اُٹھائیں گے جیسے ماضی میں اِن دونوں کے باپ دادا کو لڑوا کر اُٹھا تھا۔ اُس بار کی طرح اب بھی یہ لوگ آپس میں لڑ کر ختم ہوجائیں گے اور اِس کا فائدہ حاصل ہوگا ہمیں۔ "

چوہدری حشمت کی آنکھوں میں آنے والے وقت کا سوچتے روشنیاں سی بھر گئی تھیں۔ کل سے چھائی مایوسی اب ڈھل چکی تھی۔ اب اُنھوں نے صرف یہ سوچنا تھا۔ کہ نضال اور ثمن کے بیچ بھڑکتی چنگاڑی کو ہوا کیسے دیں۔

"چوہدری صاحب مان گئی آپ کو۔وہاں گئے کس مقصد کے لیے تھے اور کر کے کیا آرہے ہیں۔ ویسے آپ نے صرف ثمن اور نضال کی دشمنی کے بارے میں ہی بتایا ہے۔ یہ تو بتایا ہی نہیں کہ نضال اور آبرو کی کیسی نبھ رہی ہے۔ "

زلیخہ بیگم بھی اپنے شوہر کے منہ سے وہ انکشاف سن کر بہت خوش ہوئی تھیں۔

"اُن کا بھی سمجھو حال بُرا ہی ہے۔ نہ نضال کوئی خاص توجہ دیکھا رہا ہے اُس کی جانب اور آبرو وہ تو طلاق لینا چاہتی ہے نضال سے۔ یوں کہوں تو یہ معاملہ بھی ہمارے ہاتھ میں ہی ہے۔ بہت جلد ہم پر چھائے نضال نامی یہ کالے بدل چھٹ جائیں گے۔ پھر وہی ہوگا۔ جو میرا پوتا چاہے گا۔ "

چوہدری حشمت کی بات اُن دونوں دادی پوتی کی باچھیں واں کرگئ تھیں۔ دلاور یہی سننا چاہتا تھا۔ آبرو کو اُس نے کسی بھی قیمت پر حاصل کرکے رہنا تھا۔

★★★★★★★★★★

رات کا نجانے کونسا پہر تھا۔ جب آبرو کی کراہ کی آواز پر نضال کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ جلدی سے لائٹ آن کرتا آبرو کی جانب مڑا تھا۔

جو شاید نیند میں ہونے کی وجہ سے اپنے بازو کو بُری طرح ہرٹ کرگئ تھی۔

"آبرو کیا ہوا۔۔۔؟؟؟ "

نضال اُسے اپنے حصار میں لیتا فکرمندی سے بولا تھا۔

"مجھے بازو میں بہت درد ہورہا ہے۔۔۔ "

آبرو اُس کے سینے پر سر ٹکاتی درد کی وجہ سے پُرنم لہجے میں بولی تھی۔ اُس کی نقاہت زدہ آواز پر نضال کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔ "

نضال نے اُسے ویسے ہی ساتھ لگائے موبائل نکال کر ڈاکٹر کو کال کرنی چاہی تھی۔

"نہیں پلیز۔۔۔ڈاکٹر آکر بینڈیج چینج کردیں گے۔ مجھے اُس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں مزید درد نہیں برداشت کرسکتی ہوں۔ "

آبرو اُس کے سینے سے لگی چھوٹی سی معصوم بچی کی طرح روتے ہوئے بولی تھی۔ اُس کی تکلیف دیکھ نضال کا دل تڑپ اُٹھا تھا۔

"اوکے میں نہیں بلاتا ڈاکٹر کو۔ مگر تم پلیز رونا بند کرو۔ "

نضال نے اُس کا سر اپنے سینے پر ٹکاتے اُس کا زخمی بازو احتیاط سے تکیہ پر ٹکا دیا تھا۔

"تم ریلیکس ہوکر سوجاؤ۔ اب تمہارا بازو ہرٹ نہیں ہوگا۔ "

نضال کی گھمبیر سرگوشی آبرو کو واقعی ریلیکس کرگئی تھی۔ نضال کی مضبوط بانہوں میں اُسے وہ تحفظ محسوس ہوا تھا۔ جس کی وہ خواہشمند تھی۔

آبرو کو اُس کے قریب ہوتے دل کو چھوتا سکون محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ اپنے بازو کی تکلیف بھول چکی تھی۔ نضال کی دھڑکنیں اپنے کانوں میں محسوس کرتی وہ اُس کے ساتھ محبت کی حسین وادیوں میں اُتر چکی تھی۔

نضال پوری رات ایک پل کے لیے بھی نہیں سویا تھا۔ آبرو کے ہلنے سے اُس کا بازو نہ ہرٹ ہوجائے۔ اِسی خیال سے نضال نے فل ٹائم ڈیوٹی دی تھی۔ اگر آبرو ابھی بھی نضال کے دل میں اپنی اہمیت نہ سمجھ پاتی تو وہ دنیا کی سب سے بڑی بے وقوف تھی۔

صبح فجر کے ٹائم آبرو بیدار ہوئی تھی۔ اُس نے مندی مندی آنکھوں سے ماحول کا جائزہ لینا چاہا تھا۔ جب خود کو نضال کے سینے پر محسوس کرتے وہ پل بھر میں رات کا پورا واقع یاد کرتی شرم سے لال ہوئی تھی۔ وہ پوری رات اِسی طرح نضال کے سینے پر سوئی تھی۔ اور نضال صرف اُس کے آرام کے خیال سے سویا نہیں تھا۔ اُس نے آبرو کا بازو ہرٹ نہ ہونے کی وجہ سے پوری رات جاگ کر گزار دی تھی۔

آبرو کے ہونٹ اِس بات پر مسکرا اُٹھے تھے۔

وہ نضال کے سینے سے سر اُٹھاتے پیچھے ہٹی تھی۔

"تھینکس۔۔۔۔مگر آپ کو میری وجہ سے اتنی تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ "

آبرو اُس کی لال آنکھوں میں جھانکتے شرمندگی سے بولی تھی۔

"تمہارے بازو کا درد ٹھیک ہے اب؟؟؟ "

نضال اُس کی بات کو یکسر نظر انداز کرگیا تھا۔

"جی اب ٹھیک ہے۔ "

آبرو اُس کو جواب دیتی بیڈ سے اُٹھی تھی۔

"آرام سے۔۔۔۔ "

نضال بھی اُس کے ساتھ اُٹھا تھا۔

"مجھے واش روم جانا ہے۔ ‘‘

آبرو اُسے بھی ساتھ آتا دیکھ گھبرا کر بولی تھی۔

"وہیں تو لے کر جارہا ہوں۔ "

نضال اُس کی جھجھک سمجھ نہیں پایا تھا۔

"میں خود جاسکتی ہوں۔ "

آبرو کی بات پر نضال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"میرے ساتھ آنے میں بھی کوئی خاص حرج نہیں ہے۔ "

نضال یہاں بھی اُسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔ لیکن پھر اُس کا لال اناڑی چہرا دیکھ اُس نے دروازے پر ہی بریک لگادی تھی۔

★★★★★★★★

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟میں سمجھی نہیں۔ "

ثمن اپنے گھر آئے چوہدری حشمت اور دلاور کی بات پر حیرانی سے استفسار کرتے بولی تھی۔

"تمہارا اور ہمارا مسئلہ فلحال ایک ہی ہے ...اور وہ ہے نضال شیر نواز۔ ہم بھی تمہاری طرح اُسے راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ الگ الگ اُس کے خلاف سازش کرنے کے بجائے اگر ہم ایک ہوجائیں۔ تو زیادہ فائدے میں رہیں گے۔ بولو ساتھ دوگی ہمارا۔ "

چوہدری حشمت نے ثمن کے آگے اصل بات رکھتے اُس کی مرضی جاننا چاہی تھی۔

"آپ کا ساتھ دینے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ "

ثمن کا سوال چوہدری حشمت کو بچکانہ لگا تھا۔

"جو تم چاہتی ہو۔ تمہاری بہن کو نضال حیدر سے چھٹکارا مل جائے گا۔ وہ واپس تمہارے پاس لوٹ آئے گی۔ "

چوہدری حشمت نے اُسے اُسی کی سوچ کے عین مطابق ٹریٹ کیا تھا۔

"اِس بات کی کیا گارنٹی ہے۔ کہ اُس کے بعد آپ کا یہ پوتا میری بہن کو تنگ نہیں کرے گا۔ اگر واپس سے اِس کی وہی ساری آوارہ مزاجی شروع ہوگئی تو۔ "

ثمن ہر طرف سے تسلی کرلینا چاہتی تھی۔

"میں چوہدری حشمت یہ بات لکھ کر دینے کو تیار ہوں، میرا پوتا ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔ "

چوہدری حشمت کی بات پر دلاور نے بہت مشکل سے ضبط کرتے غصے سے پہلو بدلہ تھا۔

"تو ٹھیک ہے میں بھی تیار ہوں۔ آپ اپنا پلان بتائیں، اپنی بہن کو اُس خود پسند گھمنڈی شخص کی قید سے نکالنے کے لیے میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔ "

ثمن کے ارادے پختہ تھے۔

پہلے قدم پر کامیابی ملنے پر چوہدری حشمت بے پناہ خوش تھے۔ وہ ثمن کو اپنے آگے کا پلان بتاتے اُس کے حصے کا کام اُسے سمجھانے لگے تھے۔

★★★★★★★★

نضال نے ثمن کی آبرو کی کانوں میں ڈالی ہر بات غلط ثابت کردی تھی۔ جب تک آبرو پوری طرح سے صحت یاب نہیں ہوئی تھی۔ نضال نے اُسے ایک پل کے لیے بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کیا تھا۔

اُس نے اُسے پلکوں پر بیٹھا کر رکھا تھا۔ اُس کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھا تھا۔

آبرو کے لیے یقین کرنا مشکل ہوگیا تھا کہ کیا یہ واقعی وہی سرد مہر نضال حیدر ہی ہے۔ جو اُس کی جانب دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر اب اُس کے اتنے کیئرنگ انداز نے آبرو کو ایک بار پھر اُس سے محبت کروا دی تھی۔

ثمن اُس سے ایک دو بار ملنے آچکی تھی۔ مگر آبرو کے علاوہ اُس نے گھر کے کسی فرد کو بلانا تو دور اُن جانب دیکھا تک نہیں تھا۔ جو بات آبرو کو بہت گراں گزری تھی۔ مگر وہ ثمن کو اِس حوالے سے کچھ کہہ نہیں پائی تھی۔

"آبرو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ہمیں کہیں جانا ہے؟ "

نضال موبائل پر مصروف روم میں آتے بولا۔ اُن کے درمیان بات چیت تو نارمل ہو چکی تھی۔ مگر ایک حد تک۔ وہ دونوں جیسے بات کرتے تھے۔ کوئی دیکھ کر کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ نئے نویلے دلہا دلہن ہیں۔

"کہاں جانا ہے۔۔۔؟ "

آبرو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہاتھوں پر کریم لگاتے بولی۔

"تم چلو پتا چل جائے گا۔ "

نضال کی مکمل توجہ اپنے موبائل پر تھی۔ یہی اُس کی بات آبرو کو خائف کرتی تھی۔ وہ اُس کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی پوری توجہ اُس پر نہیں دیتا تھا۔

"پہلے مجھے بتائیں میں تب چلوں گی۔ "

آبرو بھی ضد میں اپنے نام کی ایک تھی۔

"تمہیں ہر بات میں بحث کرنے کی عادت ہے کیا؟ "

نضال اُسے اپنی جگہ پر جما دیکھ سخت تیوروں سے گھورتے ہوئے بولا۔

"اور آپ کو گھورے بغیر کوئی بات کرنے کی عادت نہیں ہے۔ "

آبرو کے پاس بھی جواب تیار تھا۔

"میں نے تمہیں ریڈی ہونے کا ٹائم دیا تھا۔ جو کہ تم ضائع کرچکی ہو۔ اب جیسے ہو ویسے ہی چلو گی میرے ساتھ۔ "

نضال اُس کے سرپر پہنچتا کلائی سے پکڑ کر کھڑا کر چکا تھا۔ آبرو اِس وقت بلیک کلر کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس تھی۔ بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں قید کیے۔ بنا میک اپ کے شفاف رنگت اور گلابیاں چھلکاتا چہرا اُسے تیاری کی ضرورت تھی ہی نہیں۔ نضال اُس پر ایک بھرپور نظر ڈالتا اُس کا ہاتھ تھامے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"نضال مجھے چینج تو کرنے دیں۔ اتنے رف حلیے میں میں باہر کیسے جاؤں گی۔ "

آبرو نے اُس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کرتے احتجاج کیا تھا۔ جب نضال ایک پل کے لیے رُکا تھا۔

"ٹرسٹ می اِس حلیے میں بھی کمال لگ رہی ہو۔ "

بنا ہاتھ چھوڑے اُس کے کان میں سرگوشی کرتا وہ گیٹ کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جبکہ آبرو اپنا حیرت سے کھلا منہ بند نہیں کر پائی تھی۔ اُسے یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ الفاظ نضال حیدر نے ادا کیے تھے۔ جو ایک نمبر کا اَن رومینٹک بندہ ثابت ہوا تھا اُس کی نظر میں۔

"بیٹھو۔۔۔ "

نضال نے بائیک کی جانب اشارہ کیا تھا۔ جسے دیکھ آبرو کی سانسیں آدھی ہوئی تھیں۔

"مم میں اِس پر نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے۔ میں گر جاؤں گی۔ "

آبرو نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"میں ساتھ ہوں۔ نہیں گرنے دوں گا تمہیں۔ "

نضال نے اُسے یقین دلایا تھا۔ بلکیس بیگم نے نضال کے لیے گاڑی بھیجی تھی۔ مگر اِس وقت نضال کے دل میں آبرو کے ساتھ بائیک پر بیٹھنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔

اِس لیے وہ ایسا کرنے پر بضد تھا۔ جس پر ناچار آبرو کو کپکپاتے اُس کے ساتھ بیٹھنا پڑا تھا۔

"یہاں تو پکڑنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ پلیز میں گر جاؤں گی۔ "

آبرو نے اُسے اپنی پریشانی بیان کی تھی۔ نضال نے اُس کی سہمی آواز پر پلٹ کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں نے کہا نا میرے ساتھ ہوتے تم نہیں گرو گی۔ جب تک میرے قریب رہو گی۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ "

نضال اُس کی آنکھوں میں جھانک کر ذومعنی بات کرتا اُس کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ گیا تھا۔ جسے آبرو نے مضبوطی سے جکڑ لیا تھا۔ وہ نضال کے کافی قریب تھی۔ اُس کے وجود سے اُٹھتی خوشبو الگ اُس کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔

نضال نے جیسے ہی بائیک سٹارٹ کرکے آگے بڑھائی آبرو مزید کھسک کر نضال کے قریب ہوئی تھی۔ اُس نے دوسرے ہاتھ سے نضال کو کمر سے کس کر پکڑ لیا تھا۔

نضال کے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"تم نے میرے قریب آنے پر پابندی لگائی تھی۔ اب دیکھ لو خود اتنے قریب آرہی ہو۔ اب میں تمہاری اُس بات سے آزاد ہوں۔ "

نضال کو اچانک شرارت سوجھی تھی۔ آبرو اُس کے کندھے پر سر رکھے اُس کے ساتھ بالکل چپکی ہوئی تھی۔ نضال کی شوخی بھری آواز پر ٹھیک سے اُسے گھور بھی نہیں پائی تھی۔

"میں بس ایک بار خیر خیریت سے گھر پہنچ جاؤں۔ آپ سے بات کرگئی تو دیکھیے گا۔ "

آبرو کو شدید غصہ آیا تھا۔ ویسے اُس کی طرف دیکھتا تک نہیں تھا۔ مگر اب اِس حالت میں اُسے شوخیاں سوجھ رہی تھیں۔

آبرو کی بات پر نضال کا قہقہ گونجا تھا۔ بہت انکار بہت گریز کے باوجود وہ اِس لڑکی کو چاہنے لگا تھا۔ کچھ دن آبرو کے قریب رہنے کے بعد اُسے احساس ہوا تھا۔ کہ اِس

لڑکی کی ہر بات ہر ادا بہت پیاری تھی۔ وہ خود کو اُس سے محبت کرنے سے نہیں روک پایا تھا۔ مگر اب تک نہ اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ نہ زرا سی بھی ظاہر ہونے دی تھی۔

کیونکہ ایک خلش ابھی بھی اُس کے دل میں موجود تھی۔ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ کیا واقعی آبرو بھی اُس سے محبت کرتی ہے۔ یا اب بھی ایک بار اپنی بہن کے کہنے پر اُسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔ ابھی بھی آبرو کے نزدیک اُس سے محبت کرنے کے لیے اُس کی غریبی اور امیری اہم تھی یا وہ اُس کی ذات سے محبت کرتی تھی۔

کیونکہ جو باتیں نضال آبرو کے منہ سے اپنے لیے سن چکا تھا۔ اُس کے بعد اتنی جلدی یقین کرنا بہت مشکل تھا۔

لیکن جو بھی تھا۔ آبرو کے ساتھ کا احساس اُس کے لیے بہت پیارا اور انوکھا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اُس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ یہ لڑکی اپنی معصوم اداؤں سے اُس کے دل میں گھر کر چکی تھی۔

"آبرو ہماری منزل آچکی ہے۔ اگر تمہیں اِس طرح زیادہ مزا آرہا ہے۔ تو میں ایسے ہی بائیک چلانے کو تیار ہوں۔ "

نضال بائیک رک جانے کے بعد بھی آبرو کو ایسے ہی اپنے ساتھ کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موندے چپکے دیکھ شوخی سے بولا۔

آبرو اُس کے انداز پر خفت زدہ سی ہوتی دور ہٹتی بائیک سے اُتر گئی تھی۔ نضال نے پورا رستہ جان بوجھ کر بائیک تیز چلاتے اُس کی جان نکالی رکھی تھی۔ اور ایسے تنگ کررہا تھا۔ جیسے آبرو جا بوجھ کر چپکی تھی اُس کے ساتھ۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔ "

آبرو کی نظر جیسے ہی سامنے موجود ہاسپٹل کی بلند و بالا عمارتوں پر پڑی وہ فوراً پریشان ہوئی تھی۔

"آو میرے ساتھ سرپرائز ہے تمہارے لیے۔ "

نضال اُس کی کلائی تھامے اندر کی جانب بڑھا تھا۔ لمبی راہداریاں عبور کرتے نضال اُسے لیے ایک روم میں داخل ہوا تھا۔ آبرو کا دل بُری طرح ڈر رہا تھا۔ مگر بیڈ پر نظر پڑتے ہی اُس کی آنکھوں سے آنسو اور چہرے پر خوشی اور تشکر کے ملے جلے تاثرات واضح ہوئے تھے۔

"دادا جان۔۔۔۔آپ ٹھیک ہوگئے۔۔۔ "

آبرو ہکلاتے یہ الفاظ ادا کرتی بیڈ کے قریب پہنچتے اُن کے سینے پر سر رکھتی بُری طرح رو دی تھی۔ جس شخص کو اتنے سالوں سے بیڈ پر ساکت پڑا دیکھتی آئی تھی۔ آج اُسے صحیح سلامت دیکھ وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔

"آبرو بیٹا ابھی آپ کے دادا پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئے۔ ابھی تھوڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ "

کچھ فاصلے پر کھڑیں بلقیس بیگم اُسے کندھے سے تھام کر چوہدری ربنواز کے سینے سے ہٹاتے بولیں۔

"نہیں بوا جی۔۔۔میرے بچوں سے مل کر میں بالکل ٹھیک ہوگیا ہو۔ اپنی لاڈلی پوتی کو سینے سے لگا کر لگتا ہے ایک بار پھر سے جی اُٹھاہوں۔ میں بتا نہیں سکتا تم دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر کتنی خوشی ہورہی ہے۔ ہمیشہ ایسے ہی ہنستے مسکراتے ایک ساتھ رہنا۔ "

چوہدری ربنواز نضال کو قریب بلاکر آبرو کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیتے شفقت سے بولے تھے۔

آبرو نے نظریں اُٹھا کر نضال کو دیکھا تھا .جو پہلے سے ہی اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں کے اِس تصادم پر آبرو نے گھبرا کر نظریں جھکا لی تھیں۔ اُسے نضال کی نگاہوں میں اپنے لیے ایک خاص تاثر محسوس ہوا تھا۔ مگر وہ اب کسی خوش فہمی مبتلا نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"دادو باقی سب کہاں ہیں۔ آپی بھی نہیں نظر آرہیں۔۔۔وہ آئیں نہیں کیا۔۔۔ "

آبرو کو وہاں بلقیس بیگم کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ اُس سے یہ سوال پوچھنے سے رہا نہیں گیا تھا۔

"ربنواز کے ہوش میں آنے کے بارے میں ابھی صرف ہم تینوں کو ہی پتا ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ جب تک ربنواز کو مکمل ہوش نہ آجائے۔ اِس بارے میں کسی کو بھی پتا نہ چلے۔ ربنواز کے دشمن اُسے نقصان پہنچانے کے لیے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ مگر ہم اِس پر آنچ بھی نہیں آنے دیں گے۔ آبرو تم یہ بات اپنی بہن کو بھی نہیں بتاؤ گی۔ "

بلقیس بیگم کے تفصیل بیان کرنے پر آبرو کافی حیران ہوئی تھی۔ کیا اُس کی بہن سے اور چوہدری حشمت سے بھی خطرہ تھا اُس کے دادا کو۔ مگر وہ اُن کی بات پر حامی بھرتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"آپ جلدی سے ٹھیک ہوجائیں۔ بہت سی باتیں کرنی ہیں آپ سے۔ کسی کی بہت ساری شکایتیں لگا کر اُس کو سیدھا کروانا ہے آپ سے۔ "

آبرو چوہدری ربنواز کا ہاتھ تھامے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی تھی۔ اُس نے جس طرح کن اکھیوں سے نضال کی جانب دیکھا تھا۔ چوہدری ربنواز سمیت سب مسکرا دیئے تھے۔

"جس جس نے میری پوتی کو تنگ کیا ہے .میں اُن سب کے کان کھینچوں گا۔ "

چوہدری مسکرا کر بولے تھے۔

"سب کے کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجرم ایک ہی ہے "

بلقیس بیگم نے بھی لقمہ لگایا تھا۔ نضال خاموشی سے سائیڈ پر کھڑا اُن تینوں کی باتوں سے لطف اندوز ہورہا تھا۔ اُس کی پرشوق نگاہیں آبرو پر جمی ہوئی تھیں۔

جس سے اب آبرو کنفیوز ہونے لگی تھی۔ اُس نے نضال کو شرم دلانے کے لیے ایک دو بار تنبیہی نظروں سے دیکھا بھی تھا۔ مگر اُس کی صحت پر زرا برابر اثر نہیں پڑا تھا۔

آبرو کے لیے نضال کا یہ بدلتا انداز کافی خوش کن تھا۔

★★★★★★★★★

"کیا بکواس کررہے ہو تم۔۔۔کہاں گئے وہ دونوں۔اُن کے بارے میں تو کسی کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔ پھر کس نے وہاں پہنچ کر اُن کی مدد کی۔

اگر وہ کسی کے ہتھے چڑھ گئے تو ہم نہیں بچ سکیں گے۔ "

چوہدری حشمت کا دماغ یہ بُری خبر سن کر اُلٹ چکا تھا۔ اتنے سالوں سے اپنی قید میں رکھی سونے کی چڑیا اُڑ چکی تھی۔

اُن کو بُری طرح ہاتھ پاؤں پر چکے تھے۔ اگر وہ کسی غلط بندے کے ہاتھ لگ جاتے تو چوہدری حشمت کے لیے بہت جلد زندگی کے دروازے بند ہوسکتے۔

"دلاور کچھ کرو جلدی۔۔۔ "

چوہدری حشمت کا دماغ کام کرنا بند ہوچکا تھا۔

"میری بات تو سنتے ہی نہیں ہیں نا آپ چوہدری صاحب۔ اتنی بار کہہ چکی ہوں۔ مروا دیں اُنہیں۔ اب وہ کسی کام کے نہیں ہمارے۔ مجھ لگ رہا تھا۔ کوئی بڑی مصیبت کھڑی کریں گے وہ ہمارے لیے۔ "

زلیخہ بیگم پریشانی کے عالم میں شوہر اور بیٹے سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"تم اپنی بکواس بند کرو۔ کسی کی جان لینا اتنا آسان کام نہیں ہے "

چوہدری حشمت نے زلیخہ بیگم پر چلاتے اُنہیں خاموش کروایا تھا۔

"نضال پر حملے کا کیا کرنا ہے۔ "

دلاور نے اچانک یاد آتے پوچھا تھا۔

"ایک دو دن انتظار کرو۔ اگر اُن لوگوں والا معاملہ سامنے نہ آیا تو ختم کروا دینا اُسے۔ "

چوہدری حشمت سفاکی سے کہتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

★★★★★★★★★★

"آبرو بیٹا نضال کو دیکھ لیں ایک بار وہ اُٹھ گئے یا نہیں۔ اُنہوں نے شاید آج آفس جلدی جانا ہے۔ "

آبرو کچن میں نجمہ بیگم کے پاس کھڑی تھی۔ جب اُن کی ہدایت پر سر ہلاتی وہاں سے نکل آئی تھی۔

روم میں داخل ہوتے اُسے بیڈ خالی ہی ملا تھا۔ واش روم کا بند دروازہ دیکھ وہ سمجھ گئی تھی۔ نضال شاور لے رہا ہے۔

وہ واپس پلٹ ہی رہی تھی۔ جب نضال نے اُسے واش روم سے پکارا تھا۔

"آبرو ٹاول دینا میں لانا بھول گیا۔ "

نضال کی بات پر آبرو نے بیڈ پر رکھے ٹاول کی جانب دیکھا تھا۔ نضال کو جواب دیتی وہ ٹاول لیے اُس کی جانب بڑھی تھی۔ مگر جیسے ہی وہ ٹاول پکڑا کر پلٹی نضال نے اُس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے، آبرو کو ٹاول کے ساتھ اندر کھینچ لیا تھا۔

آبرو کی بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی۔ جسے نضال نے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔؟؟؟؟ "

آبرو نضال کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹاتی خفگی سے بولتی اُس سے دور ہوئی تھی۔ کیونکہ نضال کے تیور اُسے کافی خطرناک لگے تھے۔

"تم یہ جو ہروقت مجھے بدتمیز کہتی رہتی ہو تو میں نے سوچا کیوں نہ تھوڑی بدتمیزی کرکے دیکھا دوں۔ تمہیں اندازہ تو ہو اصل بدتمیزی ہوتی کیا ہے ".

نضال اُسے خوفزدہ دیکھ آنکھوں میں شرارت چھپائے بولا۔

"نضال وہیں رک جائیں پلیز۔ "

آبرو پیچھے ہٹتی دیوار کے ساتھ جالگی تھی۔ اُس نے ہاتھ اُٹھا کر لرزتے لہجے میں نضال کو دور رہنے کو کہا تھا۔

"اب ایسا ممکن نہیں۔ "

نضال اُس کے ارد گرد دیوار پر ہاتھ ٹکاتے اُسے پوری طرح اپنے حصار میں قید کر گیا تھا۔

"تمہیں ایک ضروری بات بتانی ہے مجھے۔ "

نضال اُس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے بولا۔ اُس کے بھاری لہجے پر آبرو کا دل کانپ اُٹھا تھا۔

وہ جواب میں کچھ نہیں بول پائی تھی۔ ایک بار آنکھوں کی جھالر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔ مگر اِس کی تاب نہ لاتے اگلے ہی پل جھکا گئی تھی۔

"آئی لو یو۔ "

کہنے کو یہ تین الفاظ تھے۔ مگر نضال کی دھڑکنیں تھم سی گئی تھیں۔ اُس کی روح میں سکون سا اُتر گیا تھا۔

"آئی کانٹ لو ود آوٹ یو۔ "

نضال نے اُس کی کان کی لوح پر ہونٹ رکھتے اُسے اپنے لمفظوں سے مسمرائز کر دیا تھا۔

اتنا خوبصورت اقرار آبرو کی دھڑکنوں کی لے بدلی تھی۔ اُس کا چہرا پل بھر میں گلنار ہوا تھا۔

"مجھے باہر جانا ہے ۔۔۔۔ "

آبرو کے لہجے میں واضح لرزش تھی۔

نضال نے اُسے کلائی سے تھامتے اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ سیدھی اُس کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔

"تمہارے دل میں کیا ہے میں جاننا چاہتا ہوں۔ "

نضال نے اُس کا چہرا تھوڑی سے تھام کر اپنے سامنے کیا تھا۔

نضال کی توجہ نہ ملنے پر بھی اُسے شکوہ رہتا تھا۔ اور اب اُس کی قربت بھی برداشت نہیں کی جارہی تھی۔ وہ یہاں سے فرار چاہتی تھی۔ مگر نضال کی گرفت سے صاف ظاہر تھا کہ اتنی جلدی ایسا ممکن نہیں ہے۔

"آپ۔۔۔۔میرے دل و جان میں صرف آپ کا ہی تسلط قائم ہے۔۔۔۔آپ کے معاملے میں میرا مجھ پر ہی بس نہیں چلتا۔ "

آبرو اُس کے سینے پر سر ٹکائے بولتی اُسے بہت خوبصورت اقرار بخش گئی تھی۔ جب نضال نے اپنی انا کو سائیڈ پر رکھتے اُس کی جانب پیشِ قدمی کی تھی۔ تو وہ بھی اب اپنے دل کی بات دل میں دبا کر مزید غلط فہمیاں افورڈ نہیں کرسکتی تھی۔

نضال نے ہلکا سا جھکتے اُس کے ماتھے پر لب رکھے تھے۔

"اب پلیز جانے دیں مجھے۔ اگر کوئی روم میں آگیا تو کیا سوچے گا۔ "

آبرو کو اِسی بات کا خوف تھا۔

"یہی سمجھے گے کہ آج ہمارا ایک ساتھ شاور لینے کا موڈ ہورہا ہے۔ "

نضال نے یہ کہتے ساتھ ہی شاور کا نل کھول دیا تھا۔ وہ خود تو اِس وقت صرف ٹراؤزر اور بنیان میں موجود تھا۔ مگر آبرو جس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی چینج کیا تھا۔ وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی۔

"نضال یہ کیا کیا ہے آپ نے۔۔۔۔ "

آبرو غصے سے چلائی تھی۔ اُس نے باہر نکلنا چاہا تھا۔ مگر باہر سے آتی اُجالا کی آواز پر وہ واپس پلٹتی نضال سے جا ٹکرائی تھی۔

"آپ سچ میں بہت بدتمیز ہیں۔ "

آبرو نے اپنے بھیگے وجود کے گرد دوپٹہ درست کرتی اُس کی تپش زدہ نظروں سے بچنے کی کوشش کرتے بولی۔

"اِسے بدتمیزی نہیں رومانس کہتے ہیں باس صاحبہ۔ ویسے تمہیں ہی تو مجھ سے شکوہ تھا کہ بہت آن رومینٹک بندہ ہوں۔ "

نضال اُس کی اُس دن انیسہ سے ہوئی بات کا حوالہ دیتے بولا تھا۔ جو اُس نے اچانک روم میں داخل ہوتے سنی تھی۔

آبرو شرم سے سُرخ ہوتی اُسے دوبارہ اپنی جانب بڑھتا دیکھ واش روم سے نکل گئی تھی۔

★★★★★★★★★

آج کنزا کی مہندی تھی۔ جس کا انتظام اُن کے اپنے گھر میں ہی کیا گیا تھا۔ آبرو نضال کے لائے گئے خوبصورت سے اورنج اور زرد کنڑاسٹ کے شرارہ فراک میں ملبوس نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

اُس نے نضال کی خواہش پر دوپٹہ لینا شروع کردیا تھا۔ مگر سنبھالنا ابھی اُس کے لیے کافی مشکل ہوتا تھا۔ اِس وقت بھی وہ زرد پھولوں کے زیور سے سجی، مہندی اور پھولوں کی رچی بسی خوشبو سے مہکتی حُسن کی دیوی معلوم ہورہی تھی۔ جو راستہ بھٹک کر نضال حیدر کی دنیا میں آ نکلی تھی۔ اُجالا نے اُس کی آگے سے کچھ لٹیں نکالتے اُس

کے لمبے گھنے بالوں میں پھولوں کی لڑی ڈال کر بہت خوبصورتی سے اُنہیں چٹیا کی شکل دے گئی تھی۔

آبرو اِس طرح تیار کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اُسے آج اپنا آپ بے حد حسین لگ رہا تھا۔ اُسے بس اُسی لمحے کا انتظار تھا۔ جب نضال اُسے دیکھتا۔ مگر وہ نجانے کہاں غائب تھا۔ آبرو نے شام سے اُسے دیکھا ہی نہیں تھا۔

اُجالا کے ساتھ وہ روم سے نکل آئی تھی۔

★★★★★★★★★

"بولو کیوں بلایا ہے مجھے یہاں۔ "

نضال ثمن کی مقابل آتے بولا۔

"تمہاری جان خطرے میں ہے۔ "

ثمن اُس کی سرد نگاہوں میں جھانک کر خیر خواہ بنتے کہا تھا۔

نضال نے اُس کی بات پر بالکل بھی ری ایکٹ نہیں کیا تھا۔

"چوہدری حشمت اور دلاور تمہیں مار کر۔ تمہاری ساری جائیداد اپنے نام کرنا چاہتے ہیں۔ "

ثمن اُس کے چہرے سے کچھ اخذ نہیں کرپائی تھی۔

"تم میری اتنی ہمدرد کیوں بن رہی ہو۔ تم تو یہی چاہتی ہو نا میں تمہاری بہن کو طلاق دے دوں۔ "

نضال جانتی تھی وہ کتنی خودغرض ہے۔ اپنے مطلب کے سوا اُس کی کبھی مدد نہیں کرے گی۔

"وہ تو میں اب بھی چاہتی ہوں۔ میری بہن کسی ایسے جیون ساتھی کو ڈیزرو کرتی ہے۔ جسے اُس کی قدر ہو۔ جو اُسے اہمیت دے۔ مگر تمہارے لیے، تم سے آگے کوئی نہیں ہے۔ وہ بہت معصوم ہے۔ تم جیسے شخص کے ساتھ بکھر کر رہ جائے گی۔

تم آج بھی میرے لیے سب سے ناپسندیدہ شخص ہو۔ مگر میں اپنی دشمنی میں کسی کی زندگی سے نہیں کھیل سکتی۔ "

ثمن کی بات پر نضال ہنس دیا تھا۔

"اِس کا مطلب اب میں جاسکتا ہوں۔ تمہاری ہمدردی کا شوق پورا ہو چکا ہے۔ "

نضال صوفے سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"نہیں مجھے تم سے کچھ اور بات بھی کرنی ہے۔ "

ثمن اُسے اُٹھتا دیکھ جلدی سے بولی تھی۔

"میں جانتا تھا ثمن شاہنواز کبھی کوئی کام اپنے مطلب کے بغیر نہیں کرتی۔ "

نضال طنزیا لہجے میں بولتا واپس جابیٹھا تھا۔

"میری بہن کو طلاق دے دو۔ "

ثمن نے بہت ہی آرام سے اپنی پرانی بات ایک بار پھر دوہرائی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے، تم یہاں بلا کر مجھے یہ کہو گی اور میں مان جاؤں گی۔ کیا یہی مذاق کرنے کے لیے میرا اتنا ٹائم ضائع کررہی ہو۔ "

نضال اُکتائے ہوئے لہجے میں بولتا اُٹھا تھا۔

"میں جانتی ہوں تم ایسا کرو گے۔ "

ثمن کے اتنے پریقین لہجے پر ثمن نے پلٹ کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"آبرو نے بتایا مجھے۔ بہت یاد کرتے ہو تم اپنے پیرنٹس کو۔ آج بھی اُن کی تصویر تمہارے تکیے تلے موجود ہے۔ اُنہیں دیکھے بغیر تمہاری صبح نہیں ہوتی۔ ایسا ہی ہے نا۔ "

ثمن کی بات پر نضال نے اُلجھن بھری نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

"اِس سب کا مطلب۔۔۔۔ "

نضال نے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"ملنا چاہو گے اُن سے۔ وہ بھی تمہیں ایسے ہی مس کرتے ہیں۔ "

ثمن نے بہت آرام سے نضال کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

نضال اپنی جگہ سن کھڑا پھٹی پھٹی نظروں سے اُسے دیکھے گیا تھا۔

اُس کی بے یقینی پر ثمن نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ہاں وہ زندہ ہیں۔ اُس حادثے والے دن رحمان علی اُن دونوں کو زخمی حالت میں دیکھ یہی سمجھا تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے پہلے تمہیں محفوظ مقام پر پہنچانے کی خاطر وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

جب وہ واپس آیا تو گاڑی کو آگ لگ چکی تھی۔ اور تمہارے پیرنٹس کی باڈیز جل کر راکھ ہوچکی تھیں۔ یہی کہانی پتا ہے نا تمہیں مگر۔۔۔ "

ثمن نے بات کے دوران زرا سا وقفہ لیا تھا۔ اُس کی نظریں نضال کے متغیر ہوتے چہرے پر تھیں۔

"رحمان علی کے وہاں سے نکلنے کے چند سیکنڈز بعد حشمت دادا کے آدمیوں نے وہاں پہنچ کر تمہارے پیرنٹس کو گاڑی سے نکالنے کے بعد، وہاں کسی اور کہ ڈیڈ باڈیز رکھ کر گاڑی کو آگ لگا دی تھی۔ جس سے سب یہی سمجھ گئے تھے۔ کہ وہ جلی ہوئی

لاشیں تمہارے پیرنٹس کی ہیں۔ اور وہ دونوں اب مر چکے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے، وہ دونوں زندہ ہیں اور چوہدری حشمت کی قید میں ہیں۔

چوہدری حشمت کو نجانے کہاں سے یہ غلط خبر ملی تھی۔ کہ دادا جان نے اپنی ساری جائیداد اپنے بڑے بیٹے کے نام کردی ہے۔ وہ شیر نواز چچا سے وہ ساری جائیداد اپنے نام کروانا چاہتے تھے۔ اِس لیے اُنہیں اغوا کیا تھا۔ مگر ایسا نہیں تھا دادا جان کی ساری جائیداد اُن کے اپنے نام ہی ہے۔ اُن کی وصیت میں یہ لکھا ہے۔ کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کی ساری جائیداد اُن کے دونوں بیٹوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ مگر اُن کی وصیت پر عمل تب ہوتا۔ خدا نہ کرے اگر وہ اِس دنیا میں نہ رہتے۔ اِسی پوائنٹ پر آکر چوہدری حشمت پھنس چکے تھے۔ وہ نہ تمہارے پیرنٹس کو کوئی نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اگر ایسا کرتے تو جائیداد کے اُس حصے کو ضائع کر بیٹھتے جو تمہارے بابا کے نام تھا۔

چوہدری حشمت نے اتنے سالوں سے اُنہیں اپنے پاس قید کرکے رکھا ہوا ہے۔ مجھے یہ حقیقت چند مہینے پہلے ہی پتا چلی ہے۔ آج پورے دو مہینوں کی کوششوں کے بعد پتا

لگاپائی ہوں کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ میں جانتی ہوں تم اُن دونوں سے ملنے کے لیے بےقرار ہوگے۔ مگر تم نے خود ابھی کہا کہ میں اپنے مطلب کے بغیر کچھ نہیں کرتی۔ آئم سوری یہاں بھی تمہیں میرا مطلب پورا کرنا ہوگا۔ تب ہی میں تمہیں تمہارے پیرنٹس سے ملوا سکتی ہوں۔ آبرو کو طلاق دے دو۔ اُس کے سامنے دنیا کے سب سے بُرے انسان بن جاؤ۔ تاکہ وہ تم سے نفرت کرنے لگے .واپس کبھی تمہارے پاس لوٹ کر نہ آئے۔

تم میری یہ شرط پوری کرو گے تب ہی بتاؤں گی تمہارے پیرنٹس کہاں ہیں۔ "

ثمن نے تفصیل سے ساری سچائی نضال کے سامنے رکھتی اُس کے لال انگارہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی تھی۔

"میرے پیرنٹس کہاں ہیں۔ بتاؤ مجھے ورنہ چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں "

نضال نفرت بھری نظروں سے اُسے دیکھتے اُس کی گردن دبوچ چکا تھا۔ اُس کی گرفت اتنی شدید تھی کہ ثمن کی آنکھیں باہر کی جانب اُبل پڑی تھیں۔

"تت تم ۔۔۔ی یہ ک کر۔ ۔کے اپ پنا نقصان ک کرررہے ہو۔ "

ثمن بمشکل یہ الفاظ ادا کر پائی تھی۔

نضال نے اُس کی گردن آزاد کرتے اُسے دور پھینکا تھا۔

"نضال تمہاری ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تم جتنا لیٹ کرو گے، خسارہ میں تم ہی آؤ گے۔ میری بات مان لو۔ آبرو کو چھوڑ دو۔ اگر تم نے ابھی ایسا نہیں کیا تو ایک نہ ایک دن میں آبرو کو تم سے چھین لوں گی۔ میری بہن آنکھ بند کرکے بھروسہ کرتی ہے مجھ پر۔ مگر پھر شاید ایک بار پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم اپنے پیرنٹس کو کھو دو گے۔ "

ثمن بُری طرح کھانسنے کے بعد پانی کا گلاس لبوں سے لگاتی خود کو نارمل کرتے بولی۔

نضال خود اِس وقت ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا محسوس کررہا تھا۔ اِن گزرے دنوں اُسے احساس ہو چکا تھا۔ کہ آبرو اُس کے لیے کتنی ضروری تھی۔ وہ اُس کے بغیر

نہیں رہ سکتا تھا۔ آج ہی تو وہ اُس کے ساتھ اپنی زندگی کی حسین شروعات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"میں تمہاری شرط ماننے کو تیار ہوں۔ آج ہی تمہاری بہن لوٹ کر تمہارے پاس آجائے گی۔ اُس کے دل میں موجود محبت کو نفرت میں بدل دوں گا۔ لیکن اُس کے بعد اگر تم نے کوئی ہوشیاری کی تو یہیں گاڑھ کر رکھ دوں گا۔ تمہیں آج ہی میرے پیرنٹس کو میرے حوالے کرنا ہوگا۔ "

نضال اذیت کی انتہا پر پہنچ کر یہ لفظ ادا کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

جبکہ ثمن کی نظر نضال کی سُرخ وحشت زدہ سی آنکھوں میں تیرتے آنسوؤں پر جم کر رہ گئی تھی۔

کیا اپنے زعم میں وہ کچھ غلط کر گئی تھی۔

★★★★★★★★★★

"لاؤ مجھے دو میں لے جاتی ہوں۔ "

آبرو اُجالا کے ہاتھ سے گجرے کی ٹرے لیتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔ یہ گجرے مہندی میں آئی خواتین کا سرو کرنے تھے۔

"آؤچ۔۔۔ "

آبرو اپنا شرارا سنبھالتی سامنے سے تیزی سے آتے نضال کو نہیں دیکھ پائی تھی۔ زور دار تصادم کے نتیجے میں آبرو کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے چھوٹ کر نیچے جا گری تھی۔

"نضال آپ۔۔۔ "

آبرو اُسے سامنے دیکھ خوشی سے بولی تھی۔ مگر اُس کے پتھریلے تاثرات دیکھ اُس نے بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔

"نضال کیا ہوا آپ کو۔۔۔ "

آبرو فکرمندی سے بولی تھی۔ نضال جس کی نظریں آبرو کے حسین ترین سراپے سے اُلجھ کر رہ گئی تھیں۔ اُس کی آواز پر چونک کر واپس اِس تلخ حقیقت کی جانب لوٹ آیا تھا۔ جو تلخی ابھی کچھ دیر بعد اُس کی زندگی میں بھرنے والی تھی۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔۔ "

نضال اُس کی کلائی سختی سے دبوچتا اُسے لیے اپنے گھر کی جانب بڑھا تھا۔ نیچے گرے گجرے نضال کے پیروں تلے بُری طرح کچلے جاچکے تھے۔ بالکل ایسے جیسے ابھی کچھ دیر بعد وہ آبرو کا دل کچلنے والا تھا۔

"نضال کیا ہوا ہے۔ آپ ایسا کیوں بی ہیو کررہے ہیں۔ "

آبرو حیرت زدہ سی اُس کے ساتھ کھینچی چلی جارہی تھی۔ نضال اُس کی کسی بھی بات کا کوئی جواب بھی نہیں دے رہا تھا۔

اپنے گھر میں داخل ہوتے اُس نے آبرو کو ڈرائنگ روم میں لاکر صوفے پر پٹخا تھا۔

"اپنا سامان باندھو اور نکلو میرے گھر سے۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ "

آبرو ابھی اُس کے دھکے سے نہیں سنبھلی تھی کہ اُس کے الفاظ نے رہی سہی کسر بھی پوری کررہی تھی۔ آبرو پھٹی پھٹی نظروں سے نضال کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اُسے یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ الفاظ نضال نے ادا کیے ہیں۔

"نضال۔۔۔ "

آبرو کے لب ہولے سے پھڑپھڑائے تھے۔

"تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔ مجھ سے چھپائے رکھا کہ تم نے اپنی ساری جائیداد ثمن کے نام کرچکی ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو تم میرے گھر کیا کررہی ہو۔ مجھے تمہاری جس چیز میں انٹرسٹ تھا۔ وہ تو اب تمہارے پاس ہے ہی نہیں۔ تو پھر اب میرا یہ جھوٹی محبت کا ناٹک کرنے کا فائدہ کیا۔

تم سے شادی سے تو میں بہت پہلے انکار کرچکا تھا۔بڑوں کے کیے گئے فیصلے کے تحت مجبوری میں تمہیں اپنی بیوی مان تو لیا۔ مگر تم جیسی لڑکی کسی صورت بھی میری جیون ساتھی کے معیار پر پورا نہیں اُترتی۔ جسے پہننے اوڑھنے کا سینس نہیں ہے۔ اُس رات دیکھا تھا میں نے تمہیں کس قدر بیہودہ ڈریسنگ تھی تمہاری۔

میرے نزدیک تمہاری اب کوئی ویلیو نہیں ہے۔ نکل جاؤ میرے گھر سے۔ کچھ دنوں تک طلاق کے پیپرز مل جائیں گے تمہیں۔ "

نضال آبرو کو جتنا بُرا بھلا بول سکتا تھا۔ اُس نے اُسے وہ سب کہہ کر خود سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی۔ اپنی بات کہہ کر اُس نے آبرو کی جانب دیکھا تھا۔ جس کی آنکھوں میں تیرتیں اعتبار کی کرچیاں نضال کو اپنے دل میں چھبتی محسوس ہوئی تھیں۔

"مجھے صرف میرے ایک سوال کا جواب چاہیئے۔ "

آبرو ہارے ہوئے قدموں سے اُٹھ کر اُس کے مقابل آئی تھی۔

"میری آنکھوں میں دیکھ کر کہیں۔ آپ کو کبھی مجھ سے محبت نہیں ہوئی۔ میں کبھی آپ کے لیے امپورٹنٹ نہیں رہی۔ "

آبرو کے دل میں ابھی بِھی کوئی اُمید باقی تھی۔

"محبت اور تم سے۔ آخر ایسا ہے کیا تم میں۔ جس کی وجہ سے میں محبت کرسکوں تم سے۔ نہ پہلے کبھی تم میرے لیے امپورٹنٹ تھی نہ آگے کبھی ہوگی۔ میں تمہاری اب آگے کی زندگی میں کبھی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہوں گا۔ "

نضال اُسے خود سے دور جھٹکتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ یہ دیکھے بغیر کے آبرو لڑکھڑا کر کس بُری طرح زمین بوس ہوئی تھی۔

★★★★★★★★★★

"آبرو میری جان بس کرو۔ ایک ایسے شخص کے لیے خود کو ہلکان کیوں کررہی ہو۔ جسے تمہاری قدر ہی نہیں۔ جس نے صرف دولت کی خاطر تمہیں اپنایا۔ وہ شخص کبھی تمہاری محبت کے قابل تھا ہی نہیں۔ "

ثمن آبرو کو ٹوٹ کر روتا دیکھ خود بھی اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔ کل رات سے آبرو کا یہی حال تھا نہ کچھ کھایا پیا تھا،نہ سوئی تھی۔ ثمن اُس کی حالت دیکھ شدید تشویش کا شکار تھی۔

"آپی میں نے دل سے چاہا تھا اُس شخص کو بہت محبت کی تھی اُس سے۔ اُس نے میرے ساتھ اتنا بُرا کیوں کیا۔ اُس کے شادی سے انکار کرنے پر میں اپنی محبت کو دل میں دفن کرکے پیچھے ہٹ گئ تھی نا۔ پھر مجھے اپنے اتنے قریب لاکر، محبت کا وہ جھوٹا ناٹک کیوں کیا میرے ساتھ۔

آپی نفرت محسوس ہورہی ہے مجھے خود سے۔ اُس شخص کے اتنے بڑے دھوکے کہ بعد بھی میں اُس سے نفرت کیوں نہیں کر پارہی۔ کیوں اُس کے بغیر جینے کا تصور مجھے اندر ہی اندر مار رہا ہے کیوں؟ کاش میں اُسے کوئی سزا دے پاتی، مگر میری زبان سے تو اُس کے لیے بددعا بھی نہیں نکل پارہی۔ "

آبرو کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی۔

"آبرو پلیز ایسے مت کرو۔ سنبھالو خود کو۔۔۔میری خاطر۔۔ میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں اِس حالت میں "

ثمن کو آبرو کے اتنا شدید ردعمل کی توقع نہیں تھی۔ آبرو نضال کو اتنی شدت سے چاہتی ہوگی۔ اُسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔

آبرو کی بگڑتی حالت دیکھ ثمن کا دل گھبرانے لگا تھا۔

"بیگم صاحبہ یہ آبرو بی بی جی کے نام پارسل آیا ہے۔ کورٹ کے پیپرز ہیں۔ "

ملازمہ ثمن کی جانب پارسل بڑھاتے واپس پلٹ گئی تھی۔ جبکہ کورٹ کا نام سن کر آبرو کے کانوں میں نضال کے الفاظ گونجے تھے۔

وہ اُسے دو دن میں طلاق دینے کی بات کررہا تھا۔

"آپی یہ طلاق کے پیپرز ہیں نضال نے مجھے طلاق دے دی ہے۔۔۔۔آپی اُس نے مجھے طلاق ۔۔۔۔ "

باقی کے الفاظ آبرو کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ وہ ثمن کی بازوؤں سے پھسلتی بیڈ پر ایک جانب لڑھک گئی تھی۔

"آبرو۔۔۔آبرو کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔۔آبرو میری گڑیا آنکھیں کھولو۔ ایسا مت کرو میرے ساتھ۔۔۔میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گی۔۔۔آبرو۔ "

ثمن اُسے بے جان ہوتا دیکھ اپنے حواس کھوتے چلائی تھی۔ اُس کی شدت پسندی نے اُس کی بہن کو کس حال تک پہنچا دیا تھا۔

★★★★★★★★★★

"مجھے لگا تھا میں اب کبھی آپ لوگوں کو دیکھ نہیں پاؤں گا۔ آپ کا یہ شفقت بھرا لمس محسوس نہیں کرپاؤں گا۔ اتنے سال آپ لوگوں سے دور رہنا بہت تکلیف کا باعث تھا۔ مگر اب آپ لوگوں کو واپس پاکر مجھے لگ رہا ہے میں دنیا کا سب سے خوش قسمت ترین انسان ہوں۔ اب کبھی دور نہیں جانے دوں گا آپ دونوں کا خود سے۔ "

نضال اُن دونوں کے ہاتھ چومتا عقیدت سے پُر لہجے میں بولا تھا۔ شیر نواز اور قدسیہ بیگم اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنے سامنے دیکھ بےپناہ خوش تھے۔ اُن کے اتنے سالوں کا صبر اور انتظار کا پھل اُن کو خوبرو بیٹے کی صورت ملا تھا۔ جسے سینے سے لگاتے چوہدری شیر نواز اپنا ہر غم بھول گئے تھے۔ قدسیہ بیگم اُس کا ماتھا چومتی نہیں تھک رہی تھیں۔ اُن کی اتنے سالوں کی ممتا کی پیاس بجھ ہی نہیں رہی تھی۔

نضال اُن کے درمیان بیٹھا بے پناہ خوش تھا۔ مگر دل کا ایک کونا ابھی بھی بہت تکلیف میں تھا۔ جس کا درد لمحہ بہ لمحہ بڑھتا اُسے بُری طرح بے چین کیے ہوئے تھا۔

آبرو کو گھر سے نکالنے کے بعد ثمن نے اُسے اُس جگہ کا ایڈریس دے دیا تھا۔ جہاں اُس نے اُن دونوں کو چوہدری حشمت سے بازیاب کروانے کے بعد رکھا تھا۔ ثمن نے نضال سے جھوٹ بولا تھا۔ کہ اُس کی ماں کی طبیعت خراب ہے۔ وہ دونوں بالکل ٹھیک تھے۔ ہاں اتنے سال ایک جگہ بند رہنے کی وجہ سے اُن کی زہنی کنڈیشن نارمل نہیں تھی۔ مگر سے ملنے باتیں کرنے کے بعد وہ دونوں آہستہ آہستہ نارمل ہورہے تھے۔ ثمن نے اُن کے آرام کا پورا خیال رکھتے اُنہیں بہت ہی پر آسائش جگہ پر رکھا تھا۔

مگر اُس کے باوجود نضال کی نفرت ثمن کے لیے کم نہیں ہوئی تھی۔ وہ اُس کی سب سے قیمتی چیز چھین کر اُس کی سب سے بڑی دشمن بن چکی تھی۔

نضال ابھی کچھ دن اپنے پیرنٹس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔ آہستہ آہستہ اُنہیں سب حقائق سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ جس کے بعد اُس کا اگلا ٹارگٹ چوہدری حشمت سے نبٹنا تھا۔

★★★★★★★★★★

"ڈاکٹر صاحب کیسی ہے آبرو۔۔۔آپ لوگ مجھے کچھ بتا کیوں نہیں رہے۔ اُسے کیا ہوا ہے۔ "

ثمن ڈاکٹر کو باہر نکلتا دیکھ اُن کے قریب آئی تھی۔ اُس کا بھیگا چہرا اور سُرخ آنکھیں سوج چکی تھیں۔ آبرو کی فکر کے ساتھ اُسے یہ سچ بھی بچھو کی طرح ڈسے جارہا تھا۔ کہ اُس کی بہن کی اِس حالت کی زمہ دار صرف وہ تھی۔ اپنی ضد، اکڑ، آبرو کے لیے شدت پسندی اور نضال کو نیچا دیکھانے کے لیے اُس نے اپنی بہن کی زندگی اُس کی خوشیاں داؤ پر لگا دی تھیں۔

بھلا کوئی اپنی سگی بہن کے ساتھ بھی اتنا بڑا ظلم کر سکتا تھا۔

وہ کتنی بار نضال کا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔ اُس کے گھر بھی جاچکی تھی۔ مگر نضال کا کوئی اتاپتا نہیں مل پایا تھا۔ اُسے خوف محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں چوہدری حشمت نے اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا دیا تھا۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو اُس نے ہمیشہ کے لیے آبرو کو کھو دینا تھا۔

"ابھی ہم نے اُن کو انڈرآبزرویشن رکھا ہوا ہے۔ اُن کی حالت کافی سیریس ہے۔ اُنہیں دماغی طور پر بہت گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ جسے وہ ایکسپٹ نہیں کر پارہی ہیں۔ اور سب سے اہم بات پیشنٹ خود ہی ریکور نہیں کرنا چاہتیں۔ "

ڈاکٹر کی بات سن کر ثمن سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب وہ ٹھیک تو ہوجائے گی۔ اُسے کب تک ہوش آجائے گا۔ "

ثمن نے بہت دقت سے یہ جملہ ادا کیا تھا۔

"اُن کی حالت کے پیشِ نظر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر میں آپ کو کسی بھی حوالے سے اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا۔ اُن کی ریکوری کے چانسز بہت کم ہیں۔ "

ڈاکٹر اُسے تلخ حقیقت سے آگاہ کرتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

ثمن نے پلر کا سہارا لیتے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔ وہ چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپائے دیوار کے ساتھ لگ کر نیچے فرش پر بیٹھتی پھوٹ کر رو دی تھی۔

جب انسان کو ہر چیز آسانی سے ملنے لگے۔ عاجزی و انکساری کی جگہ غرور اور تکبر آجائے تو ایک دن جب پوری کائنات پر قدرت رکھنے والا غفورو رحیم رب اپنی رسی کھینچتا ہے۔ تو انسان ایسے ہی منہ کے بل زمین پر گرتا ہے جیسے آج ثمن گری تھی۔ اپنے ماں باپ کے بعد اُس نے آبرو کو اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔ اُس کی ہر خواہش پوری کی تھی۔ اُس نے ہمیشہ آبرو کو اپنے کنڑول میں رکھا تھا۔ آبرو اُس کی خوشی کے لیے اُس کی ہر بات مانتی تھی۔

اُس نے ثمن سے صرف اپنا جیون ساتھی اپنی مرضی کا چننے کی خواہش کی تھی۔ مگر اُس میں بھی ثمن نے شدت پسندی کا مظاہر کرتے آبرو سے اُس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی چھین لی تھی۔

اُس نے آبرو کے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ کہ وہ اُس کے بچپن کے نکاح کے بارے میں نہیں جانتی، آبرو نے بنا ایک لفظ کہے اُس کی بات پر یقین کرلیا تھا۔ اُس نے آبرو نے اُس کی خوشی کی خاطر نضال اور اُس میں سے بھی اُسے چننا تھا۔

مگر اُس نے کیا کیا تھا۔ اپنی بہن کی ہنستی بستی زندگی اُجاڑنے کی خاطر اُس کے پیٹھ پیچھے نجانے کتنی سازشیں رچائی تھیں۔ ثمن کو پچھتاوے کے ناگ ڈسنے لگے تھے۔ اُس نے اپنے ہاتھوں سے سب کچھ برباد کردیا تھا۔ اُس کا گھمنڈ اور تکبر اُس کی بہن کی خوشیاں کھا گیا تھا۔

"نضال کے ساتھ بہت بُرا کر چکی میں، اب مزید غلط نہیں ہونے دوں گی۔ "

ثمن آنسو صاف کرتی احمر کے دوست ایس پی شفیق کو کال ملاتے بولی تھی۔

چوہدری حشمت اُن کی فیملی کے ساتھ بہت غلط کر چکا تھا۔ اب وہ اُسے مزید کوئی کھیل نہیں کھیلنے دینا چاہتی تھی۔ اُس نے اُس دن چوہدری حشمت اور دلاور کی ساری ریکارڈنگ کر لی تھی۔ جو اُنہوں نے نضال کو مارنے کا پلان بنایا تھا۔ اُس کے علاوہ اُس کے آدمیوں نے اُس جگہ سے بھی کچھ شواہد اکٹھے کیے تھے۔ جہاں سے اُس نے نضال کے پیرنٹس کو بازیاب کروایا تھا۔

یہ ساری باتیں چوہدری حشمت کے خلاف کیس بنانے میں بہت مددگار ثابت ہوسکتی تھیں۔

★★★★★★★★★

"شکور، ساجد۔۔۔کہاں ہیں سب لوگ ۔۔۔گھر میں اتنا اندھیرا کیوں ہے۔ "

ثمن شام سات بجے کے قریب ہاسپٹل سے گھر وہ ویڈیو لینے آئی تھی۔ جس میں چوہدری حشمت کے خلاف ثبوت موجود تھا۔ اُس نے اُسے ریکارڈنگ کو اپنے لاکر میں محفوظ کرر کھا تھا۔

مگر پہلے باہر گیٹ سے چوکیدار غائب اور اب گھر کے اندر گھپ اندھیرا دیکھ اُس کی چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا الارم دینے لگی تھی۔

"اندھیرا اب صرف گھر میں ہی نہیں، تمہاری زندگی میں بھی لکھ دوں گا میں۔۔۔۔ہمارے ساتھ دھوکا کرکے تم کیا سمجھ رہی تھی۔ اتنی آسانی سے بچ جاؤ گی تم۔ "

ڈرائنگ روم روشن ہونے کے ساتھ اپنے عقب سے اُسے دلاور کی آواز سنائی دی تھی۔

"اوہ تو تم اب چوروں کی طرح میرے گھر میں بھی گھس آئے ہو۔۔۔۔۔تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری اِن دھمکیوں سے ڈر جاؤں گی میں۔ "

ثمن کے چہرے پر تنہا ہونے کے باوجود کسی قسم کا کوئی خوف موجود نہیں تھا۔ جس بات نے دلاور کو اچھا خاصہ حیران بھی کیا تھا۔

"نضال حیدر کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ بتا دو مجھے ورنہ اُس سے پہلے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔ بالکل ویسے ہی جیسے میرے دادا نے ایکسیڈنٹ میں تمہارے ماں باپ کے کروائے تھے۔ "

دلاور کی بات سن کر ثمن کو گہرا دھچکا لگا تھا۔ وہ اب تک یہی سمجھتی آئی تھی۔ کہ اُن کا ایکسیڈنٹ صرف ایک حادثہ تھا۔

"میرے پیرنٹس کو بھی چوہدری حشمت نے مروایا تھا۔ "

ثمن سے دکھ کے مارے بولا ہی نہیں گیا تھا۔ اُس کے بابا کے بارے میں آج تک یہی کہا جاتا تھا۔ کہ شراب کے نشے میں دھت اُنہوں نے خود گاڑی ٹھوک دی تھی۔

"اب تو میں کسی صورت نہیں بخشوں گی تمہیں اور تمہارے اُس نمک حرام دادا کو۔ "

ثمن نے موبائل نکالتے پولیس کا کال ملانی چاہی تھی۔ جب دلاور نے قریب آتے اُس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر ایک زور دار اُس کے منہ پر رسید کیا تھا۔
ثمن لہرا کر منہ کے بل کانچ کے ٹیبل پر جا گری تھی۔
"بول نضال کہاں ہے۔ ورنہ تیری اور ہاسپٹل میں پڑی تیری اُس بہن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ "

دلاور اُسے بالوں سے دبوچتا واپس سیدھا کھڑا کرتے بولا تھا۔ ثمن کا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔ ٹیبل کا کنارہ لگنے سے اُس کے ماتھے پر چوٹ آئی تھی۔

مگر دلاور اُس کا زرا سا بھی لحاظ کیے اُس کے بالوں کو جکڑے وحشی بنا ہوا تھا۔

جب اُسی وقت نضال کی آواز ڈرائنگ روم میں گونجی تھی۔

"کمینے تیری ہمت کیسے ہوئی ثمن پر ہاتھ اُٹھانے کی۔ مجھ سے لڑائی ہے نا تیری تو آپ مجھ سے مقابلہ کر۔ "

نضال دلاور کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اُسے گریبان سے دبوچتا اُس پر مکوں اور گھونسوں کی برسات کرچکا تھا۔

ثمن ایک سائیڈ پر کھڑی خاموشی سے دلاور کو پٹتا دیکھ رہی تھی۔ اُس نے جلدی سے پولیس کو کال ملائی تھی۔

"نضال چھوڑو وہ مر جائے گا۔ "

ثمن دلاور کا خون سے تر چہرا دیکھ جلدی سے قریب آئی تھی۔ مگر نضال دلاور پر اپنا غصہ نکالنے لگا تھا۔ کیونکہ سفیر نے اُسے بتایا تھا، اِس بے غیرت شخص کی نظر ابھی بھی اُس کی بیوی پر تھی۔

"میں اِسے اِس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا کہ آئندہ یہ میری بیوی کے حوالے سے کوئی غلط خیال دماغ میں لاسکے۔ "

نضال کے بیوی لفظ پر اُسے روکنے کے لیے آگے آتے ثمن کے قدم وہیں ساکت ہوئے تھے۔

پولیس کے آنے پر نضال نے اُسے نیم مردہ حالت میں پولیس کے حوالے کیا تھا۔

نضال پولیس والوں کے جانے کے بعد ثمن پر بنا ایک نظر ڈالے واپس پلٹا تھا۔

"نضال ایک منٹ رکو پلیز۔۔۔ "

ثمن ایک اُٹھتی گرتی اُمید لیے نضال کے سامنے آئی تھی۔

"تم نے ابھی آبرو کے بارے میں بیوی لفظ استعمال کیا؟ "

ثمن نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔ اگلا جملہ وہ بول نہیں پائی تھی۔

"تو کیا۔۔۔ "

نضال نے نخوت بھری نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم تو اُسے طلاق دے چکے ہو نا۔۔۔تم نے اُس دن وہ پیپر بھیجوائے تھے "

یہ الفاظ ادا کرتے پہلی بار ثمن کا دل کانپا تھا۔ اُسے آج سمجھ آئی تھی۔ کہ بلکیس بیگم نے اُسے طلاق لفظ پر اتنا سخت کیوں ڈانٹا تھا۔ یہ واقعی کتنی ناپسندیدہ عمل تھا۔

"لگتا ہے تم نیند میں بھی ہم دونوں کو الگ کرنے کے خواب دیکھتی ہو۔ میں نے تم سے وعدہ ضرور کیا تھا کہ میں آبرو کو طلاق دوں گا مگر وہ صرف ایک جھوٹا وعدہ تھا۔ اور آبرو کے لیے میں ایسے ہزاروں جھوٹے وعدے کر اور توڑ سکتا ہوں۔ مگر اُسے چھوڑنے کے بارے میں مر کر بھی نہیں سوچ سکتا۔ میں نے کوئی پیپرز نہیں بھجوائے۔ "

نضال نے اُس کی جانب دیکھتے نفرت آمیز لہجے میں یہ بات کہی تھی۔ مگر ثمن کے دل و دماغ سے جیسے کوئی بھاری بوجھ سرک گیا تھا۔

اُس کے ہونٹوں پر پھیلتی مسکراہٹ دیکھ نضال کو اُس کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا۔

"نضال مجھے معاف کردو میں نے بہت غلط کیا تم دونوں کے ساتھ۔۔۔۔تم سے جدا ہوکر میری بہن ٹھیک نہیں ہے۔ وہ پچھلے چار دنوں سے ہاسپٹل میں پڑی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے۔ پلیز بچا لو میری بہن کو۔ تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی وہ۔ بہت محبت کرتی ہے تم سے۔۔۔۔ "

ثمن نضال کے قدموں میں گرتی گرگراتے ہوئے بولی تھی۔

جبکہ اُس کے الفاظ نضال کی روح فنا کرنے کے لیے کافی تھے۔ اُس نے ثمن کو بازو سے پکڑ کر اُوپر اُٹھایا تھا۔

"کیا بکواس کررہی ہو تم کہا ہے میری آبرو، کیا ہوا ہے اُسے۔۔۔۔ "

نضال اُس پر غضبناک ہوتے دھاڑا تھا۔ جس پر ثمن ندامت سے چور لہجے میں اُسے اُن پیپرز سے ہوئی غلط فہمی کے بعد آبرو کی بگڑی حالت کے بارے میں بتاتی چلی گئی تھی۔

جیسے جیسے وہ بول رہی تھی۔ نضال کو اپنی دھڑکنیں منجمند ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔

★★★★★★★★★

"بھائی صاحب آپ۔۔۔۔۔ "

چوہدری حشمت اپنے بڑے بھائی کو پورے ہوش و حواس میں چل کر حویلی میں آتا دیکھ شاک میں جاچکے تھے۔

"کیوں کیا ہوا چوہدری حشمت اپنے بڑے بھائی کو صحت یاب ہوتا دیکھ کر اچھا نہیں لگا تمہیں۔ "

چوہدری ربنواز ہر حقیقت سے آگاہ ہوچکے تھے۔ کہ اُن کے ہنستے بستے گھر کی بربادی کا زمہ دار اُن کا اپنا سگا بھائی تھا۔

اُن کے طنزیا لہجے اور نظروں پر چوہدری حشمت گڑبڑائے تھے۔

"نن نہیں بھائی صاحب۔ مجھے تو بہت خوشی ہورہی آپ کو حویلی واپس آتا دیکھ۔ "

چوہدری حشمت فوراً اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولے تھے۔

"ابھی یہی نہیں، تمہیں مزید کچھ لوگوں سے ملوانا ہے۔ جنہیں دیکھ کر یقیناً تمہاری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہے گا۔ "

چوہدری ربنواز کی بات ختم ہوتے ہی جو دو ہستیاں اندر داخل ہوئی تھیں۔ اُنہیں دیکھ چوہدری حشمت کو پوری حویلی اپنی نظروں میں گھومتی محسوس ہوئی تھی۔ شیر نواز اور قدسیہ بیگم کو دیکھتے وہ اپنی جگہ سے لڑکھڑا گیا تھا۔ اُن کے چہرے کا متغیر ہوا تھا۔ اتنے سالوں سے اپنے سگے بھائی کے خلاف رچایا گیا کھیل آج بے نقاب ہوچکا تھا۔

"ابھی بھی کوئی نئی سازش کوئی نیا کھیل ہے تمہارے پاس خود کو بچانے کا اور مجھے اور میرے خاندان کو ختم کرنے کا۔ "

چوہدری ربنواز کو اُن کے ملازمین نے تھام کر صوفے پر بیٹھایا تھا۔ اتنے عرصے سے باڈی مومنٹ نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو چلنے پھرنے میں دشواری محسوس ہوتی تھی۔ اُن کی صبح و شام پراپر فزیوتھراپی چل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے اب وہ کافی حد تک مومنٹ کر پارہے تھے۔

"بھائی صاحب مجھے معاف کردیں۔ نجانے کونسی لالچ کی پٹی میری آنکھوں پر بندھی تھی۔ کہ میں اتنا بڑا گناہ سرزد کر بیٹھا۔ خدا کے لیے معاف کردیں مجھے۔ "

چوہدری حشمت کو اِس وقت خود کو بچانے کے لیے اِس سے بہتر اور کوئی طریقہ نظر نہیں آیا تھا۔

اُن کے گناہوں کا گھرا بھر چکا تھا اب۔

"ٹھیک ہے معاف کردوں گا تمہیں۔ مجھے میرا بیٹا اور بہو واپس لادو۔ میری یتیم بچیوں کو اُن کے والدین لُٹا دو۔ تمہارا ہر گناہ معاف ہوجائے گا۔ "

اپنے جوان بیٹے کی موت کا ذکر کرتے وہ اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو نہیں روک پائے تھے۔

چوہدری حشمت کا سر مزید جھک گیا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے اب اُن کے لیے کوئی معافی نہیں تھی۔ فرار کا کوئی موقع نہ پاتے اُنھوں بے بس ہوتے خود کو پولیس کے حوالے کردیا تھا۔

چوہدری ربنواز نے بہت ہی عزت کے ساتھ اُن کی بیوی اور باقی کے خاندان کو اپنی حویلی سے رخصت کردیا تھا۔ وہ اب مزید کوئی آستین کا سانپ اپنے قریب نہیں رکھنا چاہتے تھے۔

بہت عرصے بعد ایک بار پھر اُن کا خاندان ایک ہونے جارہا تھا۔ وہ اب کسی بھی معاملے میں کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔

بلکیس بیگم کو بھی نضال اور آبرو کے معاملے کا پتا چل چکا تھا۔ چوہدری ربنواز کو اُن کی طبیعت کے پیشِ نظر ابھی کچھ نہیں بتایا گیا۔ مگر اُن کا آبرو سے ملنے کا اصرار بڑھتا جارہا تھا۔

★★★★★★★★★

"ڈاکٹر صاحب وہ بیوی ہے میری۔ ایسے کیسے آپ مجھے ملنے نہیں دے سکتے اُس سے۔ "

نضال ڈاکٹر کی بات سن کر آپے سے باہر ہوا تھا۔

وہ لوگ اُسے آبرو سے ملنے نہیں دے رہے تھے۔ آبرو کو ابھی تک آئی سی یو میں رکھا گیا تھا۔

"نضال بیٹا سنبھالو خود کو۔ آبرو کی طبیعت کے پیشِ نظر ہی ڈاکٹر ایسا بول رہے ہیں۔ "

قدسیہ بیگم نضال کو غصے سے بپھرا دیکھ اُس کے قریب آئی تھیں۔

چوہدری ربنواز کے علاوہ باقی سب اِس وقت ہاسپٹل میں موجود تھے۔ مگر نضال کو سنبھالنا اُن سب کے لیے مشکل ہورہا تھا۔ کیونکہ ڈاکٹر کے مطابق آبرو کی حالت کافی سیریس تھی۔ اور وہ لوگ ملنے بھی کسی کو نہیں دے رہے تھے۔

نضال کے لیے اپنے حواسوں کو قابو میں رکھنا مشکل ہورہا تھا۔ اُس کا دل آبرو کی حالت کا سن کر پھٹا جارہا تھا۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے بار بار آبرو کا آنسوؤں سے نم چہرا گھوم رہا تھا۔ اُس لڑکی نے شروع دن سے کتنی محبت کی تھی اُس سے۔

اور اُس نے بدلے میں کیا دیا تھا آبرو کو آنسو، دکھ اور اتنی تکلیف۔ جو اُس رات بازو کا درد برداشت نہ کرپاتے اُس میں سمٹ آئی تھی۔

وہ آج اکیلی اتنی شدید تکلیف کے زیرِ اثر تھی۔ نضال کو اِس وقت اپنا آپ بہت خودغرض لگا تھا۔ اُس نے دشمن کی شرط قبول کرتے ایک بار بھی آبرو کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا آبرو اُس سے کتنی محبت کرتی تھی۔ اُس کی خاطر

اپنی آسائشوں بھری زندگی چھوڑ کر اُس چھوٹے سے گھر میں خوشی خوشی بنا ایک بار بھی کوئی اعتراض کیے رہنا شروع ہوگئی تھی۔

اُس کی خاطر اپنا پہناوا بدل لیا تھا۔ مگر نضال نے بدلے میں اُسے دھکے دے کر گھر سے ہی نکال دیا تھا۔ نضال کا دل آبرو کے ساتھ کی گئی اپنی ساری زیادتیاں یاد کرتا خون کے آنسو رونے لگا تھا۔ اُس نے آبرو کا پیار ٹھکرایا تھا۔

اب اُس کے پاس سب کچھ تھا۔ اُس کے پیرنٹس اُس کی پوری فیملی، مگر اُسے ایسا لگ رہا تھا وہ بالکل خالی ہاتھ ہوچکا تھا۔ اُس کے دل کا سکون آبرو چھین کر اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

★★★★★★★★

"بخشو، ریاض۔۔۔۔کہاں مر گئے ہو سب مجھ بوڑھے کو یہ انگریزی دوائیاں کھلا کر مارنا چاہتے ہو تم لوگ۔ "

چوہدری ربنواز کی دھاڑ اتنے سالوں بعد بھی ویسی ہی گرجدار تھی۔ جس پر اُن کے ملازمین کی فوج اگلے ہی لمحے اُن کے سامنے قطار کی شکل میں آن کھڑے ہوئے تھے۔

"گھر کے باقی لوگ کہاں ہیں۔ ہر روز یہ سب مجھے نیند کی دوا کھلا کر کہاں غائب ہوجاتے ہیں۔ آج آنے دو اِن کو چھوڑوں گا نہیں۔ "

چوہدری ربنواز اپنے ملازمین کے منہ سے اصل بات اُگلوانے کے لیے غصے سے بولے۔

"چوہدری صاحب وہ سب ہاسپٹل گئے ہیں۔ "

بخشو نے حویلی کے پرانے ملازمین سے چوہدری ربنواز کے غصے کے بارے میں سن رکھا تھا۔ اِس لیے وہ فوراً اُن کے ڈراوے میں آتا بول گیا تھا۔

"کیوں۔۔۔۔ "

تشویش کے عالم میں چوہدری ربنواز کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔ اُن کے گھر کا کوئی فرد تکلیف میں تھا۔ مگر کون ۔۔۔۔۔اُن کا دماغ آبرو کی جانب اشارہ کررہا تھا۔ لیکن دل ماننے سے صاف انکاری تھا۔

"چوہدری صاحب وہ۔۔۔۔۔۔۔چوہدری نضال کی بیوی آبرو بی بی جی بیمار ہیں۔ سب اُنہیں کے پاس ہاسپٹل جاتے ہیں۔ "

ملازمین کی بات سن کر چوہدری ربنواز کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔ اُن کی سب سے چھوٹی لاڈلی پوتی ہاسپٹل میں تھی۔ اور اُنہیں کسی نے بتانا گوارہ نہیں کیا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے سب نے ایسا صرف اُن کی طبیعت کی وجہ سے کیا تھا۔

مگر وہ اب خود کو کافی مضبوط کرچکے تھے۔ پریشانی کی اِس گھڑی میں وہ اپنے بچوں کے ساتھ کھڑے ہونا چاہتے تھے۔

حویلی آنے کے بعد سے نہ اُنہوں نے آبرو کو دیکھا تھا نہ نضال کو۔ اُن کے بہت اصرار پر کل نضال کچھ دیر کے لیے ملنا آیا تھا۔ اُس کا اُترا ہوا پژمردہ چہرا دیکھ کر ہی

اُنہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔ اِس لیے اُنہوں نے آج جان بوجھ کر دوا نہیں لی تھی۔ جس کے بعد وہ تلخ حقیقت اُن کے سامنے آگئی تھی۔ جو اُن کی طبیعت کے پیشِ نظر اُن سے چھپائی جارہی تھی۔

★★★★★★★★★

نضال ٹوٹا بکھرا سا ہاسپٹل کے سنگی بینچ پر بیٹھا تھا۔۔ ٹھنڈی ہواؤں کے سرد تھپیڑے بھی اُس پر کوئی اثر نہیں کررہے تھے۔۔۔

وہ پل پل مررہا تھا۔۔۔ اُس نازک لڑکی کے معاملے میں وہ ہمیشہ کتنا سنگدل رہا تھا۔۔۔ اُس نے ہمیشہ سب کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔ سوائے آبرو۔۔۔۔

جس نے اُسے بے پناہ، بےبلوث چاہا تھا۔۔ جو اُس کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا چکی تھی۔۔۔

آبرو کی تکلیف کے ساتھ ساتھ بہت سارے پچھتاوں کے ناگ تھے جو اُسے ڈس رہے تھے۔۔۔

وہ اتنا خود غرض کیوں ہوگیا تھا کہ آبرو کی آنکھوں میں تیرتا خالی پن نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

آج اُس کے پاس سب کچھ تھا۔۔ بے شمار دولت، جائیداد ، ماں باپ، ایک بھرا پرا خاندان مگر پھر بھی وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔۔

اُس نے کتنی بار اُس معصوم کا دل دکھایا تھا۔۔ اُس کی محبت کو ٹھکرا کر اُس کے دل کے ٹکڑے کیے تھے۔۔۔ مگر وہ کبھی بھی اُس سے نفرت نہیں کر پائی تھی۔۔ بلکہ اُس کی اتنی دھتکار اور دھوکے کے بعد بھی اُس کے طلاق دینے کے خوف نے اُسے یہاں تک پہنچا دیا تھا۔۔۔

وہ آج بھی اُس کے بغیر جینے سے زیادہ موت کو ترجیح دے رہی تھی۔۔۔۔

اِن جان لیوا سوچوں کے ساتھ نضال کی تکلیف لمحہ بالمحہ بڑھتی جارہی تھی۔۔۔

وہ زندگی سے بس ایک موقع چاہتا تھا۔۔۔ اُسے آبرو چاہیئے تھی ہر حال میں ورنہ وہ خود بھی نہ جی پاتا۔۔۔ آبرو کے بغیر جینے کا تصور بھی اب بہت مشکل تھا اُس کے لیے۔۔۔

اُس کی زندگی میں آکر آبرو نے جو بہار لائی تھی نضال خود اُسے خزاں میں بدل چکا تھا۔۔۔ اُس کے دل کی بے چینی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جارہی تھی۔۔۔

بار بار آبرو کو آنسوؤں سے تر چہرا اُس کے سامنے آتا اُسے تڑپائے جارہا تھا۔۔۔

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا آبرو کو اُٹھا کر اپنے سینے میں چھپا لے۔۔۔ اُس کا ہر غم، ہر دکھ اپنے اندر اُتار کر اُس کے اُداس اور پژمردہ چہرے کو پھر سے پہلے کی طرح روشن کردے۔۔۔

آبرو اُس کی زندگی میں آئی تھی یہ اُس کی سب سے بڑی خوش قسمتی تھی۔۔۔ مگر وہ اپنے ہاتھوں سے اِس خوش قسمتی کو بد قسمتی میں بدل چکی تھا۔۔۔

جس کا پچھتاوا وہ ساری زندگی اپنے ساتھ لے کر چلنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔۔۔ وہ آبرو کے بغیر ایک قدم بھی چلنے کا تصور نہیں کرسکتا تھا۔۔

نضال وہاں سے اُٹھتا ہاسپٹل کے گیٹ کی دوسری جانب بنی مسجد میں داخل ہوا تھا۔۔۔

وہ اپنے پروردگار سے اُس پیاری سی لڑکی کو اپنے لیے واپس مانگنے آیا تھا۔۔۔ جو اُس کی زندگی کی سب سے قیمتی ہستی تھی۔۔۔

نضال اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتے گڑگڑاتے پورے صدقے دل سے آبرو شاہنواز کی زندگی مانگ رہا تھا۔۔۔ وہ اونچا لمبا مضبوط مرد آج پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔۔ اُس لڑکی کی محبت کے لیے جو اُس سے روٹھ گئی تھی۔۔۔ اور اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

اُس کی غلطی پر اُسے معاف کردینے والی، ہر لمحے اُس کی منتظر رہنے والی، زندگی میں پہلی بار اُس سے خود رُخ موڑ چکی تھی۔۔۔

یہی بات نضال حیدر کو تڑپا رہی تھی۔۔۔ اُسے آج شدت سے اپنی زندگی میں آبرو شاہنواز کی اہمیت کا اندازہ ہوا تھا۔۔۔ وہ اُس کی زندگی کا ایک حصہ نہیں بلکہ اُس کی پوری زندگی تھی۔۔۔

★★★★★★★

آج پندرہ دن ہوچکے تھے مگر آبرو کو ہوش نہیں آیا تھا۔ نہ ہی ڈاکٹرز نے اُن میں سے کسی کو آبرو سے ملنے دیا تھا۔ ڈاکٹرز کا یہی کہنا تھا کہ اُس کی حالت کافی سیریس ہے۔۔۔ اور پیشنٹ کی جانب سے ریکور ہونے کے چانسز گھٹ رہے تھے۔۔۔آبرو کی بڑھتی تکلیف نضال کو پل پل مار رہی تھی۔ اُس نے اپنے آپ کو زندگی میں اتنا بے بس کبھی تصور نہیں کیا تھا جتنا اِس وقت کررہا تھا۔۔۔

وہاں موجود باقی سب کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔ ثمن کا دل چاہ رہا تھا اپنے ہاتھوں سے خود کو ختم کردے۔۔۔ اُس نے جو آبرو کے ساتھ کیا تھا اتنا بُرا تو دشمن بھی نہیں کرتے تھے۔۔۔

اُس نے خود کو آبرو کی بہن کہلانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

وہ سب آئی سی یو کے سامنے ہی جمع تھے۔ کوئی وہاں سے ہلنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ سب کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ آبرو صرف اِس گھر کی بیٹی ہی نہیں بلکہ اکلوتی بہو بھی تھی۔۔۔ اُس کی زندگی سے نضال کی زندگی جڑی تھی۔۔۔ ثمن نے ایک ساتھ بہت ساری زندگیوں کے ساتھ کھیلا تھا۔۔۔

سب کی نظریں آئی سی یو پر ٹکی ہوئی تھیں جب اچانک اندر سے ایک نرس حواس باختہ سی باہر نکلی تھی .اُس کے چہرے کی ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں۔۔۔ دوسری نرس کو بھیج کر ڈاکٹرز کا بلوانے کا کہتی وہ واپس اندر کی جانب مڑ گئی تھی۔۔۔

اُس کے تاثرات اُن سب کی دھڑکنیں ساکت کرگئے تھے۔ اُنہیں شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔ سب سانسیں روکے کھڑے تھے۔۔۔

نضال نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔ وہ کچھ غلط سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔۔ کچھ سیکنڈز بعد تین چار ڈاکٹر اُس نرس کے ساتھ آئی سی یو میں داخل ہوئے تھے۔

وہ باہر کھڑے یہ سب ہوتا دیکھ مزید بے چین ہو رہے تھے۔۔۔ اُوپر سے ڈاکٹرز کا کچھ نہ بتانا اُن کی اذیت مزید بڑھا رہا تھا۔۔۔

جب اُسی لمحے ایک نرس دوبارہ آئی سی یو سے باہر نکلتی نظر آئی تھی۔۔۔ نضال بھاگ کر اُس تک پہنچا تھا۔۔۔

"کیا ہوا ہے آبرو ٹھیک ہے نا۔"

نضال کو اپنی آواز اجنبی معلوم ہوئی تھی۔ اُس نے یہ الفاظ کتنی دقتوں سے ادا کیے تھے یہ وہی جانتا تھا۔۔۔ اُس کی سانسیں لمحہ بالمحہ مدھم ہوتی جارہی تھیں۔۔۔

"نہیں۔ اُن کی طبیعت اچانک زیادہ بگڑ گئی ہے۔ آپ سب بس دعا کریں اور کسی بھی خبر کے لیے تیار رہیں۔"

نرس انتہائی بے رحمی سے بول کر نضال سے اُس کی سانسیں کھینچتی واپس اندر جاچکی تھی۔ جسم سے روح جدا ہونا کیسا ہوتا ہے وہ آج سمجھا تھا۔۔ نضال سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل لگا تھا۔۔۔

اُس نے آج تک آبرو کو جتنا ستایا تھا۔۔ آج وہ اُس سے اپنی ایک ایک تڑپ کا بدلہ لینے کے موڈ میں تھی۔۔۔ نکال یہ سب برداشت کرنے کو تیار تھا۔۔ بس وہ اُسے چھوڑ کر نہ جاتی۔۔۔ وہ اُس کی ہر سزا سہنے کو تیار تھا سوائے جدائی کی۔۔۔

وہاں موجود تمام لوگوں نے اُس لمبے چوڑے مضبوط مرد کو روتے دیکھا تھا۔ نضال کی دونوں ماؤں کا دل اپنے بیٹے کی حالت پر تڑپ اُٹھا تھا۔ ثمن کا ضمیر اُسے بُری طرح کچوکے لگا رہا تھا۔ اُس نے اپنی بہن کو کہاں تھا یہ شخص اُس کے قابل نہیں۔ جو اُس کی خاطر ٹوٹ کر رویا تھا۔

اُس نے آج پہلی بار کسی مرد کو اپنی عورت کے لیے ایسے تڑپ کر روتا دیکھا تھا۔۔ اور وہ خوش قسمت عورت کوئی اور نہیں اُس کی اپنی بہن تھی۔۔ جس کے مقدر میں وہ اپنے ہاتھوں سے سیاہی لکھنے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔

اُس نے دو محبت کرنے والوں کو جدا کرنے کا جرم کیا تھا۔۔۔ اُسے خود سے نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ اپنے گناہوں کا بھاری بوجھ اُٹھانا اُس کے لیے مشکل ہوا تھا۔۔۔

وہ اپنی بہن کی تکلیف اور ضمیر کی ملامت پر اندر سے بھربھری ریت کی مانند ڈھے گئی تھی۔ جس بہن نے اُسے ماں باپ کا درجہ دیا تھا آج اُسی بہن کی زندگی تباہ کرنے کا باعث بنی تھی وہ۔۔۔

لیکن شاید پروردگار نے اُن سب کے لیے اتنی آزمائش ہی لکھی تھی۔ آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا۔ سب لوگ سانس روکے ڈاکٹر پر نظریں جمائے کھڑے تھے۔ نضال دل ہی دل میں بہت سی دعاؤں کا ورد کرتے کچھ بھی غلط خبر اپنے کانوں میں پڑنے سے بچنا چاہتا تھا۔۔۔

"مبارک ہو آپ کی پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔ وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔"

ڈاکٹر کے الفاظ نضال سمیت اُن سب کی رگوں میں نئ زندگی کی لہر دوڑا گئے تھے۔ نضال کو لگا تھا کسی نے اُس میں نئے سرے سے زندگی کی روح پھونک دی ہو۔۔۔۔

وہ دوبارہ سے جی اُٹھا تھا۔۔۔

اُسے اُس کے رب نے دوسرا موقع دیا تھا۔۔۔ جسے وہ کسی صورت گنوانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ اُس کی آبرو اُسے لوٹا دی گئی تھی۔۔۔ اب وہ اُسے اپنے ساتھ محبت کی اُن وادیوں میں لے جانا چاہتا تھا جس کی وہ حقدار تھی۔۔۔

نضال کی آنکھوں میں اُبھرتی خوشی دیکھ اُس مائیں دوبارہ سے جی اُٹھی تھیں۔۔۔ اتنی آزمائشوں کے بعد اُن کے بیٹے کو اُس کی زندگی کی اصل خوشیاں ملنے والی تھیں۔۔۔

اُسی وقت چوہدری ربنواز بھی ہاسپٹل پہنچے تھے۔ سب گھر والوں کے چہروں پر بکھری خوشی دیکھ اُن کا دل سکون سے بھر گیا تھا۔

باقی سب بھی اُنہیں دیکھ کر لمحہ بھر کر چونکے تھے۔۔۔ مگر اِن خوشی کے لمحات وہ ایک ساتھ رہنے چاہتے تھے۔۔۔

نضال کی نظریں بے چینی سے بار بار آئی سی یو کے دروازے کی جانب اُٹھ رہی تھیں۔۔۔ وہ اُسے دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر ابھی ڈاکٹرز اِس بات کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔۔۔ اگر اِن ڈاکٹرز نے آبرو کی جان بچا کر اُس پر اتنا بڑا احسان نہ کیا ہوتا تو وہ اِن کی سنے بغیر اب تک اپنی زندگی کے پاس پہنچ چکا ہوتا۔۔۔۔۔

سب لوگ چہرے پر دنیا جہاں کی خوشیاں سمیٹے ایک ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔۔۔ سوائے ثمن کے۔۔۔ جو ایک طرف کونے میں کھڑی اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبی کھڑی تھی۔۔۔ اُس میں وہاں کسی سے بھی نظریں ملانے کا حوصلہ نہیں تھا۔۔۔ ابھی اُس کے جرموں سے صرف نضال واقف تھا۔۔۔ اگر اِس سب کا باقی گھر والوں کو پتا چل جاتا تو اُنہوں نے اُسے دھکے مار کر اپنے گھر سے نکال دینا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد ہاسپٹل میں جشن کا سماں بندھ گیا تھا۔ مٹھایاں بانٹی گئی تھیں، صدقہ خیرات کیا گیا تھا۔ چوہدری ربنواز نے اپنے خاندان کے ایک بار پھر ایک ساتھ مل جانے پر غریب لوگوں کی جھولیاں پیسوں سے بھر دی تھیں۔

آبرو کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

نضال جو کچھ دیر پہلے اُس سے ملنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔ اِس وقت اُسے صرف دروازے سے دیکھ واپس لوٹ آیا تھا۔۔۔ ثمن کے تھرو اُسے پتا چلا تھا کہ آبرو یہی سمجھ رہی ہے کہ وہ اُسے طلاق دے چکا ہے۔۔۔ اِسی صدمے نے اُس کی یہ حالت کی تھی۔۔۔ اب ایک دم نضال کا اُس کے سامنے آجانا آبرو کے لیے خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔۔۔

اِس لیے اپنے دل کو بہت مشکل سے سنبھالتے نضال اُس کے پاس نہیں گیا تھا۔۔ یہ اُس کے لیے کتنا مشکل تھا یہ اُس کا دل ہی جانتا تھا۔۔۔ مگر اُسے آبرو کو تکلیف سے بچانے کے لیے ایسا کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

نضال کے علاوہ سب لوگ اُس سے ملنے گئے تھے۔ مگر اُس نے ہوں ہاں کے علاوہ کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ آبرو کا یہ گم صم انداز دیکھ نضال کو اُس پر مزید پیار آرہا تھا۔۔۔

محبت کے بغیر نہ جی پانے والے ڈائیلاگ پر یہ لڑکی کھڑی اُتر رہی تھی۔۔۔

ثمن کو دیکھ اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے۔ کیونکہ اُس کے مطابق صرف اُس کی بہن ہی اُس کے غم سے واقف تھی کہ نضال نے اُسے طلاق دے دی ہے۔

ثمن آبرو کو سچ بتاکر آبرو کی یہ تکلیف دور کر دینا چاہتی تھی۔ مگر ڈاکٹر نے اُس سے زیادہ بات چیت کرنے سے منع کیا تھا۔ ثمن کو اُس لمحے سے خوف محسوس ہورہا تھا۔۔ جب آبرو اُس کی سچائی جان کر اُس سے نفرت کرنے والی تھی۔۔۔ وہ اپنی زندگی میں سب کچھ برداشت کرسکتی تھی۔۔۔ سوائے آبرو کی نفرت اور بدگمانی کے۔۔۔۔

وہ کہیں نہ کہیں نضال کی بھی شکر گزار تھی۔۔ کہ اُس نے ابھی تک گھر والوں کے سامنے اُس کے کرتوت نہیں کھولے تھے۔۔۔ شاید وہ سب گھر والوں کی خوشی غارت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔ اُس کا بس چلتا تو ثمن کو آبرو کے قریب بھی نہ بھٹکنے دیتا جو اُس کی اِس حالت کی صحیح معنوں میں زمہ دار تھی۔۔۔۔

نضال ہی جاکر یہ غلط فہمی دور کر سکتا تھا۔۔۔

مگر نضال بھی کہیں نہ کہیں اِس وقت آبرو کے سامنے آنے کے قابل نہیں سمجھ پارہا تھا خود کو۔ سچ جو بھی تھا مگر وہ اچھے سے جانتا تھا۔ اُس نے جو آبرو کے ساتھ کیا تھا۔ اُس کے بعد آبرو اُس کی جانب دیکھنے کی بھی روادار نہ ہوتی۔

آبرو کا غصہ، ناراضگی اُسے بہت پیار اور محبت سے ہینڈل کرنی تھی۔۔۔ اِس لڑکی نے اُس کی وجہ سے بہت تکلیف برداشت کی تھی۔۔۔۔ جس کا ازالہ کرنے کا وہ اب پورا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★★

"دادا جان مجھے معاف کردیں، میں آپ سب کی گنہگار ہوں۔ اپنے خاندان کو جوڑنے کے بجائے توڑنے کی کوشش کرتی رہی۔ سب سے بڑی آستین کی سانپ تو میں نکلی۔ اپنی بہن کی خوشیوں کو ہی کھا گئی۔ نضال اور آبرو کی زندگیاں برباد کرنے کی زمہ دار میں ہوں۔۔۔۔ نضال سے انتقام لینے کے چکر میں میں اتنی اندھی ہوچکی تھی کہ اپنی بہن کی زندگی ہی داؤ پر لگا دی۔۔۔۔ پلیز ہوسکے تو مجھے معاف کردیں۔۔۔۔"

نضال کے علاوہ گھر کے باقی سب لوگ ہاسپٹل کے دوسرے روم میں موجود تھے۔ جہاں ثمن اُن کو اپنی حقیقت بتاتی چوہدری ربنواز کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی۔ چوہدری ربنواز سمیت سب نے شاک کی کیفیت میں ثمن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اِس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کا رشتہ ختم کروانا چاہا تھا۔۔۔ اُن دونوں کی محبت تو نہیں ختم کر پائی تھی مگر خود منہ کے بل گرگئی تھی۔۔۔

لیکن وہ سب اُس کے اپنے تھے۔۔۔ اُس کے خونی رشتے۔۔۔ اُس کی اتنی غلطیوں کے باوجود چوہدری شیر نواز اُس سے منہ نہیں موڑ پائے تھے۔۔۔ نہ اُسے دھتکار پائے تھے۔۔۔ وہ اُن کے مرحوم بھائی کی اولاد تھی۔۔۔ اُس کے معاملے میں وہ اپنا دل سخت نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

"ہمارے ہاں بیٹیوں کو سر آنکھوں پر بیٹھایا جاتا ہے۔ قدموں میں نہیں۔"

چوہدری شیر نواز نے ثمن کو کھڑا کرتے بازو کے حصار میں لیا تھا۔ ثمن اُن کے شفقت بھرے انداز پر مزید شرمندہ ہوئی تھی۔ اُس نے اُن کی آزادی کے بدلے

نضال کو بلیک میل کیا تھا، اُن کے بیٹے کی زندگی اتنی مشکل کر دی تھی۔۔۔ اُسے اتنی آزمائشوں میں ڈال دیا تھا۔۔۔ مگر اُن سے ثمن کا جھکا سر نہیں دیکھا گیا تھا۔ ثمن اُن کی اِس اعلی

ظرفی پر سر اُٹھانے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔

"چچا جان مجھے معاف کردیں۔"

ثمن روتی ہوئی اُن کے سینے سے جا لگی تھی۔ اُن سے اُسے باپ جیسی شفقت محسوس ہوئی تھی۔ ویسا ہی تحفظ جس کے لیے آج تک وہ دونوں بہنے ترپتی آئی تھیں۔۔۔

"نہ میرا بچہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے۔ تم معافی مانگ رہی ہو ہمارے لیے اتنا ہی بہت ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

چوہدری شیر نواز نے کھلے دل کا مظاہرہ کرتے اُسے معاف کردیا تھا۔ ثمن نے وہاں موجود گھر کے تمام افراد سے باری باری معافی مانگی تھی۔۔۔

باقی سب نے بھی اُس کے معافی مانگنے پر فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے اُسے معاف کردیا تھا۔ مگر چوہدری ربنواز نے اُس کی جانب دیکھا بھی نہیں تھا۔ اُس نے نہ صرف اُن کے فیصلے کو غلط ٹھہرانے کی کوشش کی تھی۔ بلکہ اُن کی دو عزیز از جان ہستیوں کو بہت دکھ پہنچایا تھا۔ اگر اُس کی اِس ضد اور فضول کی پلاننگ میں آبرو کو کچھ ہوجاتا تو۔۔۔۔

چوہدری ربنواز ثمن کی اتنی بڑی غلطی معاف کرنے کے حق میں بالکل بھی نہیں تھے۔۔۔

اُن کے نزدیک اُس کا جرم اتنی جلدی معاف کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔ اُنہوں نے ایک غصے بھری سخت نظر اپنے سامنے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی ثمن پر ڈالی تھی۔۔۔۔۔

"تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے، ہمارے لیے یہ بہت اچھی بات ہے۔ مگر پہلے اپنی غلطی سدھار کے آؤ، جیسے میرے پوتا پوتی کو جدا کیا ہے، ویسے ہی واپس اُنہیں ایک

ساتھ لاؤ۔ جب وہ دونوں معاف کردیں گے تمہیں۔ تب میرے پاس آنا۔ ورنہ مجھے اپنی شکل دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔"

چوہدری ربنواز دو ٹوک انداز میں اُسے اپنا فیصلہ سناتے ملازم کو وہیل چیئر باہر لے جانے کا اشارہ کرتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

ثمن نے بے بسی سے اُنہیں دور جاتے دیکھا تھا۔۔۔

"دادا جان اور نضال مجھ سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ اور جب آبرو کو سچ پتا چلے گا تو وہ بھی میری شکل دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔ میں بہت بُری ہوں آپ سب کی معافی کے قابل نہیں ہوں میں۔"

ثمن ڈبڈبائی آنکھوں سے اُنہیں باہر جاتے دیکھ بولی تھی۔

نضال اُس سے بہت نفرت کرتا تھا۔۔ وہ یہ بات اچھے سے جانتی تھی۔۔۔ اور جتنا بُرا وہ نضال کے ساتھ کرچکی تھی۔۔ اُس نے ثمن کو کسی قیمت پر معاف نہیں کرنا تھا۔۔۔

"میں نے بھی آپ کو پہلی بار دیکھ کر یہی بولا تھا۔ کہ آپ کتنی بُری ہیں۔ مگر اب مجھے لگ رہا ہے۔ آپ اتنی بُری بھی نہیں ہیں۔ اور رہی بات دادا جان کی شرط کی۔ تو ہم سب ہیں نا۔ اُن کے چہیتے پوتا پوتی کو واپس سے ایک کریں گے ہم سب مل کر۔ وہ دونوں بہت محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔ اِس لیے یہ اتنا مشکل کام نہیں ہوگا۔"

اُجالا ثمن کا ہاتھ تھام کر اُسے چھیڑتے ہوئے بولی تھی۔ جس پر نجمہ بیگم نے اُس تنبیہہ نظروں سے گھور کر دیکھا تھا۔ جبکہ باقی سب ہنس دیئے تھے۔۔۔۔

★★★★★★★★★★

نضال ایک بار بھی آبرو کے سامنے نہیں گیا تھا۔ مگر اُس سے دور بھی نہیں رہ پایا تھا۔۔۔ وہ اُس کے پاس اُس وقت ہی جاتا تھا۔ جب وہ سو چکی ہوتی۔ فیملی کے تمام افراد خاموشی سے یہ بات نوٹ کررہے تھے۔ مگر کسی نے بھی اُن کے درمیان مداخلت نہیں کی تھی۔۔۔

پہلے ہی سب کی وجہ سے اُن دونوں کے درمیان بہت دوریاں آچکی تھیں۔۔۔ اب سب اُن دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خود ہی سب ٹھیک کرنے دینا چاہتے تھے۔۔۔

آبرو کو ابھی تک یہ سچ نہیں پتا چلا تھا کہ نضال نے اُسے طلاق نہیں دی۔۔۔

ثمن نے نضال سے بہت بار بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر نضال اُس کی شکل دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔۔۔

آبرو کو ہوش آئے تین دن ہوچکے تھے۔ یہ تینوں راتیں نضال نے اُس کے پاس جاگ کر گزاری تھیں۔ اُس کا ہاتھ تھامے وہ پوری رات آنکھوں میں گزار دیتا تھا۔ آبرو شاہنواز اُس کے لیے لیا بن چکی تھی۔ کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ جس لڑکی کو وہ ہمیشہ اگنور کرتا آیا تھا۔ وہ اُس کے لیے لازم و ملزم ہوچکی تھی۔ اُس کی بے ہوشی میں گزرے وہ پندرہ دن نضال کی زندگی کے سب سے زیادہ اذیت ناک دن تھے۔

اب چاہے آبرو اُس سے نفرت کرتی یا اُسے دھتکارتی مگر وہ اُسے خود سے مزید دور رکھنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ابھی اُس کے سامنے نہ آنے کی وجہ صرف آبرو کی طبیعت خرابی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا ثمن کی اصلیت جان کر آبرو مزید اذیت کا شکار ہو۔

نضال آبرو کی ہاتھ کی اُنگلیاں اپنی اُنگلیوں میں پھنساتے باری باری اُنہیں ہونٹوں سے چھونے لگا تھا۔" میری جان اتنی محبت اور شدت سے چاہنے کے لیے شکریہ۔ میں وعدہ کرتا ہوں تم سے۔ تمہیں اِس سے ہزار گناہ چاہت اور محبت دوں گا۔ میری پیار کی برسات میں تمہیں میرے دیئے سارے دکھ دھل جائیں گے۔ "

نضال کا دل آبرو کی اپنے لیے اِس قدر شدت بھری محبت پر نازاں تھا۔ جو اُس سے جدا ہونے کے خوف سے اپنا آپ بھلا بیٹھی تھی۔

نضال جانتا تھا آبرو پوری طرح دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہی ہے۔ اِس لیے اپنے دل کی خواہش پر اُس جھک کر آبرو کے دونوں گالوں پر باری باری محبت کی مہر ثبت کی تھی۔

مگر اِس شخص کی رسائی اُس کے دل تک تھی۔ وہ کیسے نہ اُس کا لمس محسوس کر پاتی۔ آبرو اُس کا شدت بھرا لمس محسوس کرتی ہولے سے کسمسائی تھی۔ نضال فوراً اُٹھ کر پردے کی اُوٹ میں ہوا تھا۔ مگر اُس کی نگاہیں آبرو پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

آبرو نے آنکھیں کھولتے متلاشی نظریں گھما کر چاروں اطراف کسی کو ڈھونڈنا چاہا تھا۔ جس کا احساس اُسے پچھلی تین راتوں سے اپنے آس پاس محسوس ہو رہا تھا۔

اُس کے اِس بے اختیاری بھرے عمل پر نضال کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ اُس کی بیوی اتنی بے خبر بھی نہیں تھی۔ جتنی وہ سمجھ رہا تھا۔

"کِبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔ بہت بُرے ہیں آپ نضال شیر نواز بہت بُرے۔ خدا کرے دشمنوں کو بھی آپ جیسے پتھر دل شخص سے محبت نہ ہو۔ اللہ جی کیوں

بچایا آپ نے مجھے۔ میں اب آگے کی زندگی اُس سنگدل شخص کے بغیر کیسے گزاروں گی۔ اگر اُسے میرا نہیں کرنا تو اُس کے لیے اتنی محبت میرے دل میں کیوں ڈالی۔ نہیں جی پاؤں گی میں اُس کے بغیر "

آبرو کی آنکھ سے نکلتا ہر آنسو نضال کو اپنے دل پر گرتا محسوس ہوا تھا۔ اُس کا دل چاہا تھا آگے بڑھ کر اِس نازک سی ٹوٹی بکھری لڑکی کو اپنے سینے میں چھپا لے۔ مگر اِس وقت اُس نے ایسا نہ کر پاتے خود بے بسی کی انتہا پر محسوس کیا تھا۔

ڈاکٹر نے سختی سے کہا تھا۔ کچھ وقت کے لیے اُسے کسی بھی طرح کے صدمے سے دور رکھا جائے۔ اب کی بار شاید وہ برداشت نہ کرپائے۔

★★★★★★★★

"ڈاکٹر نے آبرو کو ڈسچارج کردیا ہے۔ "

چوہدری شیرنواز نے باقی سب کی جانب دیکھتے چوہدری ربنواز کو مخاطب کیا تھا۔ سب لوگ اِس وقت آبرو کے روم کے باہر کھڑے تھے۔۔۔

"اِس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ میری پوتی کے حویلی میں قدم رکھتے ہی پورے گاؤں میں جشن شروع ہوجائے گا۔ "

چوہدری ربنواز کا چہرا یہ بات سن کر خوشی سے جگمگا اُٹھا تھا۔

"مگر بابا جان نضال اور آبرو ایک ساتھ ۔۔۔۔ "

چوہدری شیر نواز کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ اپنے باپ تک اپنا اور باقی سب کا مدع کیسے بیان کرے۔ آبرو نضال کا سامنے دیکھ مزید اذیت کا شکار ہوسکتی تھی۔

"وہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ لگتا ہے تم سب کی یاداشت کمزور ہوگئی ہے۔ نضال سے کہہ دو۔ اُسے بھی میں حویلی میں دیکھنا چاہتا کوئی ایک فرد بھی اب مجھ سے دور نہیں رہے گا۔ میرا پوتا تو بالکل بھی نہیں۔ "

چوہدری ربنواز اپنا فیصلہ سناتے وہاں سب کو خاموش کروا گئے تھے۔ کہیں نہ کہیں وہ سب دل سے یہی چاہتے تھے۔ مگر آبرو کے متوقع ری ایکشن سے گھبرا رہے تھے۔

آبرو کو ہاسپٹل سے سیدھا حویلی لے جایا گیا تھا۔ جہاں سب موجود تھے سوائے نضال کے۔ چوہدری ربنواز کے کہنے کے باوجود وہ ساتھ نہیں آیا تھا۔ چوہدری ربنواز سمجھ گئے تھے اُن کا پوتا ضد میں اُن سے بھی آگے تھا۔

اُسے اب اُنہیں اپنے طریقے سے ہی حویلی بلانا تھا۔

★★★★★★★

"آبرو میری جان کافی رات ہوگئی ہے۔ ابھی تک تم یہاں بیٹھی ہو۔ آؤ چلو چل کر آرام کرو۔ تھکاوٹ کی وجہ سے طبیعت خراب ہوجائے گی تمہاری۔"

ثمن آبرو کو لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھا دیکھ قریب آئی تھی۔

"آپی ہم نے کب تک یہاں رہنا ہے۔ مجھے یہاں اچھا فیل نہیں ہورہا۔ میں واپس اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔ مجھے واپس سے آفس جوائن کرنا ہے۔ اتنے دن ہوگئے وہاں گئے۔ غنی صاحب نے پتا نہیں سب کیسے سنبھال رکھا ہوگا۔"

آبرو نے بیزاری بھرے لہجے میں کہا تھا۔

جبکہ یہاں سے جانے کی وجہ یہ بالکل بھی نہیں تھی۔ ثمن جانتی تھی آبرو کو حویلی میں آنے یہاں رہنے کا ہمیشہ سے شوق رہا تھا۔ وہ یہاں سے جانے کی بات صرف نضال کے خیال سے کررہی تھی۔ جس کی دونوں فیملیاں یہاں موجود تھیں۔ مگر وہ شاید اُس کی وجہ سے حویلی نہں ں آیا تھا۔ اُسے اب بھی نضال کی فکر تھی۔ ثمن اُن دونوں کی انوکھی محبت سمجھنے سے قاصر تھی۔

"آبرو دادا جان کی خواہش ہے۔ ہم سب اب یہیں رہیں۔ ہمیں اُن کی خواہش کا احترام کرنا ہوگا۔ اتنے ٹائم بعد تو سب اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے اِس فیصلے سے سب کی خوشی ماند پڑ جائے گی۔"

ثمن رسانیت سے اُسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی۔

جس پر آبرو کو مزید بُرا لگا تھا۔ وہ سب بھلا اپنے اکلوتے بیٹے کے بغیر کیسے ہنسی خوشی رہ سکتے تھے۔

اِس سے پہلے کہ وہ مزید بحث کرتی حویلی کے گیٹ پر کسی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔ وہ دونوں اُس جانب متوجہ ہوئی تھیں۔ گیٹ کھلتے ہی سیاہ رنگ کی پراڈو زن سے اندر داخل ہوئی تھی۔ آبرو کی نظریں اُس گاڑی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ ملازم نے بھاگ کر قریب آتے دروازہ کھولا تھا۔ جس میں سے برآمد ہوتے شخص کو دیکھ آبرو پل بھر کو ساکت ہوئی تھی۔

وائٹ کاٹن کے قمیض شلوار میں ملبوس نضال حیدر نے بھی اُس کی جانب دیکھا تھا۔ نگاہوں کے تصادم پر آبرو نے لمحے کے ہزارویں حصے میں نگاہیں پھیر لی تھیں۔ نضال حیدر کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

ثمن خاموشی نظروں سے یہ سب دیکھے گئی تھی۔ آبرو کی کرسی کی ہینڈل پر گرفت سخت ہوئی تھی۔ سامنے کھڑے اِس ستمگر کو دیکھ اُس کے زخم ہرے ہوئے تھے۔

"آبرو تم ٹھیک ہو۔"

ثمن اُس کا خطرناک حد تک زرد پڑتا چہرا دیکھ گھبرا کر اُس کے قریب ہوئی تھی۔ دور کھڑا نضال بھی بے چین ہو اُٹھا تھا۔

"مجھے نیند آرہی ہے میں سونے جارہی ہوں۔"

آبرو ثمن کو بے تاثر لہجے میں جواب دیتی وہاں سے نکل گئی تھی۔ نضال کی بے قرار نگاہوں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔

★★★★★★★★

"بہت ظالم ہیں آپ لوگ۔ اتنا بھیانک مذاق بھی کوئی کرتا ہے۔ نوے فیصد ہارٹ فیل تو ہوگیا تھا میرا۔ وہ جان لیوا خبر سن کر۔ "

نضال صبح سویرے چوہدری ربنواز کے کمرے میں آتا وہاں بیٹھے چوہدری شیر نواز کو دیکھ خفگی سے بولا تھا۔

"میں نے صرف عمل کیا ہے۔ اِس پلان کا ماسٹر مائینڈ یہ ہیں۔ "

چوہدری شیر نواز نے تو ہاتھ اُٹھاتے سب کچھ اپنے باپ کے سر ڈالا تھا۔

"میں اور کیا کرتا۔ تم آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ اِس لیے آبرو کی طبیعت کا بہانہ بنانا پڑا۔ "

چوہدری ربنواز نے نضال کو جواب دیتے معصومیت کے ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔

"تڑپا لیں آپ سب مجھے جتنا تڑپا سکتے ہیں۔ ایک بار آپکی پوتی سے صلح ہو لینے دیں میری۔ اپنی بیوی کو لے کر ایسا غائب ہونگا ڈھونڈتے رہیں گے پھر۔ "

نضال اُن دونوں کو گھورتے حسرت بھرے لہجے میں بولا تھا۔ جس پر وہ دونوں ہنس دیئے تھے۔ وہ اِن دونوں کو ملانے کے لیے ہی تو یہ اب کررہے تھے۔

چوہدری ربنواز بیڈ پر نیم دراز تھے۔ جبکہ نضال اور چوہدری شیر نواز پاس رکھی کرسیوں پر براجمان تھے۔ کرسیوں اور بیڈ کے درمیان ایک ٹیبل رکھا گیا تھا۔

وہ ایسے ہی باتوں میں مصروف تھے۔ جب آبرو دروازے پر ناک کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔ اُس کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے موجود تھی۔ اندر آتے اُس کی نظر نضال پر نہیں پڑی تھی۔ اب آگے آکر اُسے پلٹنا مناسب نہیں لگا تھا۔ وہ پہلے ہی سب کو اپنی

وجہ سے کافی پریشان کرچکی تھی۔ اِس لیے اب وہ سب پر یہی ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ کہ نضال کے یہاں ہونے نہ ہونے سے اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہ بات الگ تھی کہ اُس کس حد تک فرق پڑتا یہ بات اُس کے ہاتھوں کی لرزش، چہرے کی سفید پڑتی رنگت اور آنکھ میں بھر آئی نمی چیخ چیخ کر اِس بات کی گواہی دے رہے تھے۔ کہ آبرو شاہنواز کا دل نضال شیر نواز سے دستبردار نہیں ہوپایا۔

"ارے میرے بچے نے تکلیف کیوں کی ملازمہ لے آتی۔ "

چوہدری ربنواز آبرو کے ماتھے پر بوسہ دیتے شفقت سے بولے تھے۔ نضال گہری نظریں اُس پر ٹکائے اُس کی ایک ایک مومنٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اُس کی اُٹھتی گرتی رقص کرتی پلکیں نضال کے دل کے تاڑ چھیڑ گئی تھیں۔

"بابا جان میری بیٹی کے ہاتھ کی چائے میں اتنا ذائقہ ہے کہ شوگر کا مریض بھی بنا سوچے چار تو آرام سے پی جائے۔ میں تو آبرو کے ہاتھ سے بنی چائے ہی پیوں گا۔ "

آبرو جو وہاں سے کھسکنے والی تھی۔ چوہدری شیر نواز کی فرمائش پر بمشکل ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ طاری کرتی ٹیبل کے قریب بیٹھ چائے بنانے لگی تھی۔ نضال کی نظریں مسلسل خود پر جمی دیکھ اُس کا دل چاہا تھا۔ یہ گرم چائے اِس شخص کے منہ پر اُنڈیل کر اِسے یاد کروائے کہ تمہارا اب مجھ پر ایسا کوئی حق نہیں ہے۔

اُس نے اِسی غصے کے زیرِ اثر صرف دادا اور چچا کے لیے ہی چائے بنائی تھی۔

نضال کے ہونٹوں پر بے ساختہ دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اُس کی ناراضگی کا یہ معصومیت بھرا احساس نضال کا دل لوٹ لے گیا تھا۔

چاہے وہ اُس سے شدید ناراض تھی۔ مگر اُس کے قریب تھی۔ نضال کے لیے یہ احساس ہی فرحت بخش تھا۔

آبرو اُن دونوں کو چائے دے کر باہر کی جانب بڑھی تھی۔ جب نضال اُن دونوں سے فون آجانے کا بہانہ کرتا اُٹھ گیا تھا۔

آبرو ابھی باہر دروازے پر ہی تھی۔ جب نضال اُس کے سامنے دیوار پر اپنا بازو ٹکا کر اُس کا راستہ روکتے اُس کے کان کے قریب جھکا تھا۔

"کوئی بات نہیں میری جان۔ اِس چائے کے کپ کا حساب اپنے طریقے سے لوں گا میں اب، تیار رہنا۔ "

نضال اُس کی دلفریب مہک اپنی سانسوں میں اُتارتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

جبکہ آبرو اپنی جگہ پر مجسمہ بنی ہق دق سی کھڑی رہ گئی تھی۔

وہ اُس پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔ پھر یہ سب کرنے کا کیا مطلب بنتا تھا۔ آبرو کا دماغ ماؤف ہوا تھا۔

★★★★★★★★★★

"آپی مجھے طلاق کے پیپرز دیکھنے ہیں۔ "

ثمن اپنے سامنے لیپ ٹاپ کھولے کوئی فائل دیکھ رہی تھی۔ جب آبرو کی بار نے اُسے چونکنے پر مجبور کردیا تھا۔

"کیا ہوا آبرو سب خیریت ہے۔ کسی نے کچھ کہا تم سے "

آبرو کا لال چہرا دیکھ ثمن فکرمندی سے اُس کے قریب آئی تھی۔

"کسی نے کچھ نہیں کہا۔ مگر مجھے وہ پیپرز دیکھنے ہیں۔ "

آبرو اپنی بات پر قائم تھی۔

"وہ تو وہاں شہر والے گھر میں پڑے ہیں میں لائی ہی نہیں تھی۔ پھر بعد میں جب گھر کا چکر لگا تو تم دیکھ لینا نا۔ "

ثمن نے اُسے ٹالنے کی پوری کوشش کی تھی۔

"نہیں مجھے ابھی دیکھنے ہیں۔ آپ ڈرائیور کو بھیج کر منگوا لیں۔ "

آبرو بیماری کے بعد سے کافی چڑچڑی ہوگئی تھی۔ یا تو بات کرتی ہی نہیں تھی۔ اگر کرتی تھی تو ایسے ہی ضد کرنے لگ جاتی۔

"اوکے میں منگواتی ہوں۔ تم ریلیکس ہوجاؤ۔ "

ثمن نے اُسے فلوقت ٹالنے کی خاطر حامی بھر لی تھی۔ جس کے باوجود آبرو ویسے ہی منہ بنائے واپس پلٹ گئی تھی۔

★★★★★★★★★★

"آبرو بھابھی وہ نیچے سب آپ کو ڈنر کے لیے بلا رہے ہیں۔ "

اُجالا اپنی ہی دھن میں کہتی آبرو کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ جب بھابھی لفظ پر آبرو نے کی جانب سے ملنے والی سخت گھوری پر اُسکی زبان کو بریک لگی تھی۔

"وہ میرا مطلب ۔۔۔۔۔۔آبرو آپی سب آپ کا نیچے ویٹ کررہے ہیں۔ "

اُجالا دھیرے سے منمنائی تھی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے بول دو سب کو۔ "

آبرو بے دلی سے بولی تھی۔ اُسے محسوس ہورہا تھا۔ جیسے اُس سے کچھ چھپایا جارہا ہے۔ وہ ایک دو بار نوٹ کرچکی تھی۔ کہ سب آپس میں نجانے ایسی کونسی بات کررہے ہوتے تھے۔ کہ اُس کے جاتے ہی بات بدل لی جاتی تھی۔

"آپ کو دادا جان کا رول یاد ہے نا۔ کھانا کھانا ہو یا نہیں مگر ڈنر کے ٹائم سب اُنہیں ڈائینگ ٹیبل پر موجود چاہیئں .ویسے کہیں آپ بھائی کی وجہ سے گریزاں نہیں ہیں۔ "

اُجالا نے جان بوجھ کر آخر میں لُقمہ دیا تھا۔

"مجھے کسی کے بھی ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم جاؤ میں آتی ہوں۔ "

آبرو کی بات پر اُجالا خاموشی سے سر ہلاتی باہر نکل گئی تھی۔ آبرو اپنی آنکھوں کے بھیگے کنارے صاف کرتی اُٹھ گئی تھی۔

اُس کے دل کی بے چینی دن بدن بڑھتی ہی جارہی تھی۔ آبرو روم سے باہر نکلی تھی۔ جب اُس کی نظر ایک طرف کھڑی دو لڑکیوں پر پڑی تھی۔ جو شاید یہاں کی ملازمین میں سے تھیں۔

"یہ کیسی باتیں کررہی ہو تم۔ چوہدری نضال اور آبرو بی بی کی طلاق ہوچکی ہے۔ وہ اب میاں بیوی نہیں ہیں۔ "

ایک نے دوسری کی بات کی نفی کرتے اُسے رازدرانہ طریقے سے بتایا تھا۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ مجھے تو کچھ اور معاملہ ہی لگ رہا ہے۔ میں نے خود ثمن بی بی اور قدسیہ بیگم صاحبہ کو بات کرتے سنا ہے۔ ٹھیک سے سمجھ تو نہیں پائی مگر وہ کوئی شادی کی بات کررہی تھی۔ چوہدری نضال کی۔۔۔۔پھر کیا پتا چوہدری نضال دوسری شادی کررہے ہوں۔ "

ملازمین ایک دوسرے سے باتیں کرتیں وہاں سے نکل گئی تھیں۔ جبکہ آبرو کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔

نضال دوسری شادی کررہا تھا۔

★★★★★★★★★

"آپی آپ نے پیپرز منگوائے؟ "

گھر کی سب خواتین ڈرائنگ روم میں موجود تھیں۔ جب آبرو ثمن کے قریب آتی سرد و سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

سب نے گھبرا کر اُس کا بے تاثر سُرخ چہرا دیکھ تھا۔

"آبرو وہ۔۔۔۔۔ "

ثمن کو سمجھ ہی نہیں آئی تھی وہ کیا بہانہ بنائے۔

"آپی پلیز، آپ سب کیا ساتھ پرابلم کیا ہے۔ جو بھی بات ہے سیدھی طرح بتا کیوں نہیں رہے۔ اپنی لائف کا اتنا بڑا دکھ سہہ لیا ہے۔ اب ہر بات سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہوں۔ مر نہیں جاؤں گی میں۔ بتائیں مجھے کیا چھپا رہے ہیں آپ سب مجھ سے۔ "

آبرو غصے سے چلائی تھی۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی۔ کہ نضال دوسری شادی کررہا تھا اور سب لوگ اُس سے یہ بات چھپا رہے تھے۔

"بالکل ٹھیک کہا بھابھی آپ نے۔ میں بھی کب سے یہی کہہ رہی ہوں۔ بتا دیں آپ کو ساری سچائی۔ مگر سب آپ کی طبیعت خرابی کی وجہ سے گھبرا رہے ہیں "

اُجالا کی بات پر نجمہ بیگم نے اُسے گھور کر آدھے میں ہی خاموش کروا دیا تھا۔ نضال کے علاوہ گھر کے باقی مرد حضرات بھی وہاں آچکے تھے۔ جب ثمن ہمت کرتی جھکی نظروں سے آبرو کے مقابل آئی تھی۔

"آبرو طلاق کے پیپرز ہیں ہی نہیں میرے پاس۔ کیونکہ نضال نے تمہیں طلاق نہیں دی۔ کورٹ کے پیپرز کوئی اور تھے۔ وہ صرف ایک مس انڈرسٹینگ ہوئی تھی۔ "

ثمن نظریں جھکائے مجرموں کی طرح بولنا شروع ہوئی تھی۔ اپنی بہن کا خود سے بدگمان اور دور ہوجانے کا خوف اُسے کھائے جارہا تھا۔ لیکن اب وقت آچکا تھا سچائی بتانے کا۔ وہ اب آبرو کو اپنی طرف سے مزید اندھیرے میں نہیں رکھ سکتی تھی۔ دن بدن بڑھتا ضمیر کا بوجھ سنبھالنا بہت مشکل تھا اب۔

آبرو زرد پڑتے چہرے کے ساتھ بنا پلکیں جھپکے اُسے دیکھے گئی تھی۔

"نضال نے اُس دن تمہارے ساتھ جو سلوک بھی کیا میرے کہنے پر کیا۔ میں نے ہی اُسے بلیک میل کیا تھا۔ کہ وہ تمہیں خود سے نفرت کرنے پر مجبور کردے۔ "

ثمن آنسو کے درمیان آبرو پر انکشاف کیے جارہی تھی۔ آبرو کے لیے اپنے قدموں پر کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تھا۔ اگر اُس نے صوفے کو نہ تھامہ ہوتا تو اب تک زمین بوس ہوچکی ہوتی۔

ثمن ساری حقیقت بتا کر اُس کے قدموں میں جاگری تھی۔

"آبرو میں تمہاری اور نضال کی بہت بڑی گنہگار ہوں۔ مجھے تو تم سے معافی مانگتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے۔ نضال تم سے بہت محبت کرتا ہے آبرو۔ پلیز اُس کے حوالے سے کوئی بات دل میں نہ رکھنا۔ "

آبرو سکتے کے عالم میں ثمن کو دیکھ رہی تھی۔ جب اُس کے آخری جملے پر اُس کے ہونٹوں پر استہزایہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"آپ جانتی ہیں نا آپی۔ میں نے لائف میں صرف آپ دو لوگوں کو چاہا تھا۔ آپ دونوں کو ہی اپنی پوری دنیا مانا تھا۔ پھر اتنا بڑا دھوکا کیوں کیا آپ لوگوں نے میرے ساتھ۔ اپنی نفرت میں میری ذات کو کچل ڈالا۔ "

آبرو نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی روکی تھی۔

وہاں موجود تمام افراد آنکھوں میں نمی بھرے آبرو کو ایک بار پھر ٹوٹتا بکھرتا دیکھ رہے تھے۔

"نہیں آبرو غلط صرف میں نے کیا ہے۔ نضال کا اِس سب میں کوئی قصور نہیں ہے "

ثمن اپنی جگہ سے اُٹھتی نفی میں سر ہلاتے بولی تھی۔

"ایک بار پہلے بھی آپ دونوں نے میری ڈیل کرنی چاہی تھی۔ جو کامیاب نہ ہوسکی۔ مگر اب آپ دونوں نے اپنے بارے میں سوچتے مجھے کسی کھلونے کی طرح استعمال کیا ہے۔ مجھے افسوس ہورہا ہے خود پر۔ ہمیشہ یہی سوچتی رہی میری بہن کے لیے میری خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ مگر آپ کے لیے آپ کی انا سے اُوپر کوئی نہیں ہے۔

آپ کس کی وکالت کررہی ہیں نضال حیدر کی، محبت کرتے ہیں مجھ سے۔ "

آبرو یہ بات کہتی اذیت سی ہنسی تھی۔

"ایسی محبت سے میں تنہا ہی ٹھیک ہوں۔ جو کبھی بھی مجھے بیچ راستہ میں رسوا کر کے چھوڑ سکتی ہے۔ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار تھی میں کہ آپ دونوں کے لیے امپورٹنٹ ہوں میں۔ بہت احسان مند ہوں میں آپ کی۔ کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خوش فہمی دور کردی۔ "

آبرو بے دردی سے اپنے آنسو رگڑتے اُلٹے قدموں پیچھے ہٹتی۔ کچھ فاصلے پر موجود چوہدری ربنواز اور چوہدری شیر نواز کے قریب آئی تھی۔

"مجھے چوہدری نضال شیر نواز سے طلاق چاہئیے۔ آپ اپنے پوتے کو بول دیں، اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو میں عدالت تک جاؤں گی۔ اور آپ سب کو کبھی اپنی شکل نہیں دیکھاؤں گی۔ یہ حویلی ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ "

آبرو سب کے سروں پر بم پھوڑتی بھاگتی اپنے کمرے میں قید ہوگئی تھی۔ سب لوگ صدمے کی حالت میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

اُنہیں آبرو سے کسی شدید ردعمل کی اُمید ہی تھی۔ مگر وہ اتنا بڑا فیصلہ لے گی کوئی بھی اِس کے لیے تیار نہیں تھا۔

"نضال کو بولو فوراً حویلی پہنچے۔ اگر میری پوتی کو کچھ ہوا تو میں کسی کو نہیں بخشو گا۔ "

چوہدری ربنواز اذیت ناک لہجے میں بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

★★★★★★★★★★

"بھابھی پلیز دروازہ کھولیں آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا، آپ کی طبیعت مزید خراب ہوجائے گی۔ پلیز میڈیسن تو لے لیں۔ "

اُجالا آبرو کو دروازہ ناک کرتی منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔ سب لوگ باری باری کوشش کرکے دیکھ چکے تھے۔ مگر آبرو نے باہر نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ اُس کا ایک ہی مطالبہ تھا نضال اُسے طلاق دے دے۔

"اُجالا بھائی آگئے ہیں نیچے۔ "

انعم نے اُونچی آواز میں اُجالا کو بتایا تھا۔ مقصد صرف آبرو کو سنانا تھا۔ جس کے کانوں تک یہ بات پہنچ بھی چکی تھی۔

"نضال میرے لیے میری پوتی کی زندگی سب سے زیادہ اہم ہے۔ جو وہ کہتی ہے تم کردو۔ مجھ میں اب مزید اُس کے آنسو دیکھنے کی سکت نہیں ہے۔ "

چوہدری ربنواز ہارے ہوئے لہجے میں نضال سے مخاطب ہوئے تھے۔

نضال نے بے یقینی سے اُنہیں دیکھا تھا۔ وہاں موجود باقی سب گھر والوں کا بھی یہی حال تھا۔ مگر آبرو کی حالت دیکھ وہ بھی فیصلہ نہیں کر پارہے تھے۔ کہ نضال کا آبرو کا بات مان لینا ٹھیک تھا یا غلط۔

"میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ "

نضال نے چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے اٹل لہجے میں جواب دیا تھا۔ جب اُسی وقت آبرو نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تھا۔

وہ مضبوط قدم اُٹھاتی نضال کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔ سب اِسی لمحے سے گھبرا رہے تھے۔ جو اب آن پہنچا تھا۔

نضال نے بغور آبرو کی جانب دیکھا تھا۔ لیمن کلر کے سوٹ میں زرد چہرا اور ملگجے سے حلیے میں وہ اُسے برسوں کی بیمار لگی تھی۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اُس کی خوبصورت آنکھیں سوج چکی تھیں۔ اُس کا دل چاہا تھا اِس لڑکی کو اپنی بانہوں میں چھپا کر اُس کے چہرے سے یہ دکھ اور اذیت ختم کردے۔

اُس کا کپکپاتا لرزتا وجود نضال کی نظروں کی قید میں تھا۔ اُس کا یوں یک ٹک بے خود ہوکر خود کو دیکھنا آبرو کو پل بھر کے لیے ڈگمگا گیا تھا۔ یہ شخص اپنی اتنی زیادتیوں کے بعد آج بھی اُس کے دل کی سب سے اُونچی سند پر بیٹھا تھا۔

"مجھے ابھی اور اِسی وقت طلاق چاہیئے۔ میں اِس اَن چاہے رشتے میں اب مزید ایک پل کے لیے بھی نہیں رہ سکتی۔ جیسے اُس دن سب سے سامنے اپنے گھر سے نکالا تھا۔

ویسے ہی سب کے سامنے اپنی زندگی سے نکال دیں مجھے۔ میں آزادی چاہتی ہوں آپ کے ساتھ جڑے رہنے کی اذیت سے۔ "

آبرو خود کو مضبوط ظاہر کرتی اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتی سب کی سانسیں روک گئی تھی۔ سب لوگ سانس روکے نضال کے فیصلے کے منتظر تھے۔

چوہدری ربنواز کے شانے بالکل جھک گئے تھے۔ وہ ایک بار پھر اپنے خاندان، اپنے بچوں کو ایک ساتھ رکھنے میں ناکام رہے تھے۔ اُن کا کیا گیا فیصلہ اتنا غلط ثابت ہوگا۔ وہ سوچ بِھی نہیں سکتے تھے۔

"آبرو گڑیا ایک بار سوچ لو۔۔۔۔میری غلطی کی سزا نضال کو کیوں دے رہی ہو تم۔ "

ثمن نے آبرو کو غلط فیصلہ کرنے سے باز رکھا تھا۔

"میں کسی کو سزا نہیں دے رہی۔ مجھے بھی حق ہے اپنی لائف کا بہتر فیصلہ کرنے کا۔ "

آبرو نے بہت مشکل سے اپنی آواز کی کپکپاہٹ پر قابو بایا تھا۔

"تمہاری زندگی کی سب سے بڑی بھول ہے کہ میں تمہیں طلاق دوں گا مسز آبرو نضال۔ مجھ سے آزادی میرے جیتے جی تو ممکن نہیں ہے۔ تم جو کرنا چاہتی ہو کرو، جس عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتی ہو اپنی طور سب کرلو۔ مگر اپنے نام سے میرا نام جدا نہیں کر پاؤ گی۔ "

نضال کے جواب پر سب نے اپنی رکی سانسیں بحال کی تھیں۔ آبرو کی آنکھ سے ضبط کے باوجود آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

"میں آپ پر کیس کروں گی۔ "

آبرو نے اُسے دھمکی دی تھی۔ جسے بنا سیریس لیے نضال مسکرا دیا تھا۔

"تم عدالت میں میرے خلاف کیس لڑو، میں تمہارے دل کی عدالت میں اپنا مقدمہ لڑوں گا۔ جو جیت گیا فیصلہ اُسی کے حق میں ہوگا۔ "

نضال بنا اردگرد کھڑے لوگوں کی پرواہ کیے درمیانی فاصلہ طے کرتا اُس کے قریب آتا ہاتھ بڑھا کر اُس کے گال پر لڑھکے آنسو صاف کیے تھے۔

"جتنی ہو سکے اپنے دل کو سمجھا کر یہ غلط فہمی دور کردو۔ کہ میں تمہیں خود سے الگ کروں گا۔ تم میری ہو اور زندگی بھر میری ہی رہو گی۔ مجھے اتنا ٹائم خود سے دور رکھ کے جو ظلم تم مجھ پر کررہی ہو۔ اُس کا حساب تمہاری نازک جان پر کافی بھاری پڑ سکتا ہے۔ "

نضال سرگوشیانہ لہجے میں بولتا اُس کی پیشانی پر بوسہ دیتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

آبرو سب کے سامنے اُس کی اتنی جرأت دھنگ رہ گئی تھی۔ اُس کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔ جبکہ باقی سب اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے چہرا جھکا گئے تھے۔ وہ غصے سے مُٹھیاں بھینچتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

"بابا جان اب کیا ہوگا۔ یہ دونوں تو سرعام جنگ کا اعلان کرچکے ہیں۔ اگر آبرو غصے میں واقعی عدالت تک پہنچ گئی تو کیا ہوگا۔ "

قدسیہ بیگم سر پکڑتیں صوفے پر بیٹھتیں تشویش کے عالم میں بولی تھیں۔

"میں جانتا ہوں اپنے خون کو، وہ اِس وقت غصے اور اب شدید ضد میں آچکی ہے۔ وہ ضرور جائے گی، اُسے کوئی روکے گا بھی نہیں۔ یہ جنگ اُن دونوں کے درمیان ہے وہی لڑیں گے۔ "

چوہدری ربنواز نضال کا فیصلہ سن کر کافی حد تک مطمئین ہوچکے تھے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے نضال منا لے گا آبرو کو۔ "

اُن کے اتنے پریقین انداز پر باقی سب کا حوصلہ بھی کچھ حد تک بڑھا تھا۔

"بالکل میرا پوتا ہے وہ، میں اٹھارہ سال بعد موت کو شکست دے کر واپس لوٹا ہوں۔ تو میرا پوتا بھلا کیسے اپنی زندگی کا مقدمہ ہار سکتا ہے۔ آپ سب لوگ شادی کی

تیاریاں شروع کریں۔ میں اپنے بچوں کی شادی دھوم دھام سے کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے تم لوگوں نے اُن کی رخصتی کی تھی ویسے بالکل بھی نہیں۔ "

چوہدری ربنواز بلکیس بیگم کو شکوہ کناں لہجے میں دیکھ کر بولے تھے۔ جس پر وہ مسکرا دی تھیں۔ جبکہ باقی سب حیرت سے منہ کھولے اُن کا یہ نیا حکم سن رہے تھے۔

ایک طرف اُن دونوں کے درمیان طلاق پر جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ دوسری جانب چوہدری ربنواز صاحب کو الگ ہی سوجھ رہی تھی۔ مگر کوئی اُن سے سوال کرکے اپنی شامت نہیں بلانا چاہتا تھا۔

★★★★★★★★★★

"کیا مصیبت ہے یہ کسی کو کال کیوں نہیں جارہی۔ مجھے ہر حال میں وکیل سے کانٹیکٹ کرنا ہے۔ نضال حیدر کو بتا دوں گی کہ میں خالی خولی دھمکی نہیں دے رہی۔ ہر بار وہی نہیں جیت سکتے۔ میری زندگی کو سب کے سامنے مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ "

آبرو کا غصے اور جھنجھلاہٹ سے بُرا حال تھا۔ وہ مسلسل روم میں چکر کاٹ کر اور نمبر ملا کر تھک گئی تھی۔ مگر اچانک نجانے سگنلز کو کیا ہوا تھا۔ کہ کال ہی نہیں جا پا رہی تھی۔

صبح سے رات ہوچکی تھی، مگر وہ ابھی تک رابطہ کرنے میں ناکام رہی تھی۔ آخر کار غصے سے موبائل صوفے پر اُچھالتے وہ کل واپس شہر جاکر خود وکیل سے ملنے کا فیصلہ کرتی فریش ہونے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اُس کا سر بُری طرح درد کررہا تھا۔ وہ ریلیکس ہوکر سونا چاہتی تھی۔

کافی دیر شاور لینے کے بعد وہ ٹاول میں اپنے گیلے بالوں کو لپیٹے اپنی بلیک نائٹی میں ملبوس باہر نکل تھی۔ جس میں اُس کا چاندنی بکھیرتا وجود مزید دھمک رہا تھا۔ مگر اِس سب سے بے پرواہ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آتی بالوں کو ٹاول سے نکال کر سلجھانے لگی تھی۔ جب اچانک کسی احساس کے تحت اُس نے نظریں اُٹھا کر مرر کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں سے نظر آتے بیڈ پر نیم دراز شخص کو دیکھ آبرو کو پورا کمرا اپنی

نگاہوں میں گھومتا نظر آیا تھا۔ نضال حیدر اُس کے بیڈ پر براجمان پورے انہماک سے اُس پر اپنی پر تپش نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔

وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اُٹھی تھی۔ گود میں پڑا ٹاول نیچے جا گرا تھا۔

"آپ۔۔۔۔آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں آنے کی۔ ابھی اور اِسی وقت نکل جائیں یہاں سے۔ ورنہ میں سب گھر والوں کو بلا لوں گی۔۔۔ "

آبرو غصے سے چلائی تھی۔ مگر نضال کی جانب دیکھ کر صاف ظاہر تھا کہ اُس نے جیسے بات سنی ہی نہ ہو۔ اُس کی پرشوق نگاہیں آبرو کے دلکش سراپے سے اُلجھتی آبرو کو لرزنے پر مجبور کررہی تھیں۔ اُس نے جلدی سے نیچے پڑا ٹاول اُٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لیا تھا۔ اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ نضال روم میں آیا کیسے تھا۔ اُس نے بہت اچھی طرح تسلی سے اپنا روم لاک کیا تھا۔

آبرو کو خود اُس سے چھپانے کی حرکت نضال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

اُسے ہمیشہ سے آبرو کا غصے سے لال پڑتا چہرا دیکھنے میں بہت مزا آتا تھا۔

آبرو اِس وقت عجیب شش و پنج کا شکار تھی۔ اِس حلیے میں نہ وہ باہر جاسکتی تھی۔ نہ شور مچا کر کسی کو بلا سکتی تھی۔ اور نضال کا تو کسی صورت موڈ لگ ہی نہیں رہا تھا اُس کے بیڈ سے ہلنے کا بھی۔

"تم پہلے سے کافی زیادہ بدتمیز ہوگئی ہو۔ اور خوبصورت بھی۔ "

نضال بیڈ سے اُٹھتا اُس کی جانب قدم بڑھاتے ذومعنی لہجے میں بولتا، اُسے آگ بگھولا کر گیا تھا۔

"آپ یہ سب بولنے کا کوئی حق نہیں رکھتے، نکل جائیں میرے روم سے۔ "

آبرو چیخی تھی۔ مگر نضال کے سر پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔ وہ اُسے سر سے پیر تک بے باک نظروں سے گھورتا اُس سے دو قدم کی دوری پر آن کھڑا ہوا تھا۔

"تم بھول رہی ہو، ابھی بھی سارے حق میرے پاس ہیں۔ "

نضال نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے گیلے بالوں کو چھونا چاہا تھا۔ جسے آبرو نے پہلی رات کی طرح جھٹک دیا تھا۔

"آپ یہ سارے حق اُسی رات کھو چکے ہیں۔ جب آپ نے مجھے اپنے گھر سے نکالا تھا۔ آپ جانتے تھے نا مجھے پہلی نظر میں آپ سے محبت ہوگئ تھی۔ آپ کو بے پناہ چاہا ہے میں نے۔ آپ نے ہمیشہ اُسی بات کا فائدہ اُٹھایا۔ پہلے آفس میں مجھے کر بات پر اگنور کرکے باتیں سنا کر ہرٹ کیا۔ پھر آپی کی میرے لیے رکھی پیش کش کو کہہ کر ٹھکرا دیا کہ آپ کو انٹرسٹ نہیں ہے مجھ میں، میں آپ کی ٹائپ کی نہیں ہوں۔ ایک پرسنٹ بھی قابل نہیں ہوں آپ کے۔ پہلی بار میرا دل اُسی دن ٹوٹا تھا۔ اور میں ایکسپٹ بھی کر چکی تھی وہ ریجکشن۔

خود کو سزا دینے کے لیے اُس دلاور سے نکاح کرنے جارہی تھی۔ جب اچانک نکاح کو سامنے لاتے آپ بنا میری مرضی جانے مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے، میں بھی دنیا کی سب سے بڑی بے وقوف لڑکی اپنے دل کی سنتی، آپ کی ہر بات مان کر آپ کی طرز کے مطابق زندگی گزارنے لگی۔ آپ کے رویے سے بھی سمجھ نہیں پائی کہ

آپ مجھے صرف نکاح کی وجہ سے ایک کمپرومائز کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ یا شاید میری محبت جان کر میرا دل رکھنے کے لیے ترس کھا کر۔

جس پر ترس کھایا جاتا ہے اُسے اپنے مقصد کے لیے قربان کرنے لیے زیادہ مشکل درپیش نہیں ہوتی۔ آپ نے جتنے ٹائم مجھے اپنی محبت کی چھاؤں میں رکھ کر مجھ پر احسان کیا، ایک ہی جھٹکے میں وہ سب میرے منہ پر مارتے، مجھے اپنی زندگی سے باہر کا راستہ دیکھا دیا۔

آپ نے ہر بار میری محبت کا ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے، آپ جانتے تھے آپ میری سب سے بڑی کمزوری ہیں۔ ہر بار آپ نے اِسی بات کو استعمال کیا۔ مگر اب میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔ آپ کے مجھے کبھی زندگی میں شامل کرنے اور پھر نکال باہر پھینکنے کے اِس کھیل کو یہی ختم کرتی ہوں میں۔ اب کبھی آپ کی زندگی میں لوٹ کر نہیں آؤں گی میں، کبھی نہیں۔ "

آبرو کا چہرا بولتے بولتے آنسوؤں سے تر ہوچکا تھا۔ اُس کی سانس بُری طرح پھولتے دیکھ نضال نے گلاس میں پانی ڈال کر اُس کی جانب بڑھایا تھا۔ جسے آبرو نے ہاتھ مار کر دور اُچھال دیا تھا۔ چھناکے کی آواز کے ساتھ ہر طرف کانچ بکھر گئے تھے۔ نضال جو اُسی کی اتنی ساری اُلٹی باتیں سننے کے بعد نجانے کیسے خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔ اُس کی اِس حرکت پر جارحانہ تیوروں سے کلائی سے تھام کر اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ آبرو سیدھی اُس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ اُس کی لانبی نم زلفیں نضال کے کندھوں پر بکھری تھیں۔

"اتنی بدگمان ہو تم مجھ سے۔ اتنی تلخی کیسے بھر گئی تمہارے دل میں میرے لیے۔ کیا واقعی تمہیں ایک بار بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ میں محبت کرتا ہوں تم سے۔ "

نضال آبرو کا چہرا دونوں ہاتھ میں تھام کر اُس کا رخ اپنی جانب موڑتے بولا تھا۔ آبرو اُس کی اتنی نزدیکی پر لال ہوئی تھی۔ چہرے پر پڑتی نضال کی گرم سانسوں کی تپش سے اُس کے ہونٹوں کپکپانے لگے تھے۔

"نہیں وہ صرف میری محبت تھی، اور آپ کی رشتے کو نبھانے کی مجبوری، جسے موقع ملتے ہی آپ نے اپنے سر سے اُتار پھینکا۔ "

آبرو نم آنکھوں سے اذیت بھرے لہجے میں بولی تھی۔ جب اُس کی گال پر گرتا آنسو نیچے گرنے سے پہلے نضال نے ہونٹوں سے چن لیا تھا۔ آبرو اُس کے شدت بھرے لمس پر لرز کر رہ گئی تھی۔

اس شخص کی قربت اُسے کمزور کر سکتی تھی۔ آبرو اب کی بار ایسا نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔ اُس نے نضال کو خود سے دور دھکیلنا چاہا تھا۔ مگر اُسے ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔

نضال کا فوکس اب اپنے لرزتے ہونٹوں پر دیکھ آبرو نے گھبرا کر اُس کے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی جما کر اُسے مزید گستاخی سے روکا تھا۔

"دور رہیں مجھ سے، آپ کے ساتھ آکر مسئلہ کیا ہے۔ "

آبرو حیا سے لال پیلی ہوتی اُس سے ٹھیک سے لڑ بھی نہیں پائی تھی۔

"تم ہو میرا سب سے بڑا مسئلہ، میرا یہ دل تمہاری قربت کا خواہاں ہے، مجھے ایک پل کے لیے بھی تمہارے بغیر چین نہیں لینے دے رہا۔ "

نضال اُس کا ملائم ہاتھ اپنے منہ سے ہٹا کر اُن پر لب رکھتا گھمبیر جذبوں سے چور لہجے میں بولتا اُس کے دل کی دھڑکنیں تیز کرگیا تھا۔ وہ ہمیشہ اُسے ایسے ہی اپنے سحر میں جکڑ کر ہپنوٹائز کر دیتا تھا۔۔۔

نجانے ایسا کیا جادو تھا اِس شخص کے پاس کہ وہ اپنے دل و دماغ کو بھی کنڑول نہیں کرسکتی تھی۔۔۔ اِس انسان کے معاملے میں۔۔۔۔۔

"میں نے آپ سے محبت کرکے اپنی لائف کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔ کاش آپ میری لائف میں آئے ہی نہ ہوتے۔ "

آبرو اُس کی حرکتوں پر چڑھ کر بولتی اُس کا حصار توڑتی دور ہوئی تھی۔ یہ الفاظ ادا کرتے اُس کی آنکھوں میں نمی سی اُتر آئی تھی۔۔۔

"مگر تم میری لائف کی سب سے بڑی خوش قسمتی ہو۔ جسے میں کبھی خود سے دور نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔ تم جا مرضی کرنا چاہو کر سکتی ہو۔۔۔ مگر رہنا تمہیں ہمیشہ میرا بن کر ہی ہے۔۔۔۔ "

نضال اُسے پر شوق نظروں سے دیکھتے بولا۔ جس بلیک نائٹی میں اپنے ہوش رُبا حُسن کے ساتھ اُس کے سامنے کھڑی اُس کے بہکنے کا سبب بن رہی تھی۔۔۔

آبرو کو اُس سے لڑتے دھیان نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔کہ اُس کا ٹاول گرچکا ہے۔۔۔۔ اور اُس کا نازک سراپا نضال حیدر کی نگاہوں میں آچکا ہے۔۔۔۔

"آپ جائیں یہاں سے ورنہ میں دادا جان اور باقی سب کو کال کرکے بلا لوں گی یہاں۔ "

آبرو صوفے کی جانب بڑھتی موبائل اُٹھاتے بولی۔ اُس کے ہاتھوں کی واضح لرزش نضال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔۔۔

"اچھی بات ہے، اُنہیں گڈ نیوز دے دو کہ ہماری صلح ہوچکی ہے۔ وہ تو پہلے سے ہی ہماری شادی کی تیاریاں شروع کرچکے ہیں۔ "

نضال صوفے پر پھیل کر بیٹھتا اُس کی معلومات میں اضافہ کرتے بولا۔۔۔۔ اُس سے نگاہیں ہٹانا مشکل ہورہا تھا۔۔

"جب آپ کے پاس طلاق کے پیپرز پہنچیں گے، تب آپ سب لوگوں کو پتا چلے گا کہ میں مذاق بالکل نہیں کررہی۔ "

آبرو اُس کی بات پر مزید تپ گئی تھی۔ اِس شخص نے گھر کے سب لوگوں کو بھی اتنی ہوشیاری سے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

مگر اِس بار وہ کسی صورت اِس ساحر کے سحر میں نہیں جکڑنا چاہتی تھی خود کو۔۔ اُس کے لیے چاہے اُسے کچھ بھی کرنا پڑتا۔۔۔ دل کی فریاد کو وہ بہت پہلے ہی دبا چکی تھی۔۔۔ اِس وقت وہ صرف اپنے دماغ کی سننا چاہتی تھی۔۔۔

"میں جانتا ہوں سویٹ ہارٹ، مگر اِس وقت مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ "

نضال دور جاتی آبرو کی کلائی پکڑ کر اُسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔ اُس کی اِس جارحانہ کاروائی پر آبرو کے منہ سے بے ساختہ چیخ بر آمد ہوئی تھی۔ وہ اُس کے قریب صوفے پر گری تھی۔ اُس کے گیلے بال چہرے کے گرد پھیل گئے تھے۔۔۔

جب کہ دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آنکلے گا۔۔۔ یہ شخص اتنے ستم ڈھانے کے بعد آج بھی اُس کے دل و دماغ پر حکمرانی رکھتا تھا۔۔۔ جس سے وہ انکاری نہیں ہوسکتی تھی ۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ آپ کو ایک بار کا کہا سمجھ کیوں نہیں آتا۔ "

آبرو اُس کی گرفت سے کلائی نکالتی غصے سے بھڑکی تھی۔۔۔ نضال کی قربت پر اُس کے گال تپ اُٹھے تھے۔۔۔ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔ اِسی لیے نضال کے قریب آنے سے گریزاں تھی۔۔۔

جب نضال نے اُس کے گرد بازو رکھتے اُسے پوری طرح اپنے حصار میں لیا تھا۔ اُس کے اتنے قریب آنے پر آبرو کی بولتی بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔ نضال کی خود پر جمی خمار آلود نگاہیں آبرو کی جان آدھی کر گئی تھیں۔۔۔

اُس کی گرم سانسوں کی تپش آبرو کا چہرا جھلسا رہی تھیں۔۔۔ مگر وہ بنا کوئی حرکت کیے ساکت سامت سی بیٹھی رہی تھی۔۔۔

"میری ایک چھوٹی سی خواہش ہے۔ وہ پوری کرنے دو میں چلا جاؤں گا۔۔۔۔ آئی پرامس مزید تنگ نہیں کروں گا۔۔۔ "

نضال اُس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں پر لپیٹتے اُن کی مہک اپنی سانسوں میں اُتارتے بولا۔۔۔۔ اُن کی مسحور کن خوشبو اُس کے حواس معطل کر گئی تھی۔۔۔ یہ لڑکی قطرہ قطرہ اُس کے رگ و پے میں اُترتی اُسے پاگل کررہی تھی۔۔۔

وہ آبرو شاہنواز کو کس قدر ٹوٹ کر چاہنے لگا تھا اگر وہ یہ بات جان لیتی تو کبھی اُس سے دور جانے کی بات نہ کرتی۔۔۔

آبرو اُس کے شوخی بھرے انداز پر کچھ بول نہیں پائی تھی۔ مگر نضال کی اگلی بات نے اُس کے کانوں کی لوح تک سُرخ کردی تھی۔۔۔۔ اُسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ اُس نے دور ہونا چاہا تھا مگر نضال کی مضبوط گرفت نے اِس بات کی اجازت ہی نہیں دی تھی۔۔۔۔

"میں تمہارے کندھے پر موجود وہ برتھ مارک دیکھنا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی وہ ویسا ہی یا کچھ بدلاؤ آیا ہے اُس میں۔ "

آبرو نے اُس کی بات پر شرم سے سرخ ہوتے اُسے دور دھکیلنا چاہا تھا۔ نضال کو اُس کے برتھ مارک کے بارے میں پتا تھا، اور اُس کی نظروں کی سمت سے صاف ظاہر تھا وہ پہلے بھی دیکھ چکا ہے۔۔۔۔ آبرو شرم سے دوہری ہوتی خود میں سمٹی تھی۔۔۔ اُس کا دل بُری طرح دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔۔

جس شخص کو وہ دنیا کا اِن رومینٹک اور بورنگ ترین انسان سمجھتی تھی وہ اِس قدر بے باک نکلے کا اُس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔ جو کچھ ہی دیر میں اپنی باتوں اور لفظوں سے اُس کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

"ایک بہت بے شرم انسان ہیں آپ، نکل جائیں میرے روم سے۔ "

آبرو اُس سے نظریں نہیں ملا پائی تھی۔۔۔۔ کیونکہ اب نضال کی شوخی بھری نظریں بے باکی میں بدل چکی تھیں۔۔۔۔ آبرو کی گھنیری پلکوں کا بوجھ حیا کے مارے مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔۔ نضال نہ اُسے چھوڑنے کے لیے تیار تھا اور اپنی بات سے پلٹنے کے لیے۔۔۔۔

اُسے پہلے یہی لگا تھا کہ شاید وہ مذاق میں تنگ کررہا ہو اُسے۔۔۔۔ مگر اُس کی نگاہیں صاف بتا رہی تھیں۔۔۔۔ کہ یہ مذاق بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔۔ وہ اِس وقت حد سے زیادہ سنجیدہ اور متوجہ تھا۔

"میں نے کیا کیا؟؟ اپنی ایک انتہائی معصوم سی خواہش کا اظہار ہی تو کیا ہے۔ "

نضال اُس کی حالت دیکھ اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا۔

"میری جان مزا تو تب آئے جب میدان میں آکر میرا مقابلہ کرو۔۔۔ پہلے تو بڑی شیرنی بنی پھرتی تھی میرے میدان میں آتے ہی بھاگ نکلی۔۔۔۔۔"

نضال فلوقت اُسے بخشنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔۔ جبکہ اُس کی یہ انتہائی معصوم خواہش آبرو کی جان پر بن آئی تھی۔۔۔

وہ اِس وقت پوری طرح اس کے بازوؤں میں تھی۔۔۔ نضال کو اُس کی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔ وہ بنا اجازت بھی اپنا حق استعمال کر سکتا تھا۔۔۔۔

"اجازت ہے۔۔۔۔؟؟؟؟"

نضال جھک کر اُس کے پھولے گال پر شدت بھرا لمس چھوڑتا اُسے لہو رنگ کر گیا تھا۔۔۔۔

آبرو نے اُس کا کلر دبوچ کر اُس کا لمس برداشت کیا تھا۔۔۔۔

"پلیززززز۔۔۔۔۔۔"

آبرو اُس کی بے باک نگاہوں کی تاب نہ لاتی روہانسی ہوئی تھی۔۔۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتی میرے یہ دن رات کس قدر تڑپ میں گزر رہیں ہیں تمہارے بغیر۔۔۔۔ تم اپنے آپ کو مجھ سے دور رکھ کر ہم دونوں کے لیے اچھا نہیں کررہی۔۔۔ اِس کا حساب میں سود سمیت وصولوں گا تم سے۔۔۔۔ اور نہ کسی قسم کا رحم کھاؤں گا۔۔۔۔ میری محبت کی شدتیں برداشت کرنا بہت مشکل ہونے والا ہے میری جان تمہارے لیے۔۔۔ خود کو تیار کرنا شروع کر دو۔۔۔ کیونکہ عنقریب تم میری دسترس میں ہوگی۔۔۔۔"

نضال اُس کے ایک ایک نقوش کو ہونٹوں سے چھوتا اُس کی جان ہوا کر گیا تھا۔۔۔

آبرو نے پھولی سانسوں کے ساتھ اُس کے سینے پر اپنی نازک ہتھیلیاں جماتے اُسے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں نضال اُس کی دونوں کلائیاں گرفت میں لیتا اُس کی کمر کے پیچھے باندھتا اُسے اپنے مزید قریب کرگیا تھا۔۔۔

"آج تو بخش رہا ہوں۔۔۔ لیکن اگلی بار مہلت نہیں ملے گی۔۔۔

نضال کے کندھے پر برتھ مارک والی پوشیدہ جگہ کی جانب اشارہ کرتا فلحال کے لیے اُس کی جان بخشی کرگیا تھا۔۔۔

اُس کی نگاہوں کا مفہوم آبرو کے پورے وجود پر لرزا طاری کرگیا تھا۔۔۔

"آئی رئیلی لو یو۔۔۔۔ کانٹ لیو ود آؤٹ یو۔۔۔۔"

نضال اُس کی ٹھوڑی کو چوم کر بولتا اُس کی سانس روک گیا تھا۔۔۔ کبھی وہ اِس شخص کے اِن الفاظ کے لیے کتنی تڑپی تھی۔۔۔ اور جب وہ بول رہا تھا تو آبرو سے اُن پر یقین کرنا مشکل ہورہا تھا۔۔۔۔

وہ نضال شیر نواز سے بے اعتبار ہوچکی تھی۔۔۔۔

نضال اُس کی آنکھوں میں اُتر آئی نمی دیکھ اُسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا اُس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا۔

"ویسے مہرون سے زیادہ یہ بلیک والی نائٹی سوٹ کرتی ہے تم پر۔۔۔۔ میں اپنے بیڈروم میں یہی دیکھنا چاہتا ہوں تم پر۔۔۔۔ "

دروازے کے قریب پہنچتے، اُس نے پلٹ کر اُس کی جانب شوخ جملہ اُچھالتے آنکھ دبائی تھی۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہاں سے نکل آیا تھا۔ آبرو کو اب اپنے بکھرے حلیے کا خیال آیا تھا۔۔ نیچے گرا ٹاول اُٹھا کر خود کو ڈھانپتی وہ شرم سے پانی پانی ہوئی تھی۔۔۔

آبرو نضال کا یہ نیا رُوپ دیکھ ابھی تک شاک میں تھی۔

نضال کی اِس بھرپور توجہ اور محبت کا احساس کتنا خوبصورت تھا آبرو کے دل کے ایک کونے نے اِس بات کا اقرار کیا تھا، جسے فلحال آبرو سننا ہی نہیں چاہتی تھی۔

وہ جانتی تھی نضال کی اِس محبت کے آگے وہ کمزور پڑ سکتی تھی۔ مگر اُس نے خود کو پتھر رکھنا تھا۔ وہ بے حس شخص کو اِس بات کی اجازت نہیں دے سکتی تھی کہ وہ ہر بار آکر اُس کے دل کو ٹکڑوں میں بانٹ دے۔

کبھی بھی اپنے کسی بھی مفاد کی خاطر اُسے بیچ راہ میں تڑپتا چھوڑ جائے۔

اُسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ نضال واقعی اُس سے اتنی شدت بھری محبت کرنے لگا ہے۔۔۔ اُسے یہی محسوس ہورہا تھا کہ گھر والوں کے دباؤ میں آکر یا پھر اُس کی حالت کے پیشِ نظر اُس پر ترس کھا کر نضال یہ سب کررہا تھا۔۔۔

اور آبرو اب کی بار ایسا نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی ایک بار پھر نضال اُس پر ترس کھا کر اُسے اپنائے۔۔۔

اُس کی صرف ایک ہی خواہش تھی نضال شیر نواز کی محبت حاصل کرنا۔۔۔ مگر اپنی ہی خودساختہ قائم کی گئی خود اذیتی کی وجہ سے اُسے یہی لگ رہا تھا کہ اب وہ کبھی نضال کی زندگی میں محبت کی بنیاد پر داخل نہیں ہوپائے گی۔۔۔۔

★★★★★★★★

"ارے بھابھی آپ خود چائے کیوں بنا رہی ہیں؟ مجھے یا پھر کسی ملازمہ ہو کہہ دیتیں۔۔۔"

اُجالا آبرو کو کچن میں چائے بناتے دیکھ اندر آتی اُس کی طبیعت کے خیال سے بولی تھی۔۔۔۔

"نہیں کوئی بات نہیں میں بنا لوں گی۔۔۔۔"

آبرو نپے تلے لہجے میں بولتی پوری طرح چائے کی کتیلی پر نگاہیں جمائے کھڑی تھی۔۔۔

"آپ مجھ سے بھی ناراض ہیں۔۔۔؟؟؟ پر بھابھی میرا تو کسی معاملے میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔"

اُجالا اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

"میں کسی سے بھی ناراض نہیں ہوں۔۔۔ اور تم سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔"

آبرو نے اب بھی اُس کی جانب رُخ کیے بغیر جواب دیا تھا۔۔۔۔

"تو بات کیوں نہیں کررہی ہیں مجھ سے۔۔۔۔؟؟؟"

اُجالا کی اُس کے نرم لہجے میں دیئے جانے والے جواب پر ہمت بندھی تھی۔۔۔۔

"کیونکہ اگر تم سے بات کی تو تم نے اپنے بھائی کی وکالت شروع کردینی ہے۔۔۔۔"

آبرو اچھے سے جانتی تھی کہ اُجالا کی دنیا اُس کے بھائی سے شروع ہوکر اُسی پر ختم ہوتی تھی۔۔۔ اِس لیے وہ اُجالا سے بھی اجنبیت کی دیوار بنائے ہوئے تھی۔۔۔

"نہیں کروں گی وکالت۔۔۔ بلکہ اُن کا ذکر بھی نہیں کروں گی آپ کے سامنے۔۔۔ پلیز مجھ سے بات کرلیں۔۔۔"

اُجالا نے جلدی سے کہا تھا۔۔۔ جس پر آبرو نے ہولے سے مسکراتے اُس کی جانب بڑھا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔

"آبرو میرے لیے بھی چائے بناؤ۔۔۔"

اُسی لمحے نضال حیرت انگیز طور پر کچن میں داخل ہوتا آبرو کو بڑے نارمل انداز میں حکم صادر کر گیا تھا۔۔ جس کے جواب میں آبرو اُسے غصے سے گھور بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

"لگتا ہے بھائی خوشبو آگئی ہے کہ اُن کی بیگم صاحبہ چائے بنارہی ہیں۔۔"

اُجالا اُن دونوں کو آگے پیچھے کھڑا دیکھ مسکراتے ہوئے بڑبڑائی تھی۔۔ مگر آبرو کی گھوری پر فوراً ہونٹ بھینچ لیے تھے۔۔۔۔

"میں ملازمہ نہیں ہوں آپ کی۔۔۔۔"

آبرو اپنی چائے کپ میں اُنڈیلتی تپے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"ملازمہ کو نہیں بیوی کو کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ چائے بنادو۔۔۔۔"

نضال اُس کے غصے کو کسی خاطر میں لائے بغیر انتہائی معصومیت سے بولا۔۔۔

"آپ کی آخر پرابلم کیا ہے۔۔۔۔؟؟؟"

آبرو اُس کے غیر سنجیدہ انداز پر مزید چڑھی تھی۔۔۔۔ اتنا سب ہوجانے کے بعد بھی یہ شخص ایسے ری ایکٹ کررہا تھا جیسے اُن کے درمیان صرف کوئی چھوٹی موٹی لڑائی ہوئی ہو۔۔۔۔

اُجالا دم سادھے دونوں کو دیکھتی ہولے سے وہاں سے کھسک گئی تھی۔۔۔

"تم ہو میری سب سے بڑی پرابلم۔۔۔۔۔"

نضال اُس کے گرد کاؤنٹر پر ہتھیلی جمائے دوسرے ہاتھ سے اُس کے چائے تھامے ہاتھ کو پکڑ کر کپ ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔۔۔

دیکھنے میں ایسے لگا کہ آبرو نے ہی اُسے چائے پلائی ہو۔۔

"تو اِسی پرابلم سے ہی تو آزاد کرنا چاہتی ہوں آپ کو۔۔۔"

آبرو نے اپنا ہاتھ کپ سمیت واپس کھینچا تھا۔۔۔ یہ شخص اُس کی چائے جھوٹی کر چکا تھا۔۔۔

اور اب پرشوق نگاہوں سے اُس کے پھولے گال دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مگر میں اپنی ساری زندگی اِسی پرابلم کے ساتھ ہنسی خوشی گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔"

نضال نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے گال کو چھوا تھا۔۔۔

"ایسا اب کبھی نہیں ہوگا۔۔ آپ جتنا جلدی سمجھ لیں اُتنا اچھا ہے۔۔۔"

آبرو اُس کا حصار توڑتی دور ہوئی تھی۔۔۔

مگر اُس کے وہاں سے جانے سے پہلے ہی نضال اُس کی کلائی دبوچ کر اُسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

"سمجھنا تو میری جان تمہیں پڑھے گا بہت جلد۔۔۔۔ اور میرے اِن ایک ایک لمحوں کا قرض بھی چکانا ہوگا۔۔۔۔"

اُس کی چائے کا ایک بار پھر ایک سپ لیتا۔۔۔ اُس کی پیشانی پر مہرِ محبت ثبت کرتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ آبرو ایک بار پھر اُس کی اِس گستاخی پر غصے سے لال ہوئی تھی۔۔۔

★★★★★★★★

"آبرو شہر جاچکی ہے۔ وہ ہم سب سے ناراض ہے۔ اُس کے مطابق ہم سب نضال کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اِس لیے وہ اکیلے اپنا کیس لڑے گی۔ "

بلقیس بیگم نے ڈرائنگ روم میں سب کے درمیان بیٹھتے اطلاع دی تھی۔ کیونکہ آبرو صرف اُن سے مل کے گئی تھی۔

"ہمم تو اِس کا مطلب ہماری پوتی ہم سے بھی بہت سخت ناراض ہے۔ "

چوہدری ربنواز نے ہنکارا بھرتے اپنا حقہ قریب کیا تھا۔

"دادا جان مجھے شہر جانا چاہیے، آبرو کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ وہ وہاں کیسے اکیلی رہے گی۔ "

ثمن کو فوراً آبرو کی فکر لاحق ہوئی تھی۔

"بیٹا جی یہ بات یہ سارا فساد کھڑا کرنے سے پہلے سوچنی چاہیئے تھی۔ تمہیں وہاں جانے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے۔ نضال گیا ہے اُس کے پیچھے۔ خود ہی اپنی بیوی کو منا کر لے آئے گا۔ "

چوہدری ربنواز نے اُس کو وہی لتاڑ دیا تھا۔ اُنہوں نے ابھی تک ثمن کو معاف نہیں کیا تھا۔ ثمن خود ہی اُن کو مخاطب کرتی تھی۔ جس کے جواب میں ہر بار ڈانٹ ہی ملتی تھی۔

ثمن منہ بناتی خاموشی ہوگئی تھی۔

"شادی کی تیاریاں کہاں تک پہنچی، کچھ خاص نظر نہیں آرہیں مجھے۔ میں نے جیسے کہا ہے شادی ویسے ہی ہونی چاہئے۔ مجھے کسی قسم کی کوئی کم نظر نہ آئے۔ "

چوہدری ربنواز کی بات پر سب اُنہیں دیکھ کر رہ گئے تھے۔ دلہا دلہن کی صلح نہیں ہو پارہی تھی۔ اُنہوں نے اپنا الگ ہی شروع کرر کھا تھا۔

"آپ کے دادا جان سٹھیا گئے ہیں۔ "

اُجالا ثمن کے کان میں گھستی اُس کا موڈ بحال کرنے کے لیے ہنستے ہوئے بولی تھی۔ مگر ثمن آبرو کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔

آبرو نے کل سے اُس سے بات کرنا تو دور اُسے دیکھا تک نہیں تھا۔ یہ غم اُسے الگ کھائے جارہا تھا۔

★★★★★★★★

آبرو سیدھی آفس پہنچی تھی۔ اُس کا ارادہ وکیل کو یہی بلانے کا تھا۔ اُس کے سیکریٹری نے پہلے ہی اُس کے کہنے پر سارے معاملات طے کرر کھے تھے۔

"غنی صاحب آپ میٹنگ کے لیے انفارم کردیں سب کو۔ میں کچھ دیر بعد آتی ہوں میٹنگ کے لیے۔ "

آبرو غنی صاحب سے پچھلے دنوں کی ساری انفارمیشن لے کر اُنہیں ہدایت دیتے بولی۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے باہر نکل گئے تھے۔

"میم شوکت صاحب آچکے ہیں۔ "

پین کی اطلاع پر آبرو نے اُنہیں اندر بھیجنے کو کہاں تھا۔

کچھ دیر بعد وکیل اُس کے سامنے تھا۔ شوکت صاحب اُن کے خاندانی وکیل تھے۔ اِس لیے آبرو اُن سے بلا جھجھک اپنا مسئلہ ڈسکس کر سکتی تھی۔

"مجھے آپ سے اپنی ڈائیورس کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔ "

ابھی آبرو اتنا ہی بولی تھی۔ جب نضال بنا ناک کیے اندر داخل ہوا تھا۔ اُس کو وہاں دیکھ آبرو دانت پیس کررہ گئی تھی۔

"اسلام و علیکم !وکیل صاحب کیسے ہیں آپ۔ میں نضال شیر نواز آبرو کا ہزبینڈ۔ "

نضال اُن سے ہاتھ ملاتا اُن کے برابر رکھی کرسی پر جابیٹھا تھا۔ جبکہ اُس کا تعارف سن کر وکیل نے آبرو کی جانب دیکھا تھا۔ وہ بچارہ اِس آکورڈ سچویشن پر اپنی جگہ شرمندہ ہوا تھا۔

"کوئی سیریس معاملہ ڈسکس ہورہا تھا کیا۔ میں غلط ٹائم پر تو نہیں آگیا۔۔۔۔۔ "

نضال خوشدلی سے بولا تھا۔

اُس کی شرارت سے چمکتی آنکھیں دیکھ آبرو کا دل چاہا اُسے یہاں سے غائب کردے۔ وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی نضال یہ سب جان بوجھ کر کررہا تھا۔

اُسی دوران ویٹر اُن کے سامنے چائے رکھ کر جاچکا تھا۔ وکیل نے اُن دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتا دیکھ خود کو انجان ظاہر کرنے کے لیے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"جی آپ بہت غلط ٹائم پر آئے ہیں کیا آپ ہمیں کچھ دیر بات کرنے کا موقع دے سکتے ہیں۔ "

آبرو غصہ ضبط کرتے اُسے وہاں سے جانے کا اشارہ کرتے بولی۔

"اب اگر میں آہی گیا ہوں تو میرے سامنے ہی بات ہوجائے۔ "

نضال ڈھیٹ بنا کرسی پر مزید ریلیکس پوزیشن میں بیٹھ گیا تھا۔

اُسے آبرو کا تپا تپا چہرا بہت مزے دے رہا تھا۔

اِس سے پہلے کے آبرو اُسے جواب دیتی، وکیل پیٹ پر ہاتھ رکھتا جلدی سے اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔

"کیا ہوا وکیل صاحب۔۔۔ "

آبرو وکیل کی غیر ہوتی حالت دیکھ فکرمندی سے بولی۔

"آپ یہاں سے نکلیں گے تو دائیں جانب موجود کوریڈور کے سب سے آخر میں واش رومز ہیں۔۔ "

نضال وکیل کی حالت کے پیشِ نظر اُس سے ہمدردی جتاتے بولا۔ آبرو کو لمحہ لگا تھا ساری بات سمجھنے میں۔

"یہ کیا حرکت تھی۔۔۔۔آپ نے وکیل صاحب کی چائے میں کچھ ملایا ہے۔ "

آبرو نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بے یقینی سے نضال کو دیکھا تھا۔

"کچھ خاص نہیں صرف پیٹ خراب کرنے والی دوا، جو ہم دونوں کو الگ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اُس کے ساتھ ایسا یا اِس سے بھی بُرا ہوگا۔ "

نضال بھی کھڑا ہوتا ٹیبل پر دونوں ہتھیلایا جمائے اُس کی جانب جھکتے لاپرواہی سے بولا تھا۔

"آپ کو شرم آنی چاہیے یہ سب کرتے ہوئے۔ "

آبرو کا بس نہیں چل رہا تھا۔ اِس شخص کا کیا کر ڈالے۔ وہ اُسے تاسف بھری نظروں سے دیکھتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

نضال بھی ہونٹوں پر شوخ سی دھن بجاتا اُس کے پیچھے نکلا تھا۔ جب تک آبرو اپنی ضد نہ ختم کرلیتی اُس نے ایسے ہی سائے کی طرح اُس کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

★★★★★★★★★

آبرو کے کہنے پر غنی صاحب نے اُس کی سٹاف کے ساتھ میٹنگ ارینج کردی تھی۔ وہ نضال کی حرکت کی وجہ سے اچھی خاصی تپی ہوئی تھی۔ وہ جتنی جلدی وکیل سے بات کرکے یہ معاملہ ختم کرنا چاہتی تھی۔ نضال اتنی ہی رکاوٹ ڈال رہا تھا۔

وہ چیئر پر آکر بیٹھتی اُن سب سے گزرے دنوں کے بارے میں ڈسکس کرنے لگی تھی۔

ابھی اُسے میٹنگ شروع کیے پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔ جب نضال میٹنگ روم میں داخل ہوتا اُس کے ساتھ پڑی خالی چیئر پر براجمان ہوا تھا۔

اُسے وہاں دیکھ آبرو کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔

باقی سب لوگ نضال کو آفس میں اتنے ٹائم بعد دیکھ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئے تھے۔ کیونکہ غنی صاحب کے علاوہ کوئی بھی اِس بات سے واقف نہیں تھا کہ وہ آبرو کا شوہر ہے اب۔ آبرو بھی یہی چاہتی تھی کہ کسی کو پتا چلے بھی نہیں۔

وہ آج نضال کی وجہ سے ڈسٹریکٹ بالکل بھی نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اِس لیے وہ پورے انہماک سے باری باری سب سے نئے پراجیکٹ کے حوالے سے رائے لینے لگی تھی۔

کچھ دیر ایسے ہی گزر گئی تھی۔ جب اچانک اُسے گود میں رکھے اپنے ہاتھ پر کسی کے ہاتھ کی گرفت محسوس ہوئی تھی۔ آبرو نے نظریں گھما کر نضال کی جانب دیکھا تھا۔ کیونکہ یہ جرأت نضال کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا تھا۔

نضال نے اُسے اپنی جانب دیکھتا پاکر شوخی سے ایک آنکھ دبائی تھی۔ جس گھبرا کر وہ اگلے بولے جانے والے الفاظ بھول چکی تھی۔

آبرو نے گھبرا کر باقی سب کی جانب دیکھا تھا۔ مگر وہ سب پوری طرح اُس کی جانب متوجہ تھے نضال کی یہ حرکت کوئی نہیں دیکھ پایا تھا۔

"میم آپ ٹھیک ہیں۔ "...

غنی صاحب کو اُس کی طبیعت خرابی کا علم تھا۔ اِس لیے اُس کو خاموش ہوتا اور اُس کا لال پڑتا چہرا دیکھ وہ فکرمند ہوئے تھے۔ اِس بات سے انجان کہ اِس کا ریزن اُس کے ساتھ بیٹھ کر مسکراتا شخص تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ "

آبرو نے نارمل انداز میں جواب دیتے دوبارہ اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔ جبکہ نیچے دونوں کے ہاتھوں کی جنگ جاری تھی۔ آبرو اُس سے ہاتھ آزاد کروانے کے لیے مسلسل تگ و دو کررہی تھی۔ مگر نضال کی گرفت زرا سی بھی ڈھیلی نہیں ہوئی تھی۔

آبرو کا آدھے سے زیادہ دھیان میٹنگ سے ہٹ چکا تھا۔ اُس نے بولنا کچھ تھا اور بول کچھ رہی تھی۔

آبرو نے نضال کے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ سے ناخن گاڑھ دیئے تھے۔ مگر تب بھی اُس کی گرفت ہنوز رہی تھی۔

آبرو کا دھیان پوری طرح سے میٹنگ سے ہٹ گیا تھا۔

"غنی صاحب مجھے اپنی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ یہ میٹنگ بعد میں کانٹینیو کرتے ہیں۔ "

آبرو کے کہنے پر سب لوگ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

"آپ کیوں تنگ کررہے ہیں مجھے۔ میری اتنی امپورٹنٹ میٹنگ خراب کردی آپ نے۔ "

آبرو اُن سب کے نکلتے ہی نضال پر چلائی تھی۔

"حویلی چلو میرے ساتھ، دادا جان پورے رسموں رواج کے ساتھ ہماری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اُس کے بعد جتنی مرضی چاہے میٹنگز کرتی رہنا۔ "

نضال اُس کا ہاتھ چھوڑتا نرمی سے بولا تھا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ "

آبرو اُس کے قریب سے کرسی سے اُٹھتی تڑخ کر بولی تھی۔ جب اُس کی نظر نضال کے ہاتھ پر پڑی تھی۔ آبرو کے ناخنوں نے اُس کا ہاتھ زخمی کردیا تھا۔ کئی جگہوں پر ناخنوں کے واضح نشان تھے۔

آبرو کو بے اختیار پچھتاوں نے آن گھیرا تھا۔

وہ بھلا اُسے اتنی سی بھی تکلیف کیسے پہنچا سکتی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی۔

"آبرو کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ "

نضال اُس کے گرتے آنسو دیکھ فکرمندی سے اُس کی جانب بڑھا تھا۔

"آپ نے یہ جان بوجھ کر کروایا ہے نا مجھ سے۔ "

آبرو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے سامنے کرتی رودی تھی۔ جبکہ نضال اُس کے رونے کی اصل وجہ سمجھتا مسکرا دیا تھا۔

وہ بھلا کیسے اِس پیارے سے دل کی مالک لڑکی کو خود سے دور جانے دے سکتا تھا۔ جو اتنی شدید ناراضگی کے باوجود اُس کو انجانے میں زرا سی تکلیف دے کر بُری طرح رو دی تھی۔

"آئی ہیٹ یو، آئی ہیٹ یو سو مچ۔ "

آبرو اُس کے مسکرانے پر مزید ناراض ہوتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

★★★★★★★★★

آبرو کے کہنے پر غنی صاحب نے اُس کی سٹاف کے ساتھ میٹنگ ارینج کردی تھی۔ وہ نضال کی حرکت کی وجہ سے اچھی خاصی تپی ہوئی تھی۔ وہ جتنی جلدی وکیل سے بات کرکے یہ معاملہ ختم کرنا چاہتی تھی۔ نضال اتنی ہی رکاوٹ ڈال رہا تھا۔

وہ چیئر پر آکر بیٹھتی اُن سب سے گزرے دنوں کے بارے میں ڈسکس کرنے لگی تھی۔

ابھی اُسے میٹنگ شروع کیے پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔ جب نضال میٹنگ روم میں داخل ہوتا اُس کے ساتھ پڑی خالی چیئر پر براجمان ہوا تھا۔

اُسے وہاں دیکھ آبرو کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔

باقی سب لوگ نضال کو آفس میں اتنے ٹائم بعد دیکھ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئے تھے۔ کیونکہ غنی صاحب کے علاوہ کوئی بھی اِس بات سے واقف نہیں تھا کہ وہ آبرو کا شوہر ہے اب۔ آبرو بھی یہی چاہتی تھی کہ کسی کو پتا چلے بھی نہیں۔

وہ آج نضال کی وجہ سے ڈسٹریکٹ بالکل بھی نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اِس لیے وہ پورے انہماک سے باری باری سب سے نئے پراجیکٹ کے حوالے سے رائے لینے لگی تھی۔

کچھ دیر ایسے ہی گزر گئی تھی۔ جب اچانک اُسے گود میں رکھے اپنے ہاتھ پر کسی کے ہاتھ کی گرفت محسوس ہوئی تھی۔ آبرو نے نظریں گھما کر نضال کی جانب دیکھا تھا۔ کیونکہ یہ جرأت نضال کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا تھا۔

نضال نے اُسے اپنی جانب دیکھتا پاکر شوخی سے ایک آنکھ دبائی تھی۔ جس گھبرا کر وہ اگلے بولے جانے والے الفاظ بھول چکی تھی۔

آبرو نے گھبرا کر باقی سب کی جانب دیکھا تھا۔ مگر وہ سب پوری طرح اُس کی جانب متوجہ تھے نضال کی یہ حرکت کوئی نہیں دیکھ پایا تھا۔

"میم آپ ٹھیک ہیں۔ "...

غنی صاحب کو اُس کی طبیعت خرابی کا علم تھا۔ اِس لیے اُس کو خاموش ہوتا اور اُس کا لال پڑتا چہرا دیکھ وہ فکرمند ہوئے تھے۔ اِس بات سے انجان کہ اِس کا ریزن اُس کے ساتھ بیٹھ کر مسکراتا شخص تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ "

آبرو نے نارمل انداز میں جواب دیتے دوبارہ اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔ جبکہ نیچے دونوں کے ہاتھوں کی جنگ جاری تھی۔ آبرو اُس سے ہاتھ آزاد کروانے کے لیے مسلسل تگ و دو کررہی تھی۔ مگر نضال کی گرفت زرا سی بھی ڈھیلی نہیں ہوئی تھی۔

آبرو کا آدھے سے زیادہ دھیان میٹنگ سے ہٹ چکا تھا۔ اُس نے بولنا کچھ تھا اور بول کچھ رہی تھی۔

آبرو نے نضال کے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ سے ناخن گاڑھ دیئے تھے۔ مگر تب بھی اُس کی گرفت ہنوز رہی تھی۔

آبرو کا دھیان پوری طرح سے میٹنگ سے ہٹ گیا تھا۔

"غنی صاحب مجھے اپنی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ یہ میٹنگ بعد میں کانٹینیو کرتے ہیں۔ "

آبرو کے کہنے پر سب لوگ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

"آپ کیوں تنگ کررہے ہیں مجھے۔ میری اتنی امپورٹنٹ میٹنگ خراب کردی آپ نے۔ "

آبرو اُن سب کے نکلتے ہی نضال پر چلائی تھی۔

"حویلی چلو میرے ساتھ، دادا جان پورے رسموں رواج کے ساتھ ہماری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اُس کے بعد جتنی مرضی چاہے میٹنگز کرتی رہنا۔ "

نضال اُس کا ہاتھ چھوڑتا نرمی سے بولا تھا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ "

آبرو اُس کے قریب سے کرسی سے اُٹھتی تڑخ کر بولی تھی۔ جب اُس کی نظر نضال کے ہاتھ پر پڑی تھی۔ آبرو کے ناخنوں نے اُس کا ہاتھ زخمی کردیا تھا۔ کئ جگہوں پر ناخنوں کے واضح نشان تھے۔

آبرو کو بے اختیار پچھتاوں نے آن گھیرا تھا۔

وہ بھلا اُسے اتنی سی بھی تکلیف کیسے پہنچا سکتی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی۔

"آبرو کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ "

نضال اُس کے گرتے آنسو دیکھ فکرمندی سے اُس کی جانب بڑھا تھا۔

"آپ نے یہ جان بوجھ کر کروایا ہے نا مجھ سے۔ "

آبرو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے سامنے کرتی رودی تھی۔ جبکہ نضال اُس کے رونے کی اصل وجہ سمجھتا مسکرا دیا تھا۔

وہ بھلا کیسے اِس پیارے سے دل کی مالک لڑکی کو خود سے دور جانے دے سکتا تھا۔ جو اتنی شدید ناراضگی کے باوجود اُس کو انجانے میں زرا سی تکلیف دے کر بُری طرح رو دی تھی۔

"آئی ہیٹ یو، آئی ہیٹ یو سو مچ۔ "

آبرو اُس کے مسکرانے پر مزید ناراض ہوتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

★★★★★★★★

آبرو کا موڈ بہت سخت خراب ہوچکا تھا۔۔ نضال کو کس قدر مشکل سے اگنور کرکے اُس سے دور جانے کی کوشش کررہی تھی۔۔ اور وہ شخص دوبارہ اب اُسے اتنا ہرٹ کرنے کے بعد اُس سے دور جانے کو تیار بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

نضال کا یہ بدلہ محبت بھرا انداز اُسے بہت زیادہ ڈسٹرب کررہا تھا۔۔

اُس کے دل میں چھپی نضال شیرنواز کے لیے محبت ایک بار پھر انگڑائی لیتی اُس کے حواس پر گہرا اثر ڈال رہی تھی۔۔۔ وہ اِس ساحر کے جال میں ایک بار پھر پھنس رہی تھی۔۔۔

جس بات نے اُس کا دماغ مزید خراب کرکے رکھ دیا تھا۔۔۔

آبرو اِنہیں سوچوں میں گم تھی۔۔ جب موبائل کی بجتی گھنٹی نے اُس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی تھی۔۔ چونک کر اُس کی جانب متوجہ ہوتے اُس نے جلدی سے کال پک کی تھی۔۔

"آبرو کہاں ہو تم۔۔؟؟؟ میں کب سے ویٹ کررہی ہوں تمہارا۔۔۔ تم ابھی تک پہنچی کیوں نہیں ہو؟؟؟"

انیسہ کی خفگی بھری آواز پر آبرو نے زور سے ماتھے پر ہاتھ مارتے اتنی امپورٹنٹ بات بھول جانے پر خود کو کوسا تھا۔۔۔

"اوہ شٹ میں تو بھول ہی گئی۔۔۔۔۔"

آبرو کو سمجھ نہیں آیا تھا اُسے کیا بولے۔۔۔۔

"واٹ تم میری انگیجمنٹ بھول گئی۔۔۔ آر یو سیریس۔۔۔؟؟؟"

اُس کی بات سن کر انیسہ کا دماغ گھوم چکا تھا۔۔۔ وہ شدید ناراضگی کا اظہار کرتی فون بند کرنے ہی والی تھی۔۔۔ جب آبرو نے فوراً بولتے اُسے روکا تھا۔۔۔

"آئم رئیلی ویری سوری۔۔۔۔ انیسہ تم جانتی تو ہو نا کہ میں اِن دنوں کتنی زہنی ٹینش سے گزر رہی ہوں۔۔۔ سچ میں دماغ سے نکل گیا۔۔۔ پر اب پلیز تم بھی مجھ سے ناراض مت ہو جانا۔۔۔ میں پہلے ہی کسی سے بات نہیں کررہی ہوں۔۔۔۔۔"

آبرو کی روہانسی آواز پر انیسہ اُس کی کنڈیشن سمجھتی نارمل ہوئی تھی۔۔۔۔

"اوکے ٹھیک ہے۔۔۔ میں سمجھ رہی ہوں۔۔۔ مگر تم ابھی اور اِسی وقت یہاں آؤ گی۔۔۔۔ میرے پاس ڈریس بھی ہے اور بیوٹیشن بھی۔۔۔ تمہیں یہیں تیار کردے

گی۔۔۔ میں فارم ہاؤس کی لوکیشن سینڈ کررہی ہوں تمہیں۔۔۔ دو گھنٹے تو آرام سے لگیں گے۔۔۔ دیکھو آج کے دن بھی مجھے ہی تمہارا انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔۔۔"

انیسہ اُس کی سب سے عزیز دوست تھی۔۔۔ فوراً اُس کی پریشانی سمجھتی جلدی سے ناراضگی ختم کرگئی تھی۔۔ اُس کی منگنی شہر سے باہر موجود فارم ہاؤس پر منعقد کی گئی تھی۔۔۔ جہاں پہنچنے میں اُسے دو گھنٹے لگنے تھے۔۔۔ لیکن آبرو اپنی اتنی اچھی دوست کی زندگی کا یہ اتنا اہم موومنٹ ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اتنی تھکن اور زہنی ٹنشن کے باوجود اُس نے وہاں پہنچنے کی حامی بھر لی تھی۔۔۔

سر سیٹ کی بیک سے ٹکائے وہ آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ مگر آنکھیں موندتے بھی۔۔۔ اُس کے سامنے ایک ہی چہرا جگمگاتا تھا۔۔ جو اُس کے دل میں رقم تھا۔۔ جو اُس کا سب کچھ تھا۔۔۔

مگر وہ اُس سے شدید خفا اور بدگمان ہونے کی وجہ سے اب اُس چہرے کو اگنور کررہی تھی۔۔۔ جو بات سب سے زیادہ تکلیف دہ اُسی کے لیے تھی۔۔۔

نم ہوتی آنکھوں کو کھولتے وہ گاڑی سے باہر چلتے پھرتے نظاروں کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★★

مغرب کے قریب آبرو فارم ہاؤس پہنچی تھی۔۔۔ جہاں فنکشن شروع ہوچکا تھا۔۔۔ سب نے یہاں سے واپس بھی جانا تھا۔۔۔ اِس لیے فنکشن جلدی شروع کروا دیا گیا تھا۔۔۔

انیسہ کی امی اُسے سیدھا انیسہ کے پاس لے آئی تھیں۔۔۔

جو منگنی کی دلہن بنی اُسی کی منتظر تھی۔۔۔۔

"تھینک گارڈ فائنلی تم آگئی۔۔۔۔۔"

آبرو کو دیکھ انیسہ خوشی سے چہک اُٹھی تھی۔۔۔۔

"ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔"

آبرو نے اُس کے حسین روپ کو دیکھتے محبت بھرے لہجے میں تعریف کی تھی۔۔۔

"تھینکیو۔۔۔ تم بھی جلدی سے تیار ہوجاؤ۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر میں ہم نے باہر جانا ہے۔۔۔۔"

انیسہ نے اُس کے سامنے ڈریس رکھتے اُسے جلدی جلدی تیار ہونے کی ہدایت دی تھی۔۔۔۔

"یہ ساڑھی ہے۔۔۔۔؟؟؟"

آبرو بلیک کلر کی انتہائی خوبصورت کام والی نفیس ساڑھی دیکھ شش وپنج میں مبتلا ہوئی تھی۔۔۔

نضال کو ایسے لباس بالکل بھی پسند نہیں تھے۔۔۔ اُس سے لاکھ خفا ہونے کے باوجود آبرو کا پہلا خیال اُسی کی جانب گیا تھا۔۔

مگر اگلے ہی لمحے دل کی دغا بازی پر وہ اُسے ڈپٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"پہن لو۔۔۔ آپروووڈ ہوکر آئی ہے۔۔۔ بلکہ اُدھر سے ہی بھیجی گئی ہے۔۔۔"

انیسہ نے اُس کی جانب دیکھتے معنی خیزی سے کہا تھا۔۔ اُس کا اشارہ نضال کی جانب تھا۔ جسے شدید الجھن کا شکار ہونے کی وجہ سے آبرو سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔؟؟؟"

آبرو نے نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کچھ نہیں مذاق کررہی ہوں۔۔ تم جاؤ نا چینج کرو۔۔ دیر ہورہی ہے۔۔۔"

انیسہ کے جلدی مچانے پر آبرو بنا اُس سے پوری بات پوچھے ساڑھی لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ اُس کا ساڑھی پہننے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔۔۔۔ مگر یہ ڈریس پہننے کے علاوہ اُس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔۔ اُسے ابھی بھی نضال کی پسند نہ پسند کا خیال تھا۔۔۔

دیوانی تو وہ تھی اُس بے حس انسان کی۔۔۔ اتنی جلدی کیسے اُسے دل سے نکال پاتی۔۔۔

"واؤ۔۔۔ آبرو تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔"

واش روم سے نکلتی پر نظر پڑتے ہی انیسہ سمیت وہاں موجود باقی لڑکیاں بھی مبہوت ہوئی تھیں۔۔۔

بلیک ساڑھی میں اُس کا نازک سراپا غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔ اُس نے پہلے بھی ایک بار ساڑھی زیب تن کی تھی۔۔۔ مگر آج تو اُس کی چھب ہی نرالی تھی۔۔۔ بلیک ساڑھی کے اوپر بلیک ہی موتیوں سے ہوا کام ج کرتا اُسے مزید دلکش بنا رہا تھا۔۔۔

اُس سے پہلے ہی نظریں ہٹانا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ اُوپر سے بیوٹیشن کے کمال دیکھانے پر آبرو کا دو آتشہ حُسن مزید بہاریں دیکھانے لگا تھا۔۔۔

ڈائمنڈ کا نفیس سا نیکلس نازک سی گردن کی دلکشی کو مزید بڑھا رہا تھا۔۔۔۔ کانوں میں پہنے ائیر رنگز اور گداز دودھیا کلائیوں میں پہنے کنگھن۔۔۔ بالوں کو بیوٹیشن نے سٹریٹ کر کے کھلا چھوڑنا چاہا تھا۔۔ مگر آبرو نے اُنہیں کیچر کی مدد سے ہلکے جوڑے میں مقید کردیا تھا۔۔۔

نضال کو اُس کے کھلے بال صرف اپنے سامنے ہی پسند تھے۔۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ نضال نے یہاں نہیں آنا۔۔۔ آبرو کو اپنی ہر شے میں اُسی کی پسند نا پسند کا خیال تھا۔۔۔

اُس شخص کے لیے آبرو کی محبت کم ہونے کے بجائے مزید بڑھتی جارہی تھی۔۔۔۔ جس سے اُس کا اپنا دل بھی شدید خوفزدہ تھا۔۔۔

"یہ شال اِس ساڑھی کے ساتھ ہے۔۔۔۔"

آبرو کی نظر ایک طرف رکھی شال مہرون پر پڑی تھی۔۔۔ جو بالکل ساڑھی کے ڈیزائن کی طرح ہی بنائی گئی تھی۔۔۔ اُس پر نفیس سا کام ساڑھی کے کام کی طرح ہی کیا گیا تھا۔۔۔

"ہاں یہ ساڑھی کے ساتھ ہی ہے شاید۔۔۔۔"

انیسہ نے شال اُٹھاتے اُس کی جانب بڑھائی تھی۔۔۔ وہ اُسے کیسے بتاتی کہ اُس کے ہزبینڈ نے ساڑھی کے ساتھ ساتھ اُس کے اُوپر اوڑھنے کے لیے شال بھی بھیجی تھی۔۔۔۔

"بہت خوبصورت ہے۔۔۔"

شال کو کھول کر دیکھتے آبرو نے اُسے اپنے شانوں کے گرد اوڑھتے دونوں بازوؤں پر ڈال دیا تھا۔۔۔

جس سے اُس کی ساڑھی کی وجہ سے نمایاں ہوتی نازک کمر بالکل چھپ گئ تھی۔۔۔

مرر کے سامنے اپنا ایک آخری جائزہ لیتے آبرو کی نظر اپنے کندھے پر پڑی تھی۔۔۔۔

جہاں موجود پلو۔۔ زرا باریک سا تھا۔۔۔ جس کے پیچھے سے بہت غور کرنے پر اُس کا برتھ مارک بہت آسانی سے دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی نضال کی بات یاد آتے ہی آبرو کا دل زور سے دھڑک اُٹھا تھا۔۔۔۔ جو شمن اور اُس کے علاوہ اِس برتھ مارک کے حوالے سے علم رکھنے والا تیسرا آدمی تھا۔۔۔۔

آبرو نے گھبرا کر کندھے پر شال درست کی تھی۔۔۔ جیسے ابھی نضال اُس کے قریب موجود ہو۔۔۔۔

آبرو کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ اور چہرا بالکل لال ہوچکا تھا۔۔۔۔

وہ شخص یہاں نہ ہوکر بھی۔۔۔ آبرو شاہنواز کے لیے ہر جگہ موجود تھا۔۔۔۔۔

"آبرو کہاں کھو گئی تم۔۔۔؟؟؟ چلیں۔۔۔؟؟؟؟"

انیسہ کی پکار پر ہوش میں لوٹتے آبرو اُس کے ساتھ باہر کو ہولی تھی۔۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

انیسہ کا ہاتھ پکڑے اُس نے کھلے آسمان تلے انیج کیے گئے اُس خوبصورت فنکشن میں قدم رکھا تھا۔۔۔ جہاں ہر طرح کے پھولوں اور لائٹوں سے بے حد دلفریب منظر پیش کیا جارہا تھا۔۔۔

سٹیج بنا کر روائیتی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔۔۔ بلکہ دلہن دلہا کے لیے ایک خوبصورت سا پلیٹ فارم بنایا گیا تھا۔۔۔ جہاں کھڑے ہوکر اُنہوں نے رنگ سیر منی کرنی تھی۔۔۔ اُس کے علاوہ دلہا دلہن باقی سب گیسٹ کے ساتھ ہی گھل مل کر کھڑے تھے۔۔۔

آبرو کو یہ بے حد ماڈرن کانسیپٹ بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔ جس میں دلہن سٹیج پر بیٹھنے کے بجائے مہمانوں کے ساتھ قہقے لگانے میں مصروف تھی۔۔۔ اُسے پتا تھا۔۔۔ اُس کی بے حد ماڈرن دوست نے کچھ تو اپنی مرضی کا کرنا تھا اپنی شادی میں۔۔۔ تاکہ وہ باقی لوگوں کی شادی کے فنکشن کی طرح اُسے بورنگ نہ لگے۔۔۔۔

اندر داخل ہوتے سب کی نگاہیں انیسہ کے ساتھ ساتھ اُس کے دائیں جانب کھڑی حسین دوشیزہ پر بھی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ جو ساڑھی کے اُوپر شال اوڑھے اپنے حسین سراپے کو کافی حد تک ڈھکے بے حد دلفریب اور گریس فل سی لگی تھی۔۔۔۔

آبرو کو بھی اچانک اتنی ساری نگاہوں میں کسی کی تپیش زدہ نگاہوں کا احساس ہوا تھا۔۔ اُس نے نظریں گھما کر ارد گرد دیکھا تھا۔۔۔۔ مگر ایسا کوئی شناسا چہرا نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ جس کے دیکھنے سے اُسے فرق پڑتا۔۔۔۔۔

جس کے ساتھ کی آبرو سر جھٹکتی انیسہ کے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ انیسہ کے ساتھ کھڑی ہی تھی۔۔۔ جب اچانک ایک فون کال آجانے پر وہ ایکسکیوز کرتی کچھ فاصلے پر جاکر فون سننے لگی تھی۔۔۔۔ فون سنتے ہوئے بھی اُس نے خود کو کسی کی نگاہوں کے حصار میں قید پایا تھا۔۔۔

مگر کس کی یہ وہ ابھی تک ڈھونڈ نہیں پائی تھی۔۔۔

فون سے فارغ ہوتے جیسے ہی اُس کی نظر انیسہ پر پڑی۔۔۔۔ وہ افسوس میں سر ہلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

آبرو اُسے اپنے ہونے والے فیانسی عباد کا ہاتھ پکڑ کر ہنستے دیکھ اُسے تھوڑی سی شرم دلانے آگے بڑھی ہی تھی۔۔۔

جب اُسی لمحے بے دھیانی کی وجہ سے اُس کا پیر کارپٹ میں اُلجھا تھا۔۔۔ وہ ساڑھی کی وجہ سے خود کو نہ سنبھال پاتے منہ کے بل گرتی جب دو مضبوط باہوں نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیتے۔۔۔ اپنے تحفظ بھرے حصار میں قید کیا تھا۔۔۔۔

آبرو لمحے بھر کو کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔۔ مگر کچھ لمحوں بعد حواس بحال ہوتے وہ ایک جھٹکے سے سامنے کھڑے شخص کے سینے سے دور ہوئی تھی۔۔۔ مگر نضال شیر نواز کا مضبوط حصار نہیں توڑ پائی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔۔"

نضال کو اپنے سامنے دیکھ اُسے شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔ وہ بھلا یہاں کیا کررہا تھا۔۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

آبرو کچھ کچھ لوگوں کو اپنی جانب متوجہ ہوتے دیکھ نضال کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"اِس وقت تم جتنی حسین لگ رہی ہو۔۔۔ قسم سے چھوڑنے کو بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا۔۔۔۔"

اُس سے بات کرنے کے بہانے جھک کر نضال نے غیر محسوس طریقے سے اُس کے کان کی لوح کو چھوا تھا۔۔۔ اُس کے لمس پر آبرو کا پورا چہرا تپ اُٹھا تھا۔۔۔

نضال کا اُسے خود سے دور کرنے کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا۔۔۔ مگر انیسہ اور عباد کو اپنی جانب آتا دیکھ اُسے ایسا کرنا پڑا تھا۔۔۔۔

آبرو جلدی سے اُس سے دور ہوتی قریب آتی انیسہ کو زہریلی نگاہوں سے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔ جس نے اُس کے ساتھ ایک بار پھر دغا بازی کی تھی۔۔۔۔

"اِن کو یہاں کیوں بلایا ہے۔۔۔؟؟؟؟"

آبرو اُس کے کان کے قریب غرائی تھی۔۔۔

"میں نے نہیں بلایا قسم سے۔۔۔"

انیسہ بھی ہولے سے منمنا کر رہ گئی تھی۔۔۔ کیونکہ آبرو کے خطرناک تیور اُسے بتا رہے تھے۔۔۔ کہ وہ اُس کے دلہن ہونے کا لحاظ بھی نہیں کرے گی۔۔۔

"انیسہ، آبرو یہ میرے نئے بزنس پاٹنر اور بہت اچھے دوست چوہدری نضال شیر نواز ہیں۔۔۔۔ ہم دونوں کلاس فیلو بھی رہ چکے ہیں۔۔۔ میرے امریکہ چلے جانے کی وجہ

سے رابطہ منقطع ہوگیا تھا۔۔۔ مگر اب واپس مل کر ہم ایک ساتھ اپنا نیا بزنس شروع کرنے جارہے ہیں۔۔۔۔"

عباد نے نضال اور آبرو کے رشتے سے انجان اُن دونوں کا نضال سے تعارف کروایا تھا۔۔۔

جس پر انیسہ تو انتہائی خوشدلی سے ملی تھی۔۔۔ مگر آبرو اُس کے نئے بزنس سٹارٹ کرنے کا سن کر شاک ہوئی تھی۔۔۔ اور شدید خفا بھی۔۔۔ کہ نضال نے اُسے اپنے اتنے اہم فیصلے سے آگاہ بھی نہیں کیا تھا۔۔۔ مگر وہ غصے میں یہ بھول گئی تھی کہ جب وہ نضال کی صورت دیکھنے کی روادار بھی نہیں تھی تو وہ بھلا اُسے کیسے بتاتا۔۔۔۔

"بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔۔۔"

انیسہ عباد کے سامنے فارمیلٹی نبھاتے ہوئے نضال سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ آبرو کا ڈریس بھیجنے اور اُسے نضال کی پسند کے مطابق تیار کرنے پر دونوں کی کچھ گھنٹے پہلے تفصیل سے بات ہوچکی تھی۔۔۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔۔"

آبرو غصے سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔ نضال کی نگاہوں نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔

★★★★★★★★★

آبرو نے اُس کے بعد انیسہ سے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ ایک کونے میں رکھی کرسی پر آبیٹھی تھی۔۔۔ وہ اِس وقت کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ایک طرف وہ نضال سے طلاق لینا چاہتی تھی۔۔۔۔ تو دوسری طرف اپنے بزنس کے ہوتے ہوئے بھی نضال کا یوں کسی اور کے ساتھ بزنس شروع کرنا اُسے شدید غصہ دلا گیا تھا۔۔۔

ابھی وہ ٹھیک سے خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر وہ چاہتی کیا تھی۔۔۔

جب اُسی لمحے اُس کی غیر ارادی نظر سامنے کی جانب اُٹھی تھی۔۔۔

نضال کے ساتھ اپنی بزنس حریف سامیہ کو کھڑا مسکراتا دیکھ آبرو کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا۔۔۔

وہ جس طرح نضال سے بات کرتی مسکرا رہی تھی۔۔۔ آبرو کے بھنویں سختی سے تن گئے تھے۔۔۔

"میرے سامنے تو اتنا اٹیٹیوڈ دیکھاتے تھے۔۔۔ اب غیر لڑکی کے ساتھ کھڑے ہو کر بڑی ہنسی آرہی ہے۔۔۔"

آبرو دانت پیستی اپنی جگہ سے اُٹھی تھی۔۔ وہ چاہ کر بھی اِس بار اپنے دل کو سمجھا نہیں پائی تھی۔۔۔ نضال کے قریب کسی لڑکی کا ہونا آبرو سے ایک سیکنڈ برداشت نہیں ہو پایا تھا۔۔۔

"کہاں جارہی ہو۔۔۔؟؟؟"

آبرو نضال اور سامیہ سے کچھ فاصلے پر ہی تھی۔۔۔ جب انیسہ بے قریب آتے اُسے وہیں روک دیا تھا۔۔

"اِن کی بے تکلفی چیک کی ہے تم نے۔۔۔۔"

آبرو نے خونخوار آنکھوں سے نضال کے بازو پر ہاتھ رکھ کر ہنستی سامیہ کو گھور کر انیسہ کو جواب دیا تھا۔۔

"تو تمہیں کیا پرابلم ہے۔۔۔؟؟ جب تم اُنہیں چھوڑ رہی ہو تو وہ کسی بھی لڑکی کے قریب جائیں۔۔۔ کسی کے ساتھ کچھ بھی کریں تمہیں فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔"

انیسہ نے اُس کا ہاتھ تھام کر سمجھانا چاہا تھا۔۔

"ہاں تو کریں۔۔ جو مرضی کرنا ہے کریں۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔ لیکن پہلے مجھے آزاد کردیں۔۔۔ پھر جس لڑکی کے ساتھ مرضی ہو شادی کرلیں۔۔ میں ابھی وہی کلیئر کرنے جارہی ہوں۔۔۔"

یہ بات کرتے آبرو کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ انیسہ نے افسردگی سے اُس کے آنسو دیکھتے مڑ کر نضال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جس کی ساری توجہ اِدھر ہی تھی۔۔۔۔

سامیہ کو ایکسکیوز کرتا وہ اُن کے قریب آیا تھا۔۔

"واٹ ہیپنڈ۔۔۔؟؟؟ کسی کو مجھ سے کچھ کہنا ہے۔۔؟؟؟"

نضال نگاہیں آبرو پر گاڑھے انیسہ سے مخاطب ہوا تھا۔۔

"مجھے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔"

آبرو چہرا جھکا کر اپنی نمی صاف کرتی براہِ راست اُس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔

"جی مجھے کہنا ہے۔۔۔ آپ کو پہلے مجھے طلاق دینی ہوگی۔۔۔ اُس کے بعد آپ اپنی یہ عشق و معشوقی چلا سکتے ہیں۔۔۔"

آبرو نے بنا لحاظ کیے اُس کے مقابل کھڑے ہوتے غصے سے کہا تھا۔۔ اُس کی بات پر نضال کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ اُمڈ آئی تھی۔۔ جسے روکنے کے لیے اُس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔۔۔

"وہ صرف میری ایک کولیگ ہے۔۔۔۔"

نضال کی نگاہیں اُس کے گلابیاں چھلکاتے چہرے سے اُلجھ رہی تھیں۔۔۔

"آپ مجھے بے وقوف بالکل بھی نہیں بنا سکتے۔۔۔ میں اچھے سے سمجھ رہی ہوں۔۔۔ آپ کی یہ بے تکلفیاں۔۔۔۔ آپ شاید بھول رہے ہیں کہ آپ میرے ساتھ کام کرچکے ہیں۔۔۔ تب تو آپ کو یہ سب پسند نہیں تھا۔۔۔۔ اب اچانک اتنے خوش مزاج کیسے ہوگئے۔۔۔۔؟؟؟"

آبرو اُس کے صفائی دینے پر تپ کر بولی تھی۔۔۔۔

"ایک بے حد پیاری سی لڑکی نے آکر میری زندگی کو رنگوں سے بھر دیا ہے۔۔۔۔ تو میں خوش مزاج کیسے نہ ہوتا۔۔۔۔ وہ اتنی پیاری اور اتنی نازک سی ہے۔۔ کہ دل کرتا ہے۔۔۔ اُسے پوری دنیا سے چھپا کر اپنے سینے میں قید کرلوں۔۔۔۔ اور اُس کی ساری ناراضگی اپنے اندر سمیٹ لوں۔۔۔۔"

نضال اُس کی جانب وارفتگی بھری نگاہوں سے دیکھتا درمیانی فاصلہ مٹا کر اُس کے قریب ہوا تھا۔۔۔

اُس کا یوں سب کے سامنے پٹڑی پر اُترنا آبرو کے حواس معطل کر گیا تھا۔۔۔

وہ فوراً لال چہرے کے ساتھ پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

اُسے نضال کی اِس بے باکی کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔ جس نے پاس کھڑی انیسہ کا لحاظ بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔ آبرو نے اِسی خفگی میں پلٹ کر دیکھا تھا۔۔ مگر انیسہ وہاں تھی ہی نہیں۔۔۔

"آپ پلیز دور رہ کر بات کریں۔۔۔ سب ہماری طرف ہی دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔"

آبرو نے اپنی جانب دیوانہ وار نگاہوں سے گھورتے نضال کو تنبیہہ کی تھی۔۔۔

"سویٹ ہارٹ۔۔۔ مجھے اپنی بیوی کے قریب آنے کے لیے اِن لوگوں کی اجازت یا موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔"

نضال نے اُس کا نازک ہاتھ تھامتے انتہائی نرمی سے جواب دیا تھا۔۔

جب آبرو تو اُس کے طرزِ تخاطب پر ہی گھوم کر رہ گئی تھی۔۔۔

اُس نے خفگی سے نضال کو گھورتے اُس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔۔

"آپ لمٹس کراس کر رہے ہیں۔۔۔۔؟؟؟"

آبرو کا چہرا خفت اور حیا سے لال ہوچکا تھا۔۔۔

"ابھی تو میں نے لمٹس میں رہ کر کچھ نہیں کیا۔۔ کراس کرنا تو بہت بعد میں آتا ہے۔۔۔۔"

نضال کی گہری نگاہیں اُس کے چادر کے نیچے ڈھکے کندھے پر تھیں۔۔۔ جنہیں محسوس کرتے آبرو دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اور جلدی سے اپنے کندھے سے چادر مزید درست کی تھی۔۔۔

"کب تک چھپاؤ گی جانِ من۔۔۔ ؟"

نضال اُس کا سرخ لہو رنگ چہرا دیکھ اُس کی احتیاط پر شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا تھا۔۔۔

"آپ جائیں آپ کی سامیہ انتظار کررہی ہوگی آپ کا۔۔۔۔"

آبرو اُس کی بے باکیوں سے زچ آتے بولی۔۔۔

"اوہ ہاں وہ میرے ساتھ ڈانس کرنا چاہتی ہے۔۔۔ بے چاری نے کب سے کہا ہوا ہے مجھے۔۔۔۔"

نضال ایک دم یاد آنے کی ایکٹنگ کرتا مڑا تھا۔۔۔

جبکہ اُس کی بات پر تیزی سے آنسو آبرو کی آنکھوں میں جمع ہوئے تھے۔۔۔ اور اُسی لمحے نضال واپس پلٹ آیا تھا۔۔۔۔۔۔

"جب میرے منہ سے کسی غیر لڑکی کا نام بھی برداشت نہیں کرسکتی تو اتنا دور جانے کی بات کیوں کرتی ہو۔۔۔۔"

نضال اُس کے گال پر لڑھک آئے آنسو دیکھتا اُس کے قریب آیا تھا۔۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر اُس کے آنسو انتہائی محبت سے اپنے پوروں پر چن لیے تھے۔۔۔

"میں نے آپ کو بالکل بھی نہیں روکا۔۔۔ آپ جاسکتے ہیں ۔۔۔"

آبرو نے اُس کے ہاتھ کو دور جھٹکا تھا۔۔۔ جس پر نضال اُس کا ہاتھ تھام کر باقی سب ڈانس کرتے جوڑوں کے قریب لے گیا تھا۔۔۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟"

آبرو کو اُس سے اِس معاملے میں اتنی بہادری کی اُمید نہیں تھی ۔۔

"اپنی بیوی کے ساتھ ڈانس کر رہا ہوں۔۔۔ تمہیں کوئی پرابلم ہے۔۔۔۔؟؟"

نضال اُس کے ماتھے پر آئے بالوں کو ہٹاتا اُس کی کمر میں بازو حمائل کرتا مزید قریب کر گیا تھا۔

"آپ کو تو یہ سب پسند نہیں ہے نا۔۔۔"

آبرو کا چہرا بالکل لال ہوچکا تھا۔ نضال شیر نواز کی یہ وارفتگیاں اُس کا دل دھڑکائے جارہی تھیں۔۔۔

نضال نے محسوس کیا تھا کہ اُس کا نازک وجود ہولے ہولے لرز رہا ہے۔۔۔ جسے نضال بہت ہی نرمی اور احتیاط سے اپنی بانہوں میں سمیٹے کھڑا تھا۔۔۔

"تمہارا ساتھ ہو تو میری اب سے ناپسندیدہ شے بھی پسندیدہ ہی ہوگی۔۔۔۔"

نضال نے جھک کر اُس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

آبرو نے فوراً پیچھے ہوتے گھبرا کر ارد گرد دیکھا تھا۔۔ مگر کوئی بھی اُن کی جانب متوجہ نہیں تھا۔۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔"

آبرو اُس کی جانب دیکھنے سے گریز برتتے بولی۔۔۔

"ویسے مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم جیلس ہوتے ہوئے اتنی کیوٹ لگتی ہو۔۔۔۔"

نضال کو اُس کا غصے بھرا انداز مزا دے رہا تھا۔۔۔

"میں جیلس نہیں ہورہی۔۔۔۔۔"

آبرو دوبدو جواب دیتے بولی۔۔۔

"تو چلا جاؤں اُس کے پاس۔۔۔۔۔"

نضال نے فوراً پوچھا تھا۔۔۔ جس پر بے ساختہ بننے والے آبرو کے تاثرات نضال کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔۔۔

"کبھی نہیں جاؤں گا چھوڑ کر۔۔۔ تم کہو گی تب بھی نہیں۔۔۔"

نضال اُسے بازو کے حلقے میں لے کر محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔ جبکہ آبرو کا دل اُس کی گھمبیر آواز اور تپش زدہ نگاہوں پر بُری طرح دھڑکنے لگا تھا۔

★★★★★★★★★★

"آبرو تم اتنی ضدی کیوں ہوگئی ہو۔۔۔؟؟؟ سن لو نا میری بات۔۔۔ پلیز آج رات یہیں میرے ساتھ رک جاؤ۔۔۔ صبح اکٹھے چلے جائیں گے۔۔۔۔ ابھی اتنی رات کو تمہارا ڈرائیور کے ساتھ جانا ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔"

انیسہ اُسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی۔۔۔ مگر آبرو کسی صورت رکنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔

"کچھ نہیں ہوتا۔ تم پریشان مت ہو۔۔۔ میں چلی جاؤں گی۔۔۔ مجھے ڈرائیور کے ساتھ کوئی خطرہ نہیں ہے۔۔۔"

آبرو نے فوراً انکار کرتے وہاں سے نکلنا چاہا تھا۔۔۔ جب اُس کی نظر ایک ساتھ پارکنگ کی جانب جاتے نضال اور سامیہ پر اُٹھی تھی۔۔۔۔

"سامیہ شاید نضال بھائی کو فورس کررہی تھی۔۔۔ ساتھ جانے کے لیے۔۔۔ وہ اکیلی ہے نا اِس لیے۔۔۔۔۔"

انیسہ اُس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتی نضال کی صفائی دیتے بولی تھی۔۔۔۔

"میں بہت اچھے سے سب دیکھ بھی رہی ہوں۔۔۔ اور سمجھ بھی۔۔۔ میرے سامنے یہ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ یہ دونوں ہی ایک دوسرے پر لٹو نظر آرہے ہیں۔۔۔"

آبرو کا چہرے غصے سے لال پیلا ہوا تھا۔۔۔

"تم جو نضال بھائی کو چھوڑ رہی ہو۔۔۔ اُنہیں بھی تو اپنا فیوچر بنانا ہوگا۔۔۔۔ اب وہ ساری زندگی کنوارے تو نہیں رہ سکتے نا۔۔۔۔ سامیہ اُنہیں اچھی لگی ہوگی۔۔۔۔ تو اُس کے قریب چلے گئے ہونگے۔۔۔۔۔"

انیسہ نے چنگاری سلگھانے کو مزید ہوا دی تھی۔۔۔ وہ چاہتی تھی آبرو اپنے اندر کی جمع کیا غبار نکال دے۔۔۔۔۔

لیکن یہاں پر بھی اُس کی بات سن کر آبرو اُسے خدا حافظ کہتی۔۔۔ نم آنکھوں کے ساتھ پارکنگ کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔

"نہیں کرتے وہ مجھ سے محبت۔۔۔۔ صرف مجھ پر ترس کھا کر منانے کی کوشش کررہے ہیں۔۔۔ اُنہیں سامیہ پسند ہے۔۔۔ مجھے طلاق دیتے ہی اُس سے شادی بھی کرلیں گے۔۔۔ اُنہیں اِس طلاق سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔۔ میں ہی پاگل ہوں۔۔۔ مجھے کس نے کہا تھا۔۔۔ اِس سنگدل سے محبت کرنے کو۔۔۔۔"

آبرو اپنے آپ سے لڑتی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔ جن پارکنگ ایریا کے بالکل سینٹر میں پہنچتے اُس نے رک کر مطلوبہ جگہ پر دیکھا تھا۔۔۔۔

جہاں اُس کی گاڑی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔۔۔۔

"میری گاڑی کہاں گئی۔۔۔۔؟؟؟"

آبرو حیرت سے منہ کھولے کھڑی تھی۔۔ جب کسی نے پیچھے سے آتے اُسے نہایت ہی نرمی اور احتیاط سے اپنی گود میں اُٹھا لیا تھا۔۔۔۔ آبرو کو نضال کے اِس عمل پر شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔

"نیچے اُتاریں مجھے۔۔۔۔۔"

آبرو اُسے اپنی گاڑی کی جانب بڑھتا دیکھ خفگی سے بولی۔

لیکن نضال بنا کچھ بولے جھک کر گاڑی کا دروازہ کھولتے آبرو کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھاتا۔۔۔ جلدی سے اُس کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر آن بیٹھا تھا۔۔۔

"لاک کھولیں۔۔۔۔۔"

آبرو نے سنبھل کر باہر نکلنا چاہا تھا۔۔ مگر دروازہ لاک دیکھ وہ چلائی تھی۔۔۔۔ لیکن دوسری جانب پرواہ کسے تھی۔۔۔ نضال اُس کا چیخنا چلانا انجوائے کرتا گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔۔۔

"آپ مجھ سے اِس طرح زبردستی نہیں کرسکتے۔۔۔۔"

آبرو نے اُس کی جانب مڑتے خفگی سے کہا تھا۔۔ اِس سب چکر میں شال کندھے سے پھسل چکی تھی۔۔۔ جس کا اندازہ ابھی تک آبرو کو نہیں ہوا تھا۔۔۔

"میں تم سے اِس سے بھی کہیں زیادہ زبردستی کرنے کا حق رکھتا ہوں مائی لیڈی۔۔۔"

نضال نے اُس کی جانب جھکتے۔۔۔ اُس کی پیشانی پر لب رکھ دیئے تھے۔۔۔

اُس کے دہکتے لمس پر وہ لمحہ بھر کو ساکت ہوئی تھی۔۔۔

آبرو اُس کے خطرناک تیوروں سے گھبرا کر کھڑکی کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔ اِس شخص کی بولتی قربت اُسے ہمیشہ خوفزدہ کردیتی تھی۔۔۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنے فیصلے میں کمزور نہ پڑ جائے۔۔۔۔

باہر بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں سامنے نظر آتے روڈ کے علاوہ باہر سے کچھ بھی دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ وہ پوری طرح نضال شیرنواز کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔۔

اِس لیے اُس نے الجھنے کے بجائے خاموش رہنے کو ہی ترجیح دی تھی۔۔۔

جب کچھ لمحوں بعد اپنے گود میں رکھے ہاتھ پر اُسے نضال کے مضبوط ہاتھ کی گرفت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔ اُس نے ہاتھ کھینچنا چاہا تھا۔۔۔ مگر نضال اُس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑتا سٹیئرنگ پر رکھ چکا تھا۔۔۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔۔۔"

آبرو اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کرتی آگے ہو آئی تھی۔۔۔ مگر اُس کی بات کا جواب دیئے بغیر نضال اُس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔

موسم کافی خراب تھا۔۔ کسی وقت بھی شدید بارش کا امکان تھا۔۔۔ اِس لیے نضال فل سپیڈ میں ڈرائیونگ کررہا تھا۔۔۔

کیونکہ بارش کے دوران یہاں کے روڈ کافی سلپری ہوجاتے تھے۔۔۔ جن پر ڈرائیونگ کرنا آسان نہیں تھا۔۔۔

"مائی لو مجھے آرام سے ڈرائیونگ کرنے دو۔۔۔ اگر بارش شروع ہوگئی تو آج رات یہیں پھنس جانا ہے ہم نے۔۔۔۔۔"

نضال نے اُس کو اپنا ہاتھ آزاد کروانے کے لیے بار بار حملہ آور ہوتا دیکھ رسانیت سے سمجھایا تھا۔۔۔

"ہمم۔۔۔ اگر سامیہ ہوتی تو پھنسنا پسند بھی کرتے آپ یہاں۔۔۔۔"

غصے کے عالم میں بے ساختہ آبرو کے منہ سے یہ بات نکلی تھی۔۔۔

جس پر نضال کا پیر فوراً بریک پر پڑا تھا۔۔۔

گاڑی روڈ سائیڈ پر ایک جھٹکے سے رُک چکی تھی۔۔۔

"تم نے ابھی کیا بولا۔۔۔؟؟؟؟"

نضال اُس کے منہ سے یہ پیارا سا شکوہ دوبارہ سننے کا خواہشمند ہوا تھا۔۔ جسے ایک بار بول کر ہی آبرو اچھی خاصی پچھتا رہی تھی۔۔۔

"میں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ آپ گاڑی ڈرائیو کریں دیر ہورہی ہے۔۔۔"

آبرو سٹپٹا کر رُخ موڑتے بولی۔۔۔

یہ شخص اپنی کوششوں میں کامیاب ہوتا اُس سے اپنی مرضی کے الفاظ بلوا رہا تھا۔۔۔

"میرا موڈ نہیں ہورہا ڈرائیونگ کرنے کو۔۔۔ انجانے میں ہی سہی تم بہت اچھا آئیڈیا دے گئی ہو۔۔۔ کیا خیال ہے آج رات یہاں اِسی گاڑی میں ہی کیوں نہ بسر کی جائے۔۔۔"

باہر بارش شروع ہوچکی تھی۔۔۔ جبکہ اندر نضال کے تیور دیکھ آبرو کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی تھیں۔۔۔ اُس نے خود کو جی بھر کر کوسا تھا۔۔۔

غلط ٹائم پر بکواس کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔۔۔

"بارش تیز ہورہی ہے۔۔۔۔"

آبرو نے اُس کی تپیش زدہ نگاہوں سے گھبرا کر اُس کی توجہ باہر کی جانب دلوائی تھی۔۔۔

"اب تو بالکل بھی ڈرائیونگ ممکن نہیں ہے۔۔۔"

نضال ریلیکس ہوتا۔۔۔ اُس کی جانب ٹرن کرتا سیٹ پر مزید پھیل کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ جبکہ اُس کے ایک دم اتنے قریب ہوجانے کی وجہ سے ٹھنڈ میں بھی آبرو کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔۔

اُس کا ہاتھ ابھی تک نضال کے ہاتھ میں ہی قید تھا۔۔۔۔

"دیکھیں نضال آپ۔۔۔"

آبرو مے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اپنے سراپے پر اُٹھتی اُس کی پرشوق نگاہوں سے گھبرا کر وہ اپنی بات بھول چکی تھی۔۔۔

"دیکھ ہی تو رہا ہوں۔۔۔ آج تو موقع بھی ہے اور دستور بھی۔۔۔ میری موسٹ فیورٹ شے دیکھنے کا۔۔۔ جس کے لیے میں اتنے برس بے چین رہا ہوں۔۔۔"

نضال کی نگاہوں کی سمت اور اُس کے لفظوں کا مفہوم سمجھتے آبرو نے جلدی سے اپنے کندھے سے سرکی شال ٹھیک کرنی چاہی تھی۔۔۔

"اب کیا فائدہ ڈئیر وائف۔۔۔۔۔؟؟؟"

نضال اُس کا دوسرا ہاتھ بھی اپنی گرفت میں لیتے آنکھ دبا کر شوخی سے بولتا۔۔ اُس کا چہرا لال انگارہ کر گیا تھا۔۔۔۔

"آپ پلیز گاڑی چلائیں۔۔۔۔"

آبرو کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اِس سچویشن سے کیسے نکلے۔۔۔۔

یہ شخص اُس کے دل و جان میں بستا تھا۔۔ بے پناہ چاہا تھا اُس نے نضال شیر نواز کو۔۔۔ کب تک اُس سے گریز برتتی۔۔۔۔ اُس کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہورہا تھا۔۔۔

جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔۔

گھنیری پلکیں حیا کے بوجھ سے بھاری ہوکر آرزوں پر جھک گئی تھیں۔۔۔

"اتنی بارش میں کیسے چلاؤں۔۔۔؟؟؟"

ہلکی ہلکی بوندا باندی اب موسلادھار بارش کہ شکل اختیار کرگئی تھی۔۔۔ جس کے اتنی جلدی تھمنے کے کوئی آثار نہیں لگ رہے تھے۔۔۔

نضال اُس کا گلابی چہرا اور لرزتی کانپتی پلکیں دیکھ دیوانہ ہوا تھا۔۔

"آپ جو یہ سب کررہے ہیں۔۔۔ اِس سے آپ کو کچھ نہیں ملنے والا۔۔۔۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔"

آبرو نے اُس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی یہ الفاظ دوہرا کر یقین دلانی کروائی تھی۔۔۔ کہ وہ اُس کے ساتھ جو کچھ کرچکا ہے۔۔۔۔ اُس کی معافی ملنا ناممکن ہے۔۔۔۔

"میں ساری زندگی تمہیں ایسے ہی منانے کی چاہت اور حوصلہ رکھتا ہوں۔۔۔۔ تمہیں جتنی ناراضگی دیکھانی ہے۔۔۔ مجھ سے دور جانے کی کوشش کرنی ہے۔۔۔ تم کرسکتی ہو۔۔۔۔ میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔"

نضال نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے برتھ مارک کی جگہ سے چادر کو درست کیا تھا۔۔۔۔ جو مسلسل اُس کے بھکنے کی وجہ بن رہا تھا۔۔۔۔ مگر نضال اِس وقت اپنے دل کی خواہش پر عمل کرکے اپنی خفا بیوی کو مزید ناراض نہیں کرسکتا تھا۔۔۔

بہت مشکل سے ہی مگر اُس نے اُس برتھ مارک کو اپنی نگاہوں سے اوجھل کیا تھا۔۔۔

جب پر آبرو نے حیرت بھری نگاہوں سے نضال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اُسے نضال سے ایسی شرافت کا اندازہ بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

اُس کا حیران ہونا نضال کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ پایا تھا۔۔۔ اگلے ہی لمحے نضال کا جاندار قہقہ گاڑی کی فضا میں گونجتا آبرو کا اچھا خاصہ شرمندہ کرگیا تھا۔۔۔

آبرو نے اپنی کلائیاں اُس سے آزاد کروانی چاہی تھی۔۔۔ جس کے ردعمل میں نضال اُسے پوری طرح اپنے اُوپر کھینچ چکا تھا۔۔۔

آبرو سیدھی اُس کے مضبوط سینے سے ٹکراتی اُس کے چوڑے وجود کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔

"میں تمہیں لفظوں سے نہیں اپنے عمل سے بتانا چاہتا ہوں کہ کس قدر چاہتا ہوں تمہیں۔۔۔۔ تم میرے لیے کتنی ضروری ہو۔۔۔ میں جانتا ہوں تمہارے ساتھ بہت

غلط کیا میں نے۔۔۔ مگر آئی سویر۔۔۔ تمہاری یہ دوری میرے لیے اُن غلطیوں کی بہت بڑی سزا بن کر ثابت ہورہی ہے۔۔۔۔ میں اپنی ہر غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اپنی محبت سے۔۔۔۔۔ تمہارے تمام غم اور ناراضگی مٹانا چاہتا ہوں۔۔۔۔ تم میری زندگی ہو۔۔۔۔۔ بہت جلد تمہیں بھی اِس بات کا اندازہ ہوجائے گا۔۔۔۔"

نضال اُس کے نرم و نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچ جذبوں سے پُر لہجے میں بولتا۔۔۔ کچھ لمحوں کے لیے آبرو کی ساری مزاحمت ختم کرگیا تھا۔۔۔۔

آبرو کے وجود سے اُٹھتی خوشبو اُسے پوری طرح اپنے حصار میں جکڑتی۔۔۔۔ اُس کو مزید بہکا گئی تھی۔۔۔۔

آبرو شاہنواز اُس کی بیوی تھی۔۔۔۔ وہ جائز حق رکھتا تھا اُس پر۔۔۔۔ اور سب سے بڑی بات وہ محبت تھی اُس کی۔۔۔۔ آکر کب تک خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائی رکھتا۔۔۔۔۔

نضال اُس کی قربت میں مچلتے اپنے دل پر مزید بندھ نہیں باندھ پایا تھا۔۔۔۔

وہ جھکا تھا اور اُس کے دلکشی چھلکاتے چہرے پر اپنی محبت کے پھول کھلاتا چلا گیا تھا۔۔۔

آبرو اُس کے اِس جارحانہ عمل کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ وہ ایک دم کانپ اُٹھی تھی۔۔۔ نضال کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتے آبرو نے اُسے روکنا چاہا تھا۔۔۔ جس نے کچھ ہی لمحوں میں اُس کے ہوش اُڑا دیئے تھے۔۔۔

اُس کا کھڑوس اور خشک مزاج نضال حیدر۔۔۔ اتنی بے باکی سے محبت جتانے والا اور اپنی منوانے والا چوہدری نضال شیرنواز بن جائے گا۔۔۔ آبرو نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔

نضال اُس کے لرزتے وجود پر ترس کھاتا اُسے آزاد کرنے ہی والا تھا۔۔۔ جب باہر زور دار آواز میں گرجتے بادل کے خوف سے بے اختیار آبرو واپس اُس کے حصار میں سمٹ آئی تھی۔۔۔

اُس کی اِس دل لوٹتی معصومانہ ادا پر مسکراتا نضال اُس کے گرد اپنے آہنی بازوؤں کا حصار مزید مضبوطی سے باندھ گیا تھا۔۔۔

میں تمہیں لفظوں سے نہیں اپنے عمل سے بتانا چاہتا ہوں کہ کس قدر چاہتا ہوں تمہیں۔۔۔۔ تم میرے لیے کتنی ضروری ہو۔۔۔ میں جانتا ہوں تمہارے ساتھ بہت غلط کیا میں نے۔۔۔ مگر آئی سویر۔۔۔ تمہاری یہ دوری میرے لیے اُن غلطیوں کی بہت بڑی سزا بن کر ثابت ہورہی ہے۔۔۔ میں اپنی ہر غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اپنی محبت سے۔۔۔۔ تمہارے تمام غم اور ناراضگی مٹانا چاہتا ہوں۔۔۔ تم میری زندگی ہو۔۔۔۔ بہت جلد تمہیں بھی اِس بات کا اندازہ ہوجائے گا۔۔۔۔"

نضال اُس کے نرم و نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچ جذبوں سے پُر لہجے میں بولتا۔۔ کچھ لمحوں کے لیے آبرو کی ساری مزاحمت ختم کرگیا تھا۔۔۔۔

آبرو کے وجود سے اُٹھتی خوشبو اُسے پوری طرح اپنے حصار میں جکڑتی۔۔۔ اُس کو مزید بہکا گئی تھی۔۔۔۔

آبرو شاہنواز اُس کی بیوی تھی۔۔۔۔ وہ جائز حق رکھتا تھا اُس پر۔۔۔۔ اور سب سے بڑی بات وہ محبت تھی اُس کی۔۔۔۔ آکر کب تک خود پر ضبط کے پہرے بیٹھائی رکھتا۔۔۔۔

نضال اُس کی قربت میں مچلتے اپنے دل پر مزید بندھ نہیں باندھ پایا تھا۔۔۔۔

وہ جھکا تھا اور اُس کے دلکشی چھلکاتے چہرے پر اپنی محبت کے پھول کھلاتا چلا گیا تھا۔۔۔۔

آبرو اُس کے اِس جارحانہ عمل کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ وہ ایک دم کانپ اُٹھی تھی۔۔۔۔ نضال کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتے آبرو نے اُسے روکنا چاہا تھا۔۔۔۔

جس نے کچھ ہی لمحوں میں اُس کے ہوش اُڑا دیئے تھے۔۔۔۔

اُس کا کھڑوس اور خشک مزاج نضال حیدر۔۔۔۔ اتنی بے باکی سے محبت جتانے والا اور اپنی منوانے والا چوہدری نضال شیر نواز بن جائے گا۔۔۔ آبرو نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔

نضال اُس کے لرزتے وجود پر ترس کھاتا اُسے آزاد کرنے ہی والا تھا۔۔۔ جب باہر زور دار آواز میں گرجتے بادل کے خوف سے بے اختیار آبرو واپس اُس کے حصار میں سمٹ آئی تھی۔۔۔

اُس کی اِس دل لوٹتی معصومانہ ادا پر مسکراتا نضال اُس کے گرد اپنے آہنی بازوؤں کا حصار مزید مضبوطی سے باندھ گیا تھا۔۔۔

"مان کیوں نہیں لیتی۔۔۔ یہی تمہاری پناہ گاہ ہے۔۔۔ اِس کے علاوہ اِس دنیا میں کہیں سکون نہیں ملے گا۔۔۔"

اُسے اپنے مضبوط حصار میں قید کیے نضال نے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ جب کچھ لمحوں بعد اُسے اپنے سینے پر نمی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی نضال کے دل کا درد مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔ جانے انجانے میں اُس نے محبت بھرا دل رکھنے والی اِس نازک سی لڑکی کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔ جس نے آبرو جیسی حساس لڑکی کو اچھا خاصہ ہرٹ کرکے رکھ دیا تھا۔۔۔

مگر اب نضال سمجھ چکا تھا۔۔اور خود سے عہد کرچکا تھا کہ اب انتہائی محبت سے اُسے سنبھالیں گا اور اُس کی زندگی خوشیوں سے بھر دے گا۔۔۔۔

نضال نے اُس کی پیشانی پر لب رکھتے چہرا موڑ کر اُس کی جانب رکھا تھا۔۔ جہاں وہ پورے حق سے اُس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچے۔۔ اُس کے سینے پر سر رکھے گہری نیند میں تھی۔۔۔

نضال کے ہونٹوں پر انتہائی دلفریب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔۔ اپنا حصار اُس کے گرد مزید تنگ کرتا وہ اُس کے نازک وجود کو خود میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

★★★★★★★★★

ہولے سے کسمساتے آبرو نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔ نجانے کتنی راتوں کے بعد آج اُس نے بھرپور نیند لی تھی۔۔ لیکن بیدار ہونے کے کچھ دیر بعد رات والے لمحات یاد آتے ہی وہ جھٹکے سے اُٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

اُسے یاد تھا۔۔ رات سونے سے پہلے وہ نضال کی بانہوں میں تھی۔۔۔

لیکن اِس سے آگے کا اُسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔ اِس وقت وہ اپنے بیڈ روم میں۔۔۔ بیڈ پر۔۔۔ اپنی مخصوص نائٹی میں انتہائی سکون کی نیند سو رہی تھی۔۔۔

نائٹی پر دھیان جاتے ہی آبرو کا چہرا خطرناک حد تک لال ہوا تھا۔۔ اُس نے لرزتی حیا سے بوجھل پلکیں موڑ کر بیڈ کی دوسری جانب دیکھا تھا۔۔ جہاں نضال موجود نہیں تھا۔۔۔

مگر بیڈ شیٹ پر بنی سلوٹیں۔۔ اور لحاف سے اُٹھتی نضال کی خوشبو آبرو کو اچھی طرح سمجھا گئی تھیں۔۔۔ کہ نضال بھی اُس کے ساتھ ہی سویا تھا۔۔۔۔

آبرو کا چہرا غصے اور حیا سے تپ اُٹھا تھا۔

وہ کمفرٹر دور اُچھالتی بیڈ سے اُٹھی تھی۔۔۔

غصے کے عالم میں وہ باہر نکل ہی رہی تھی۔۔۔ جب اُسی لمحے نضال اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ اچانک ہونے والے اِس زور دار تصادم میں آبرو بُری طرح زمین بوس ہوتی۔۔۔

مگر نضال نے اُس کے گرد بازو حمائل کرتے گرنے سے محفوظ رکھا تھا۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ بہت ہوگیا آپ کا یہ ڈرامہ۔۔۔ آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔۔ میں کوئی بے جان شے ہوں۔۔۔ جسے جب چاہیں گے اپنے مقصد اور سہولت کے لیے استعمال کر لیں گے۔۔۔ آپ کو میں نے ایسا کوئی حق نہیں دیا مسٹر نضال شیر نواز۔۔۔ کہ آپ میرے اتنے قریب آئیں۔۔۔ یہ حق آپ اُسی دن کھو چکے تھے۔۔۔ جب آپ نے مجھے دھکے دے کر اپنے گھر سے نکالا تھا۔۔۔ اِس سب کے لیے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ نکل جائیں میرے گھر سے۔۔۔۔"

آبرو اب بھی اُس کی آنکھوں میں شوخی بھرے رنگ دیکھ غصے سے آگ بھگولا ہوتی کافی سخت الفاظ استعمال کر گئی تھی۔۔۔

مگر نضال تو جیسے قسم کھائے بیٹھا تھا۔۔۔ اُس کے غصے اور تمام گستاخیوں کا جواب اِسی محبت سے ہی دے گا۔۔

آبرو اُسے گھر سے نکل جانے کا کہتی، خود کو اُس سے آزاد کرواتی رُخ موڑ کر کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔۔

"میرے پاس کس کس بات کا۔۔ اور کتنا حق ہے۔۔۔ اِس معاملے میں تو تم پڑو ہی نہیں میری جان۔۔۔ ورنہ مشکل تمہارے لیے ہی ہوگی۔۔"

نضال اپنی مخصوص دلکش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اُسے پیچھے سے حصار میں لیتا، اُس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا گیا تھا۔۔

جبکہ آبرو کو لگا تھا وہ ہل بھی نہیں پائے گی۔۔۔

"ویسے اتنا ٹینس اور شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ یہ نائٹی میں نے چینج نہیں کروائی۔۔"

نضال یہ الفاظ ادا کرتے مسکرایا تھا۔۔ اُس کی مسکراہٹ پر آبرو کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

یہ شخص اُس کی سوچ سے بھی زیادہ بے باک ثابت ہورہا تھا۔۔۔

"تم غصے میں اتنی حسین لگتی ہو مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔"

باری باری اُس کے دونوں گالوں پر لب رکھتا نضال اُس کی کپکپاتے وجود پر بھرپور نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

اُس کے جاتے ہی آبرو نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے۔۔ اپنے بے قابو ہوکر باہر آتے دل کو سنبھالنا چاہا تھا۔۔۔

اُسے آفس جانا تھا۔۔ آج اُس کی بہت امپورٹنٹ میٹنگ تھی۔۔ مگر دماغ جگہ پر لانا بہت مشکل ہورہا تھا اُس کے لیے۔۔۔

وہ پہلے ہی کافی لیٹ ہوچکی تھی۔۔ دیر سے اُٹھنے کی وجہ سے۔۔ اِس لیے بہت کوشش کے بعد خود کو نارمل کرتی وہ آفس جانے کے لیے اُٹھ گئی تھی۔۔۔

★★★★★★★★★★

"سکینہ جلدی سے میرے روم میں آؤ۔۔۔ "

آبرو اپنے بیڈ روم میں کھڑی زور سے چلائی تھی۔ آفس سے لوٹتے ہی ایک نیا سرپرائز اُس کا منتظر تھا۔۔۔ آفس میں تو نضال کی غیر موجودگی کی وجہ سے سب اچھا گزر گیا تھا۔۔۔

"جی بی بی جی کیا ہوا۔۔۔؟؟؟ "

سکینہ پھولی ہوئی سانس کے ساتھ اندر آتے بولی۔

"میری الماری میں یہ جینٹس کلاتھ کیا کررہے ہیں۔ تم نے کس کی اجازت سے اِنہیں یہاں سیٹ کیا ہے۔ "

آبرو اپنے کمرے میں ہر جگہ نضال کا سامان پڑا دیکھ سکینہ پر غصہ ہوئی تھی۔

"میری اجازت سے۔۔۔۔ "

اُسی وقت نضال روم میں داخل ہوتے بولا۔ نضال کے اشارے پر سکینہ خاموشی سے باہر نکل گئی تھی۔ نضال نے اُس کے آفس اور گھر کے ملازمین کو ایک ہی دن میں اپنے انڈر کر لیا تھا۔

"کیوں۔۔۔ "

آبرو نے تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ اُسے گھورا تھا۔ نضال نے کل رات سے اُس کی ناک میں دم کرکے رکھ دیا تھا۔ وہ اب بُری طرح زچ ہوچکی تھی۔

"میں اپنی بیوی کے روم میں نہیں رہوں گا۔ تو اور کہاں رہوں گا۔ "

نضال اپنی کلائی سے واچ اُتارتا واش روم کی جانب بڑھا تھا۔ جیسے اُن کے درمیان سب کچھ بالکل نارمل ہو۔۔۔

"آپ یہاں اِس گھر میں نہیں رہ سکتے۔۔۔ "

آبرو اُس کے راستے میں آکر اُسے روکتے ہوئے بولی تھی۔ اُس کے دلکش نقوش غصے کی شدت سے تنے ہوئے تھے۔۔۔

"نکال سکتی ہو تو نکال دو۔۔۔ "

نضال سینے پر بازو باندھے سکون سے بولا تھا۔

آبرو اِس وقت بلیک لانگ شرٹ اور کیپری میں ملبوس اُسے اچھا خاصہ ڈسٹرب کرگئی تھی۔

"لگتا ہے تم نے میری کل والی بات کو زیادہ ہی سیریس لے لیا ہے۔ "

نضال کا اشارہ اُس کے بلیک کلر کے ڈریس کی جانب تھا۔

نضال اُس کی کمر میں بازو حمائل کرکے اُسے قریب کرتا اُس کے گلابی ہوتے گالوں کو ہونٹوں سے چھوکر پیچھے ہٹا تھا۔ آبرو لمحے بھر کو ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔

"میرے لیے چائے منگواؤ۔۔۔میں شاور لے کر آتا ہوں۔ "

نضال اُس کے غصے سے لال ہوتے چہرے کی جانب مسکراہٹ اُچھالتا واش میں بند ہوا تھا۔ آبرو ہکا بکا سی اُس کے یہ بدلے مزاج دیکھ رہی تھی۔۔۔

اکڑو اور انتہائی سنجیدہ رہنے والے نضال شیرنواز کا یہ شوخ اور بے باک انداز برادشت کرنا اُس کے لیے انتہائی مشکل ہورہا تھا۔۔۔

"میں کیا کروں آخر اِس شخص کا۔ یہ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہا۔ "

آبرو سر پکڑتی پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ جب اُس کا موبائل بج اُٹھا تھا۔

اُجالا کی کال دیکھ آبرو چاہنے کے باوجود اگنور نہیں کر پائی تھی۔

"بھابھی آپ کو کچھ بتانا تھا۔۔۔ "

اُجالا حال احوال پوچھنے کے بعد فکرمندی سے بولی تھی۔

"ہاں بولو ....کیا ہوا؟ "

آبرو اُسے پریشان دیکھ جلدی سے بولی تھی۔

"وہ کنزا کو طلاق ہوگئی ہے۔ "

اُجالا کی بات سن کر آبرو کو دکھ ہوا تھا۔ اُس نے کنزا کو اِس تباہی سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ مگر تب اُس کی آنکھوں پر محبت کی ایسی پٹی بندھی تھی کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔ آبرو کو اُس سے بھی زیادہ اُس کے گھر والوں کا دکھ ہوا تھا۔

"بہت بُرا ہوا اُس کے ساتھ۔۔۔کیسی ہے وہ اب؟؟۔۔۔ "

آبرو اتنا ہی بول پائی تھی۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی میری اُس سے۔دو ہفتے ہوئے اُس کی طلاق کو، اور اب ایسا بی ہیو کررہی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اُس نے ویسے بھی کونسا اُس لڑکے سے محبت کی تھی۔ اُسے تو اُس کی دولت کی کشش نے اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہاں سے اچھا خاصہ حق مہر وصول کر اب تو وہ اپنا اگلا شکار بھی ڈھونڈ چکی ہے۔ "

اُجالا آبرو کی بات کے جواب میں جلے دل سے بولی تھی۔

"اگلا شکار۔۔۔۔ کیا مطلب؟؟؟ میں سمجھی نہیں۔ "

آبرو ناسمجھی سے بولی تھی۔

"اُسے آپ کے اور بھائی کے ریلیشن کے بارے میں سب کچھ پتا ہے۔ وہ شروع سے ہی نضال بھائی کو بہت پسند کرتی تھی۔ اُن کو چھوڑنے کی وجہ صرف اُن کا امیر نہ ہونا تھی۔ اب جب بھائی کے پاس سب کچھ ہے تو وہ اب واپس بھائی کے قریب جانا چاہتی

ہے۔ اُس نے ابھی مجھے یہی بتایا ہے کہ آج بھائی اُن کے گھر اُس سے ملنے جا رہے ہیں۔ وہ بہت تیز ہے بھابھی۔۔۔ مظلوم بن کر بھائی کے قریب آنے کی پوری کوشش کرے گی۔

آپ پلیز بھائی کو وہاں مت جانے دیجیئے گا۔ "

اُجالا اچھے سے جانتی تھی نضال آبرو سے کتنی محبت کرتا ہے۔ وہ کنزا تو کیا کسی بھی لڑکی طرف مائل نہیں ہوسکتا۔ مگر آبرو کو یہ سب بتا کر وہ اُسے نضال کے قریب لانا چاہتی تھی۔

"تو اچھی بات ہے، ہماری طلاق کے بعد تمہارے بھائی کو کسی سے تو شادی کرنی ہوگی۔ تو پھر کنزا تو ویسے بھی اُن کی بچپن کی منگیتر ہے۔ اُنہیں اچھے سے جانتی ہے۔ اُس سے بہتر بھلا اور کون ملے گی اُنہیں۔ "

آبرو اپنے دل کو اپنے ہاتھوں سے ہی کچلتی بِھیگی آواز پر قابو پاتے بولی۔

"بھابھی پلیز یہ کیا بول رہی ہیں آپ۔ آپ دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔ آپ اپنی ناراضگی ختم کردیں نا بھیا سے۔ "

اُجالا روہانسی آواز میں بولی تھی۔

"بلکہ آپ بے شک اُن سے ناراض رہیں۔ مگر یہ طلاق والی ضد چھوڑ دیں۔ وہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ "

اُسے خاموش دیکھ اُجالا کی ہمت مزید بڑھی تھی۔

"اُجالا مجھے کام ہے میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔ "

آبرو مزید کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

"بھیا کو آج وہاں مت جانے دیجیئے گا، کنزا کے ارادے نیک بالکل بھی نہیں ہیں۔ "

اُجالا فون بند کرتے ہوئے بھی اُسے یاددہانی کروانے سے باز نہیں آئی تھی۔ آبرو موبائل فون کو سختی سے اپنی مُٹھی میں دبوچے۔۔ ضبط کی حدود چھو رہی تھی۔۔۔

اُسے یہ ہی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ چاہتی کیا ہے۔۔۔ نضال پر اِس قدر شدید غصہ ہونے اور ناراضگی کے باوجود اُس کا کسی اور لڑکی کے ساتھ تصور ہی آبرو کی جان نکال دیتا تھا۔۔۔۔

بہت چاہنے کے باوجود وہ اپنے دل سے نضال کے لیے محبت ختم نہیں کر پائی تھی۔۔۔ بلکہ اُس کی شدت دن بدن بڑھتی ہی جارہی تھی۔۔۔۔

لیکن ابھی تک آبرو کی قائم کردہ خود ساختہ انا کو یہ محبت توڑ نہیں پارہی تھی۔۔۔۔

★★★★★★★★★★

آبرو بے چینی کے عالم میں روم میں چکر کاٹ رہی تھی۔ اُجالا کی باتیں اُس کے دماغ سے نکل ہی نہیں رہی تھیں۔ یہ سوچ ہی جان لیوا تھی کہ نضال کسی اور کے قریب جائے، جتنا حق وہ نضال پر رکھتی ہے وہ کسی اور کو ملے۔ ایک طرف یہ سوچ اُسے کھائے جارہی تھی۔ دوسری جانب وہ خود ہی نضال سے طلاق لینے کے لیے بضد تھی۔

نضال ابھی واش روم سے نہیں نکلا تھا۔ آبرو کے پیر مسلسل چل چل کر شل ہوچکے تھے۔ وہ تھک کر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ جب کچھ دیر بعد نضال باہر نکلا تھا۔ وہ صرف بلیک پینٹ میں ملبوس ٹاول گردن میں ڈالے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔ آبرو اُس کے حلیے کو دیکھ خفت زدہ سی ٹیبل پر رکھا میگزین اُٹھا کر چہرے کے سامنے کرگئی تھی۔

نضال بظاہر خود میں مگن تھا مگر اُس کی پوری توجہ آبرو کی جانب تھی۔ اِس بات سے انجان آبرو ایک دو بار کن اکھیوں سے اُسے دیکھ چکی تھی۔

نضال اُس کی چوری پکڑتا کھلے دل سے مسکرا دیا تھا۔

"میں اپنی اُس دن کی کہی بات واپس لیتا ہوں۔ تم مجھے سرعام دیکھ سکتی ہو۔ یہ حق صرف تمہارے پاس ہی ہے۔ "

نضال کی آواز پر آبرو نے تپ کر میگزین دور اُچھالا تھا۔ اُسے پہلے ہی نضال کا کنزا کی طرف جانے کا سن کر اُس پر غصہ تھا۔ جسے نضال کے اِس جملے کے بعد نکالنے کا موقع مل گیا تھا۔۔۔

"مجھے آپ کو دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ آپ اپنی یہ غلط فہمی دور کرلیں۔ ویسے بھی آپ سے بڑا جھوٹا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ "

نضال اب ٹی شرٹ پہن چکا تھا۔ اُسے کہیں جانے کے لیے بالکل تیار دیکھ آبرو کو شدید جلن کا احساس ہوا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ نضال کنزا کی طرف ہی جارہا تھا۔۔۔ اِس سوچ کے ساتھ ہی اُس کے تن بدن میں انگارے بھڑکنے لگے تھے۔۔۔

"اب کیا جھوٹ بولا میں نے؟ "

نضال حیرت سے پلٹتا اُس کے قریب آیا تھا۔

"یہی کہ آپ یہاں صرف میرے لیے آئیں ہیں۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ آپ یہاں صرف اپنے چاہنے والوں کی دلجوئی کرنے آئیں ہیں۔ جہاں جارہے ہیں اِس وقت۔ "

آبرو جیلسی میں اپنا آپ عیاں کر گئی تھی اُس پر۔ نضال کو اُس کے الفاظ پر بے پناہ خوشی ہوئی تھی۔

ہاتھوں کی اُنگلیوں کو سختی سے موڑتی، نظریں جھکائے یہ الفاظ ادا کرتی وہ نضال شیرنواز کو اپنے دل میں اُترتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"میرے لیے صرف میری بیوی امپورٹنٹ ہے اور کوئی نہیں۔ میں وہاں صرف فارمیلٹی پوری کرنے جارہا ہوں۔ اگر تم چاہتی ہو تو میں یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔ "

نضال عین اُس کے سامنے ٹیبل پر بیٹھتا اپنے دل میں موجود اُس کی اہمیت واضح کرتا اُس کا مان بڑھا گیا تھا۔ وہ آبرو کی یہ اِن سیکیورٹی ختم کردینا چاہتا تھا۔ وہ اُسے بتانا چاہتا تھا کہ آبرو اُس کی زندگی کی وہ ہستی تھی جس کے بغیر اُس کا جینا ناممکن تھا۔

جو کچھ وہ آبرو کو کہہ اور اُس کے ساتھ کر چکا تھا۔۔ اُن سب غلطیوں کا مداوا کرکے آبرو کو اُس کے اصل حق سے روبرو کروانا چاہتا تھا۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں چاہتی، آپ جائیں جہاں آپ کو جانا تھا۔ "

آبرو اپنی آنکھوں میں آئی نمی چھپاتی رُخ موڑتے بولی تھی۔ نضال کے یہ محبت بھرے الفاظ اور انداز اُسے ایک خواب لگا تھا۔۔ جو اِسی شخص نے پہلے انتہائی بے دردی سے اُس کی آنکھوں سے چھینا تھا۔۔۔

جس کی کرچیاں ابھی بھی اُس کے دل میں چبھی ہوئی تھیں۔۔

"آبرو۔۔۔فارگاڈ سیک۔۔۔کتنا پانی جمع کررکھا ہے تم نے اپنی آنکھوں میں،، اب اِس کے بعد یہ آنسو نہ دیکھوں میں تمہاری آنکھوں میں۔ "

نضال آبرو کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اُس کے گال پر لڑھک آئے آنسو صاف کرتے بولا۔ یہ لڑکی مسلسل اُس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔۔ "

نضال آبرو کا ہاتھ تھامے کر اُسے اپنے ساتھ کھڑا کرتے بولا تھا۔ وہ تو خود بھی ایک پل کے لیے آبرو سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔ چچا کی خاطر ہی وہ اُن کے گھر جارہا تھا۔۔ ورنہ کنزا کی دلجوئی کرنے میں اُسے کوئی خاص انٹرسٹ نہیں تھا۔۔

"مجھے کہیں نہیں چلنا آپ کے ساتھ۔ "

آبرو نے احتجاج کرنا چاہا تھا۔ مگر نضال اُس کی ایک نہ سنے، اُسے ساتھ لیے باہر نکل آیا تھا۔ گاڑی کی جانب بڑھتے اُس کے قدم کسی دلفریب سوچ کے زیرِ اثر ایک طرف کھڑی بائیک کی جانب مڑ گئے تھے۔

نضال شیر نواز اب پل پل آبرو شاہنواز کی قربت کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ یہ سب اگر آبرو پورے دھیان سے نوٹ کرلیتی تو۔۔۔اب تک اپنی خود ساختہ انا ختم کرچکی ہوتی۔۔۔

"مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔ اور اِس بائیک پر تو بالکل بھی نہیں بیٹھنا۔ "

آبرو اُسے بائیک کے قریب جاتا دیکھ اُس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتی نفی میں سر ہلاتے بولی۔ اُس کے دل کی دھڑکنوں میں شور برپا ہوا تھا۔۔

وہ پہلے بھی ایک بار بائیک پر سفر کر چکی تھی اُس کے ساتھ۔ ویسی نزدیکی وہ اب تو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

"سوچ لو ہمارا یہاں رکنا تم پر زیادہ بھاری پڑ سکتا ہے۔ "

نضال اُسے سر تاپا گہری نظروں سے گھورتا دھمکی آمیز لہجے میں بولا تھا۔ آبرو کو اُس کی بولتی بے باک نظروں نے خود میں سمٹنے پر مجبور کردیا تھا۔ نضال کے آج کل

جیسے مزاج تھے ، وہ اُس سے کسی بھی بات کی بعید کرسکتی تھی۔ جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔

ناچار اُسے نضال کے ساتھ بائیک پر بیٹھنا پڑا تھا۔ نضال کے کہنے کے باوجود وہ بائیک کی بیک سائیڈ کو تھامتی نضال سے اچھا خاصہ فاصلہ قائم کرکے بیٹھی تھی۔

نضال اُس کی احتیاط پر مسکرایا تھا۔ اُس نے بائیک سٹارٹ کرتے ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی تھی۔ جس کے نتیجہ میں آبرو اُس کے اُوپر آن گری تھی۔

آبرو پیچھے ہونا چاہتی تھی مگر نضال نے جان بوجھ کر سپیڈ بڑھا دی تھی۔ آبرو نے گرنے کے خوف سے نضال کو کمر سے تھام لیا تھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے بائیک چلانی نہیں آتی آپ کو۔ "

آبرو اُس کے کان کے قریب چیخی تھی۔ مگر دوسری جانب پرواہ کسے تھی۔ جیسے ہی اُس کی گرفت نضال کو ڈھیلی پڑتی محسوس ہوتی وہ بائیک کی سپیڈ اُتنی ہی بڑھا دیتا۔

آبرو گرنے کے خوف کے مارے اُس کے ساتھ بالکل چپک گئی تھی۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے نضال کو جکڑ رکھا تھا۔ نضال کا دل چاہا تھا ایسے ہی بائیک چلاتا رہے اور یہ حسین سفر کبھی ختم نہ ہو۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔۔"

آبرو کے دل و دماغ پر نضال کی خوشبو حاوی ہونے لگی تھی۔۔۔ جس سے گھبرا کر اُس نے اپنی خود ساختہ نفرت کا اظہار کیا تھا۔۔

"آئی لو یو ٹو میری جان۔۔۔۔۔"

نضال نے ہلکا سا چہرا موڑتے اُس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔ آبرو نے اُس کے لوح دیتے لمس پر پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔ مگر اُس کا ارادہ بھانپتے نضال نے سپیڈ بڑھا دی تھی۔۔ جس کے ساتھ ہی آبرو نضال کے مزید قریب ہو آئی تھی۔۔۔

★★★★★★★★

نضال کے چچا کے گھر پہنچ کر دروازے پر ہی کنزا کو جما کھڑا دیکھ آبرو کا موڈ خراب ہوا تھا۔ وہ جس طرح آبرو کے ہوتے نضال سے فری ہونے کی کوشش کررہی تھی۔ آبرو کا دل چاہا تھا اُس کا منہ توڑ دے۔ اُس کے سامنے اُس کے شوہر سے کیسے بے حیائی سے چمٹ رہی تھی۔۔۔

مگر دوسری طرف نضال کا رویے دیکھ اُس کا موڈ کچھ بہتر ہوا تھا۔

وہ کنزا کو بالکل لفٹ نہیں کروا رہا تھا۔ اُس کا پورا فوکس آبرو پر تھا۔ جو بات آبرو کے لیے بے پناہ خوشی کے ساتھ ساتھ انتہائی سکون کا باعث بھی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ سے نضال کی اِسی چاہت کی خواہش ہی تو کرتی آئی تھی۔۔۔

"نضال مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے اکیلے میں۔ "

کنزا نضال کو آبرو کے پاس سے ہلتا نہ دیکھ چہرے پر افسردگی بھرے تاثرات لاتے بولی تھی۔

"کنزا تمہیں جو بولنا ہے۔ یہاں آبرو کے سامنے بولو۔ میں اور آبرو ایک ہی ہیں۔ "

نضال آبرو کے گرد اپنا بازو حمائل کرتا کنزا کے سامنے اُس کی اہمیت واضح کرتے بولا تھا۔

کنزا اِس طرح اُن دونوں کو ایک ساتھ دیکھ اندر ہی اندر جلن کا شکار تھی۔ اُس کے سارے پلانز دھڑے کے دھڑے رہ گئے تھے۔ اُسے تو یہی لگا تھا کہ نضال آبرو کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ دوری اختیار کرچکا ہوگا۔۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی اُلٹ لگ رہا تھا۔۔۔

وہاں وہ لوگ جتنی دیر بھی بیٹھے تھے۔ نضال کی ہر بات میں آبرو تھی۔ وہ کنزا کی ساری غلط فہمیاں وہی ختم کرکے اُٹھا تھا۔ آبرو چپ چاپ اُسے دیکھے گئی تھی۔ نضال اُس کے لیے بالکل ویسا بن چکا تھا۔ جیسا وہ اُسے اپنے لیے پوزیسیو دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر اُس کے لیے اِس سب پر یقین کرنا مشکل ہورہا تھا۔

اُسے یہ سب کوئی حسین خواب معلوم ہورہا تھا۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں آنکھ کھلنے پر یہ خواب ٹوٹ نہ جائے۔

نضال کی آنکھوں میں صرف اور صرف آبرو کا عکس تھا۔۔۔ جسے دیکھ کنزا پوری طرح نااُمید ہوئی تھی۔۔۔ اُسے شدت سے اپنی زندگی کے سب سے بڑے غلط فیصلے کا اندازہ ہوا تھا۔۔ جو فیصلہ اُس نے نضال سے منگنی توڑنے کا کیا تھا۔۔

کاش وہ اُس وقت آبرو کی بات مان لیتی تو آج یوں خود پر طلاق کا داغ لگوانے کے ساتھ ساتھ۔۔ خالی ہاتھ نہ بیٹھی ہوتی۔۔۔

وہ نضال جیسے انسان کو چھوڑ کر دولت کے پیچھے بھاگی تھی۔۔ اُس کے اِس لالچی پن پر بہت گہرا تھپڑ پڑا تھا اُسے۔۔۔

جس کا درد شاید اب ساری زندگی اُس کے ساتھ رہنا تھا۔۔ کیونکہ نضال اب کبھی اُس کا نہیں ہونے والا تھا۔۔۔

★★★★★★★★★★

کنزا کے گھر سے لوٹنے کے بعد آبرو خاموشی سے ٹیرس پر آگئی تھی۔ وہ اپنے دل و دماغ کے بیچ بالکل اُلجھ چکی تھی۔ اُس سے فیصلہ نہیں ہو پارہا تھا۔ کہ وہ ٹھیک کررہی ہے یا نہیں۔

اُس کا اِس طرح نضال سے علیحدہ ہوجانا ٹھیک تھا یا اُسے ایک چانس دینا چاہیے تھا۔ دل کی بے چینی بڑھتی ہی جارہی تھی۔ نضال آبرو کو کئی بار بلوا چکا تھا۔ مگر وہ وہی کھڑی اپنے اندر کی جنگ لڑتی رہی تھی۔ لیکن اُس کے باوجود اُس کا دماغ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پایا تھا۔ کافی دیر بعد تھک ہار کر وہ روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔

جہاں نائٹ بلب کی ملگجی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ آبرو دبے قدموں چلتی بیڈ کی جانب بڑھی تھی۔ جہاں نضال سینے تک کمبل تانے گہری نیند میں سوتا معلوم ہوا تھا۔ اُس کا ایک بازو بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔ جبکہ دوسرا سینے پر دھڑا تھا۔ گھنے بال روشن پیشانی پر بکھرے اُس کے وجیہہ چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔

تیکھے حسین نقوش سے سجا چہرا آبرو کا دل دھڑکا گیا تھا۔ آبرو نے ہولے سے ہاتھ بڑھاتے اُس کے بکھرے بال ماتھے سے سمیٹ کر اُس کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔

یہ شخص اُس کے دل کی اولین چاہت تھا۔ مگر اُسے زندگی میں سب سے زیادہ تکلیف بھی اِسی سے ملی تھی۔ وہ اُس کی غلطی معاف کرکے اُس کے پاس واپس لوٹ جانا چاہتی تھی۔ مگر اُس کا دل خوفزدہ تھا۔ اِس بار تو بچ گئی تھی۔ مگر اگلی بار نضال کا خود سے دور کرنا برداشت نہ کرپاتی۔

آبرو نجانے کتنی دیر اُسے بیٹھی دیکھتی رہی تھی۔ جب اُس کے کروٹ بدلنے پر وہ جلدی سے پیچھے ہٹی تھی۔ مگر نضال کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے اُس کا دوپٹہ نضال کے نیچے پھنس گیا تھا۔ جسے وہیں چھوڑتی وہ وہاں سے اٹھ آئی تھی۔ اُس کے قریب بیٹھنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ اگر نضال کی آنکھ کھل جاتی تو اُس کی خیر نہیں تھی۔

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ اُس دشمنِ جاں کی پہنچ سے دور صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔۔۔ کتنے ہی لمحے وہاں سے نضال کے خوبرو چہرے کو یک ٹک دیکھتے اُس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔ اُسے خبر نہیں ہوپائی تھی۔۔۔۔

★★★★★★★★★

صبح چھے بجے کے قریب آبرو کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ صوفے پر سوئی ہوئی تھی۔ پوری طرح بیدار ہوتے اُس کی نظر سب سے پہلے بیڈ کی جانب اُٹھی تھی۔ نضال کو ابھی تک ویسے ہی سویا دیکھ آبرو کو فکر لاحق ہوئی تھی۔ اتنا زیادہ تو وہ کبھی نہیں سویا تھا۔ بلکہ وہ بہت کم سوتا تھا جس پر آبرو ہمیشہ حیران ہوتی تھی۔

وہ فکرمند ہوتی تشویش کے عالم میں نضال کی جانب بڑھی تھی۔

"نضال آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔؟؟؟ "

آبرو نے اُس کا کندھا ہلایا تھا۔ مگر وہ اُس کی پکار پر ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ آبرو کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے۔۔۔۔ اُسے اِس طرح بے سدھ پڑا دیکھ ہر وقت

اُس سے شدید نفرت کا اظہار کرنے والی۔۔۔ اور دوری برتنے والی آبرو شاہنواز کی جان حلق میں اٹک چکی تھی۔۔۔

"نضال پلیز آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ "

آبرو کا دل خوف سے کانپنے لگا تھا۔ نضال کو آنکھیں نہ کھولتا دیکھ اُس کی جان پر بن آئی تھی۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے موبائل اُٹھا کر حویلی کال ملا چکی تھی۔

"ہیلو چچی جان وہ نضال۔۔۔۔ "

آبرو کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ جب نضال نے اُس کی کلائی تھام کر اُسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

آبرو اُس کے سینے پر آن گری تھی۔ اُس کے ہاتھ سے فون پھسلا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑے نضال کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جو آنکھوں میں شوخی بھرے اُسے دیکھ رہا تھا۔ آبرو کا چہرا اُس کے بے حد قریب تھا۔ نضال نے کچھ بولنا چاہا تھا۔ جب آبرو نے

جلدی سے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اُس کا دھیان موبائل کی جانب دلایا تھا۔ جہاں قدسیہ بیگم اور نجمہ بیگم نے پریشانی کی حالت میں پورا گھر اکٹھا کرلیا تھا۔

"آبرو آپ رو کیوں رہی ہیں؟ کیا ہوا نضال کو۔۔۔۔؟ "

قدسیہ بیگم کی گھبرائی آواز پر نضال نے گھور کر آبرو کی جانب دیکھا تھا۔ جس نے اپنی دو دو ساسوں سے مدد لے کر اُس کے اتنی مشکل سے بنائے رومینٹک موومنٹ کا ستیاناس کردیا تھا۔

آبرو اُس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔ مگر نضال اِس حق میں بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔۔

آبرو کا چہرا شرم و حیا کے مارے لال انگارہ ہوچکا تھا۔۔۔

"نہیں چچی نضال کو کچھ نہیں ہوا۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ "

آبرو نضال کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی اُنہیں تسلی دیتے بولی۔ مگر نضال اُسے آزاد کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا۔ آبرو سے دوسری جانب سے پوچھے جانے والے سوالوں کا جواب دینا محال ہوا تھا۔۔

نضال ایک ہی جھٹکے میں کروٹ بدل کر آبرو کو بیڈ پر ٹکاتے اُس پر پوری طرح حاوی ہوا تھا۔ آبرو نضال کے جھانسے میں آکر گھر کال ملا کر بُری طرح پھنس چکی تھی۔ ایک طرف بیٹے نے اُسے زچ کر رکھا تھا اور اب دوسری طرف اُس کی دونوں مائیں کسی بات پر مطمئین نہیں ہو پا رہی تھیں۔

جس طرح آبرو نے روتے ہوئے کال کی تھی۔۔۔ وہ لوگ بہت پریشان ہو چکے تھے۔۔۔

"آبرو بیٹا نضال آپ کے پاس ہے تو اُس سے بات کروا دیں۔ "

آبرو کو قدسیہ بیگم کی آواز مسکراتی ہوئی لگی تھی۔ وہ سب وہاں کچھ اور ہی سننا چاہتے تھے۔

اُن کی بات میں چھپی شوخی آبرو با آسانی سمجھ پائی تھی۔۔۔ پورے خاندان کو اِس شخص نے اپنے ساتھ ملا رکھا تھا۔۔۔

آبرو جل بھن کر رہ گئی تھی۔۔۔ کیونکہ ثمن سمیت کوئی بھی اُس کی سائیڈ پر نہیں تھا۔۔۔

"جی نہیں وہ میرے پاس نہیں ہیں۔ "آبرو نضال کا ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹاتی بمشکل بولی تھی۔

نضال کی بڑھتی گستاخیاں آبرو کے اوسان خطا کررہی تھیں۔

آبرو سے فون پر بات کرنا محال ہوگیا تھا۔ اُس کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر گرا تھا۔ جسے نضال آف کرتا سائیڈ ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔

"آبرو ختم کردو اب یہ ناراضگی وہاں سب تمہارے منتظر ہیں۔ "

نضال آبرو کا گال سہلاتے نرمی سے بولا تھا۔ یہ لڑکی اُسے گزرے دنوں میں مزید عزیز ہوگئی تھی۔۔۔ اِسے پانے کی چاہ لمحہ با لمحہ زور پکڑتی جارہی تھی۔۔۔۔

"میں وہاں سب کے بیچ جانے کو تیار ہوں۔ مگر اُس کے لیے پہلے آپ کو مجھے طلاق دینی ہوگی۔ "

آبرو کا دل نضال کے ابھی تھوڑی دیر پہلے کے کیے گئے ناٹک کے بعد ابھی تک جگہ پر نہیں آیا تھا۔ وہ اُسی کے زیرِ اثر غصے سے بولتی نضال کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے نکل گئی تھی۔

نضال بھی اُس کے پیچھے بیڈ سے اُٹھا تھا۔ آبرو کو اب بھی اُسی ناپسندیدہ ترین لفظ کا راگ الاپتا دیکھ اتنے دنوں سے ضبط کیا نضال کا غصہ اُمڈ آیا تھا۔ یہ لڑکی تمام حدود کراس کرتی ہر بار اُس کے دل پر وار کرتی تھی۔۔۔۔

آبرو کو دونوں کلائیوں سے تھام کر نضال نے اُسے اپنے مقابل کیا تھا۔

"تم مجھے سنگدل اور گھمنڈی بولتی تھی۔ یہ جو تم کررہی ہو خود کو کس چیز کا خطاب دو گی۔ تمہیں اب بھی میری محبت جھوٹی لگ رہی ہے۔ ایک بار ہوئی تھی مجھ سے غلطی مگر خدا کی قسم اُس وقت بھی تمہیں طلاق دینے کا خیال میرے دل و دماغ میں

بھی نہیں تھا۔ ثمن کے سامنے حامی بھری تھی میں نے صرف اِس بات کی کہ تمہیں خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دوں گا۔ ثمن کی نیچر سے واقف تھا میں۔ وہ اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے میرے ماں باپ کو نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔

میرے ماں باپ خطرے میں تھے۔ جو مجھے اتنے سالوں بعد ملنے جارہے تھے۔ صرف اُسی مجبوری کے تحت میں نے تمہیں وہ سب کہہ کر خود سے بدظن کرنا چاہا تھا۔ ورنہ میرا دل تم سے محبت کرنے کا عادی ہوچکا تھا۔ تمہارے بغیر جینے کا تصور محال تھا میرے لیے۔

میں بھلا تمہیں خود سے جدا کیسے کرسکتا تھا۔ میں جانتا تھا ثمن باہر موجود میری ساری باتیں سن رہی ہے۔ صرف اِسی لیے میں نے تمہیں خود سے بدظن کرنے کے لیے وہ سب الفاظ کہے جو کوئی معنی ہی نہیں رکھتے تھے۔

تم نہیں جانتی تمہیں ہاسپٹل میں بیڈ پر پڑا دیکھ میں کتنی اذیت سے گزرا ہوں۔ پل پل مرنا کیسا ہوتا ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھتا۔ اگر تمہیں کچھ ہوتا تو خود کو ساتھ ختم کرنے

میں ایک لمحہ نہ لگاتا میں۔ تم میرے دل اور زندگی میں کیا حیثیت رکھتی ہو یہ بہت جلد پتا چل جائے گا تمہیں۔ میں تمہیں کبھی طلاق نہیں دوں گا، اور نہ اب میں تمہیں کسی بات کے لیے فورس کروں گا۔ تم یہاں رہوں یا حویلی تمہاری چوائس ہے۔ مگر تمہیں اپنے سامنے مگر خود سے صدیوں کے فاصلے پر نہیں دیکھ سکتا میں۔ تمہاری یہ طلاق کی تکرار دل چیر دیتی ہے میرا، تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور شاید میری وجہ سے حویلی میں سب کے درمیان رہنے سے انکاری ہو۔ تو میں اِس سب کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جارہا ہوں۔ تمہیں وہ زندگی مبارک ہو جیسی تم میرے بغیر جینا چاہتی تھی۔ "

نضال اُس کے چہرے پر نظریں گاڑھے پھٹ پڑا تھا۔ آبرو ساکت کھڑی اُس کا ایک لفظ اپنے دل میں اُترتا محسوس کررہی تھی۔

نضال اُس کا چہرا آنکھوں کے راستے اپنے دل میں قید کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ نضال کی لال انگارہ آنکھوں میں اُتری نمی اُس کی محبت کی شدت بیان کر رہی تھیں۔۔۔
نضال کی آخری بات کا مطلب سمجھتے آبرو کے بے جان وجود میں جنبش ہوئی تھی۔ وہ

فوراً نضال کے پیچھے بھاگی تھی۔ مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔ نضال جا چکا تھا۔ اُس نے نضال کو ہمیشہ کے لیے خود سے دور کر دیا تھا۔ کون مرد بھلا عورت کے آگے اتنا جھکا تھا۔ جتنا نضال نے اُسے منانے کی کوشش کی تھی۔ اُس کے غصے سے کہی ہر بات کو سر آنکھوں پر رکھا تھا۔ مگر وہ اپنی محبت کی خاطر ایک فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔

نضال کے لیے اُس کی محبت ہار گئی تھی۔ اور اُس کی خود ساختہ انا اور ضد جیت چکی تھی۔

یہ ساری باتیں اُسے ثمن نے بتائی تھیں۔ مگر اُس وقت وہ نجانے کس غصے کے زیرِ اثر تھی۔ کہ اِن سب باتوں کو سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔

★★★★★★★★★★

آبرو حویلی واپس آ چکی تھی۔ یہاں آکر اُسے وہی خبر سننے کو ملی تھی۔ جس نے اُسے پہلے سے ہی خوفزدہ کر رکھا تھا۔ نضال حویلی نہیں آیا تھا۔ نہ ہی کسی کا اُس سے کوئی کانٹیکٹ تھا۔

آبرو کا رو رو کر بُرا حال تھا۔ اُسے نضال نے کتنی بار منانے کی کوشش کی تھی۔ مگر اُس کی ہر بار کی طلاق کی رٹ نے اب آکر نضال کو اُس سے دور کردیا تھا۔

آبرو نے ثمن کو معاف کردیا تھا۔ وہ نضال کو اپنی ضد اور جذباتی پن میں خود سے دور کر چکی تھی۔ اب ثمن کو دور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جب اُسے اپنی غلطی کا احساس تھا۔ شرمندہ تھی تو آبرو اُسے مزید شرمندہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اُس کے معاف کرنے پر چوہدری ربنواز نے بھی ثمن کو معاف کرتے سینے سے لگا لیا تھا۔ سب کے گلے شکوے ایک دوسرے سے دور ہوچکے تھے۔

مگر اُس کا پیا اُس سے رُوٹھ کر نجانے کہاں چلا گیا تھا۔ گھر میں ہوتی شادی کی تیاریاں دیکھ آبرو کا دل بھرایا ہوا سا رہتا تھا۔ اگر وہ اپنی ضد چھوڑ کر نضال کی بات مان جاتی تو آج سب کچھ کتنا اچھا اور خوبصورت ہوتا۔ نضال اور اُس کی ویسے ہی شادی ہورہی ہوتی جیسے اُس نے خواہش کی تھی۔

اُس دن کے بعد سے آبرو کا نضال سے کوئی رابطہ نہیں ہوپایا تھا۔۔ نضال جس طرح اُس سے ناراض ہوکر گیا تھا۔۔ آبرو کے دل کو کسی صورت چین نہیں مل رہا تھا۔۔

★★★★★★★★★

آبرو صبح سے اپنے کمرے میں تکیے میں منہ دیئے بے سدھ پڑی تھی۔ صبح سے حویلی میں مہمانوں اور ملازمین کا رش لگا ہوا تھا۔ کبھی ڈھول کی آواز آنے لگ جاتی اگر وہ سانس لینے کے لیے رُکتا تو پٹاخوں کی آوازیں کان پھاڑنے پہنچ جاتیں۔

آبرو کو اب اُجالا کی بات بالکل ٹھیک لگنے لگی تھی۔ اُس کے دادا جان واقعی سٹھیا گئے تھے۔ دلہے کی کوئی خیر خبر ہی نہیں تھی۔ مگر اُن کو یہاں دھوم دھام سے شادی کرنے کی پڑی ہوئی تھی۔ آبرو کو نضال کے بغیر کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اُسے کچھ دن پہلے کے اپنی زندگی کے سب سے حسین ترین دن یاد آنے لگے تھے۔ جس میں اُسے نضال کی پوری توجہ اور محبت حاصل ہوئی تھی۔

اُس کا دل نضال کی چاہت کا طلبگار تھا،نضال کے بغیر اُسے اپنا آپ بھی بُرا لگنے لگا تھا۔

آبرو اِسی طرح پڑی تھی جب اُجالا ، ثمن اور انعم اندر داخل ہوئی تھیں۔

"آبرو دادا جان کا آرڈر ہے کہ تمہیں مہندی کے لیے تیار ہونا ہوگا۔ ہم سب مہمانوں کو پہلے سے انوائٹ کرچکے ہیں۔ اب عین موقع پر دلہا اور دلہن دونوں کے غائب ہونے کا سن کر کتنی بے عزتی ہوسکتی ہے۔ دادا جان لوگوں کی عجیب و غریب باتیں سن نہیں پائیں گے۔ پلیز آبرو دادا جان کی خاطر۔ "

ثمن اُس کی جانب دیکھتے منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔

"آپی آپ سب کیوں میرا مذاق بنانا چاہتے ہیں، میری فیلنگز کی کوئی پرواہ نہیں ہیں آپ کو۔ نضال مجھے چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ آپ کا کہنا ہے میں بےوقوفوں کی طرح دلہن بن کر بیٹھ جاؤں۔ آپ منع کردیں سب کو میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔ "

آبرو اُنہیں صاف انکار کرتے واپس لیٹ گئی تھی۔

"آبرو پلیز مان جاؤ نا۔ "

کافی دیر کی اُس کی منتیں کرنے کے بعد ثمن تھک کر بولی تھی۔ مگر پھر بھی اُس کے نہ ماننے پر وہ دونوں مایوسی سے لوٹ گئی تھیں۔

جب کچھ دیر بعد قدسیہ بیگم اور نجمہ بیگم اندر داخل ہوئی تھیں۔ آبرو اُن کے چہروں پر خوشی کے تاثرات دیکھ چونکی تھیں۔ اِن کا لاڈلا اکلوتا بیٹا غائب تھا لیکن اُن کے چہروں پر زرا سی پریشانی کا شائبہ تک نہ تھا۔ آبرو کو اچانک شک گزرا تھا۔

کچھ تو اُس سے چھپایا جارہا تھا۔

نجمہ بیگم اور حیدر صاحب کو حویلی میں رہنا مناسب نہیں لگا تھا۔ مگر نضال نے اُنہیں کچھ اِس طرح سے اپنے پورے خاندان کو ایک ساتھ دیکھنے کی خواہش ظاہر کرتے منایا تھا۔ کہ وہ انکار نہیں کر پائے تھے۔ حویلی والوں نے اُنہیں بالکل گھر کے فرد کی طرح اپنایا تھا۔ چوہدری ربنواز بھی بہت خوش تھے۔ اُنہیں حیدر صاحب کی صورت اپنا دوسرا بیٹا واپس مل گیا تھا۔

"پلیز اگر آپ دونوں بھی مجھے اُسی بات کے لیے منانے آئی ہیں تو آئی سوری میں ابھی سے انکار کے لیے آپ سے معذرت چاہتی ہوں۔ میں آپ کی بات نہیں مان سکتی۔ "

آبرو اپنے لہجے کی بیزارگی اور افسردگی پر قابو پاتے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

"لڑکی تم اپنی دو دو ساسوں کو انکار کرنے کی جرأت کیسے کر سکتی ہو،اتنی بڑی گستاخی۔ "

قدسیہ بیگم نے مصنوعی غصہ دیکھاتے آبرو کو آنکھیں نکالی تھیں۔ کسے سمجھنے کے آبرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے تھے۔

"ارے میرا بچہ رو کیوں رہی ہو۔ "

آبرو آنسو بہاتی نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔ اُس کے معصومیت بھرے انداز پر وہ دونوں اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھیں۔

آبرو صبح سے اپنے کمرے میں تکیے میں منہ دیئے بے سدھ پڑی تھی۔ صبح سے حویلی میں مہمانوں اور ملازمین کا رش لگا ہوا تھا۔ کبھی ڈھول کی آواز آنے لگ جاتی اگر وہ سانس لینے کے لیے رُکتا تو پٹاخوں کی آوازیں کان پھاڑنے پہنچ جاتیں۔

آبرو کو اب اُجالا کی بات بالکل ٹھیک لگنے لگی تھی۔ اُس کے دادا جان واقعی سٹھیا گئے تھے۔ دلہے کی کوئی خیر خبر ہی نہیں تھی۔ مگر اُن کو یہاں دھوم دھام سے شادی کرنے کی پڑی ہوئی تھی۔ آبرو کو نضال کے بغیر کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اُسے کچھ دن پہلے کے اپنی زندگی کے سب سے حسین ترین دن یاد آنے لگے تھے۔ جس میں اُسے نضال کی پوری توجہ اور محبت حاصل ہوئی تھی۔

اُس کا دل نضال کی چاہت کا طلبگار تھا،نضال کے بغیر اُسے اپنا آپ بھی بُرا لگنے لگا تھا۔

آبرو اِسی طرح پڑی تھی جب اُجالا ، ثمن اور انعم اندر داخل ہوئی تھیں۔

"آبرو دادا جان کا آرڈر ہے کہ تمہیں مہندی کے لیے تیار ہونا ہوگا۔ ہم سب مہمانوں کو پہلے سے انوائٹ کرچکے ہیں۔ اب عین موقع پر دلہا اور دلہن دونوں کے غائب ہونے کا سن کر کتنی بے عزتی ہوسکتی ہے۔ دادا جان لوگوں کی عجیب و غریب باتیں سن نہیں پائیں گے۔ پلیز آبرو دادا جان کی خاطر۔ "

ثمن اُس کی جانب دیکھتے منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔

"آپی آپ سب کیوں میرا مذاق بنانا چاہتے ہیں، میری فیلنگز کی کوئی پرواہ نہیں ہیں آپ کو۔ نضال مجھے چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ آپ کا کہنا ہے میں بےوقوفوں کی طرح دلہن بن کر بیٹھ جاؤں۔ آپ منع کردیں سب کو میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔ "

آبرو اُنہیں صاف انکار کرتے واپس لیٹ گئی تھی۔

"آبرو نضال آجائے گا نا۔۔۔ تم خود کو اتنا ہلکان کیوں کررہی ہو۔۔۔؟؟؟ دادا جان، تایا ابو وغیرہ اُس سے رابطہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔۔۔۔ تم تیار تو ہو نا۔۔۔

اتنی ضدی تو کبھی بھی نہیں تھی تم۔۔۔ نضال نے واقعی بگاڑ کر رکھ دیا ہے تمہیں۔۔۔"

ثمن نے اُس کے قریب آکر بیٹھتے اُسے محبت سے پچکارا تھا۔۔۔

جبکہ نضال کے ذکر پر ایک بار پھر آنسو آبرو کے چہرے پر لڑھک آئے تھے۔۔۔

اِس کا مطلب نضال سے واقعی کسی کا رابطہ نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔ آبرو کے دل کی بے چینی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"آبرو پلیز مان جاؤ نا۔ "

اُس کی جانب سے کوئی جواب نہ پاکر ثمن ایک بار پھر سے بولی تھی۔۔۔

"آپ لوگ چلی جائیں پلیز۔۔۔"

آبرو کی جانب سے ابھی بھی ہنوز انکار ہی ملا تھا۔۔۔

کافی دیر تک وہ سب اُس کی منتیں کرتی رہی تھیں۔ مگر پھر بھی اُس کے نہ ماننے پر وہ تینوں مایوسی سے لوٹ گئی تھیں۔

جب کچھ دیر بعد قدسیہ بیگم اور نجمہ بیگم اُسے منانے کی خاطر اُس کے روم میں داخل ہوئی تھیں۔ آبرو اُن کے چہروں پر خوشی کے تاثرات دیکھ چونکی تھیں۔ اِن کا لاڈلا اکلوتا بیٹا غائب تھا لیکن اُن کے چہروں پر زرا سی پریشانی کا شائبہ تک نہ تھا۔ آبرو کو اچانک شک گزرا تھا۔

کچھ تو اُس سے چھپایا جارہا تھا۔

وہ دل سے چاہتی تھی ایسا ہی کچھ ہو۔۔۔ بس نضال ٹھیک ہونا چاہیے۔۔۔ اور اُس کا گھر والوں سے رابطہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ نضال کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔۔۔ جو غصے میں کچھ بھی کر گزرتا تھا۔۔۔ اور جس طرح وہ اُس کے پاس سے ناراض ہوکر گیا تھا۔۔۔ آبرو کو زیادہ دھڑکا اِسی بات کے لیے لگا ہوا تھا۔۔۔

نجمہ بیگم اور حیدر صاحب کو حویلی میں رہنا مناسب نہیں لگا تھا۔ مگر نضال نے اُنہیں کچھ اِس طرح سے اپنے پورے خاندان کو ایک ساتھ دیکھنے کی خواہش ظاہر کرتے منایا تھا۔ کہ وہ انکار نہیں کر پائے تھے۔ حویلی والوں نے اُنہیں بالکل گھر کے فرد کی طرح

اپنایا تھا۔ چوہدری ربنواز بھی بہت خوش تھے۔ اُنہیں حیدر صاحب کی صورت اپنا دوسرا بیٹا واپس مل گیا تھا۔

"پلیز اگر آپ دونوں بھی مجھے اُسی بات کے لیے منانے آئی ہیں تو آئی سوری میں ابھی سے انکار کے لیے آپ سے معذرت چاہتی ہوں۔ میں آپ کی بات نہیں مان سکتی۔ "

آبرو اپنے لہجے کی بیزارگی اور افسردگی پر قابو پاتے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

"لڑکی تم اپنی دو دو ساسوں کو انکار کرنے کی جرأت کیسے کر سکتی ہو،اتنی بڑی گستاخی۔ "

قدسیہ بیگم نے مصنوعی غصہ دیکھاتے آبرو کو آنکھیں نکالی تھیں۔۔۔ جس پر کوشش کے باوجود ناچاہتے ہوئے بھی آبرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے تھے۔

"ارے میرا بچہ۔۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟؟ رو کیوں رہی ہو۔ "

قدسیہ بیگم فکرمندی سے قریب آئی تھیں۔۔۔

"آپ سب لوگ میرے ساتھ ٹھیک نہیں کررہے۔۔۔ مجھے آپ میں سے کسی سے بات نہیں کرنی۔۔۔"

آبرو آنسو بہاتی نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔ اُس کے معصومیت بھرے انداز پر وہ دونوں اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھیں۔

"مگر ہم نے کیا کیا ہے پیاری لڑکی۔۔۔ ہم سے کیوں ناراض ہورہی ہو آپ۔۔۔؟؟؟"

نجمہ بیگم نے محبت سے اپنی لاڈلی اکلوتی بہو کی ٹھوڑی چھوئی تھی۔۔۔ جو رو رو کر اپنا چہرا بالکل سجا چکی تھی۔۔۔۔ اُس کی دودھیا گلابیاں چھلکاتی رنگت میں بخار کی وجہ سے سرخیاں سی گھل چکی تھیں۔۔

"آپ لوگ جانتے ہیں نا کہ نضال کہاں ہیں۔۔ مگر مجھے کوئی کچھ نہیں بتا رہا۔۔"

آبرو نے اُس سے سیدھی طرح بات کرنے کی ٹھانی تھی۔۔

مگر اُن دونوں کے ایکدم سنجیدہ ہوتے تاثرات آبرو کو مزید پریشانی میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔۔؟؟؟ کیا آپ لوگ سچ میں نہیں جانتے کہ نضال کہاں ہیں۔۔۔۔؟؟؟"

آبرو کی دھڑکنیں مدھم ہوئی تھیں۔۔۔

"کل صبح بات ہوئی تھی ابا جان کی نضال سے۔۔۔ نضال کا کہنا یہی تھا کہ وہ آفس کے کچھ اہم کام نبٹا کر شام تک یا پھر آج صبح حویلی پہنچ جائے گا۔۔۔ مگر ابھی تک تو نضال حویلی پہنچا ہے اور نہ ہی دوبارہ اُس سے رابطہ ہو پارہا ہے۔۔۔ مگر اُمید ہے ابھی تھوڑی دیر تک پہنچ جائے گا۔۔۔۔"

قدسیہ بیگم کی کہی جانے والی بات پر آبرو کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"تو تایا جان سے بولیں نا وہ پتا کروائیں۔۔۔ کسی کو بھیجیں شہر۔۔۔ نضال کیوں نہیں آئے ابھی تک۔۔۔ میں خود جارہی ہوں پتا کرنے۔۔۔۔"

آبرو بیڈ سے اُٹھتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ اِن دنوں وہ حد سے زیادہ جذباتی ہورہی تھی۔۔۔

"آبرو بیٹا پلیز کام ڈاؤن۔۔۔ ہم سب آپ کو اِسی لیے نہیں بتا رہے تھے۔۔۔ آپ نے مزید اپنی طبیعت خراب کر لینی ہے۔۔۔۔ نضال جہاں بھی ہوگا بالکل ٹھیک ہوگا۔۔۔ اور عنقریب حویلی پہنچنے والا بھی ہوگا۔۔۔ لیکن کیا آپ نضال کے سامنے اِس طرح جاؤ گی۔۔۔ اپنی ٹینشن کم کریں۔۔۔ اور رونا تو بالکل بند کردیں۔۔۔ نضال کے لوٹنے سے پہلے پہلے پیاری سی مہندی کی دلہن تیار ملنی چاہیں ہمیں۔۔۔۔"
نجمہ بیگم نے ساری بات سچ بتانے کے ساتھ ساتھ بہت اچھی طرح سے اُسے تسلی دیتے سمجھا بھی دیا تھا۔۔۔

وہیں دل کے پرسکون نہ ہونے کے باوجود بھی آبرو اُن کی بات مانتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

اُسے اپنی وجہ سے سب کو یوں پریشان کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔

"ہم ابھی ثمن اور باقی لڑکیوں کو بھیجتی ہیں۔۔۔ اچھا سا تیار ہوجائیں۔۔۔۔۔ پھر نضال کے آتے ہی مہندی کی رسم شروع ہوجائے گی۔۔۔۔۔"

وہ دونوں آبرو کے مان جانے پر محبت پاش نظروں سے اُسے دیکھتیں روم سے نکل گئی تھیں۔۔۔۔ آبرو نے تھک ہار کر خود کو اُن سب کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ وہ لوگ جو کہہ رہی تھیں۔۔۔۔ آبرو خاموشی سے وہ سب کرتی گئی تھی۔۔۔۔

@@@@@@@@@

کمرے میں پانچ افراد کے ہوتے ہوئے بھی اِس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔ ابھی ابھی چوہدری ربنواز کو اطلاع ملی تھی۔۔۔ کہ دلاور کل رات اپنے آدمیوں کی مدد سے جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوچکا تھا۔۔۔

جو بات اُن سب کے لیے تشویش ناک تھی۔۔۔

کیونکہ دلاور جیل میں ہوتے ہوئے بھی مسلسل نضال اور چوہدری ربنواز کی جانب دھمکیاں بھیج رہا تھا کہ وہ جلد ہی جیل سے نکل کر نضال کو ختم کردے گا۔۔۔ اور آبرو کو کڈنیپ کرلے گا۔۔۔

اِس بات پر ایک بار تو چوہدری ربنواز شدید غصے میں آکر دلاور کی پیٹائی بھی کروا چکے تھے۔۔۔ لیکن اُنہیں اِس بات کا زرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ اتنی سخت سیکیورٹی توڑ کر دلاور سچ میں جیل سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوجائے گا۔۔۔

مگر آج کل کے دور میں جگہ جگہ موجود ضمیر فروشوں سے نبٹنا آسان کام نہیں تھا۔۔۔ دلاور کے لیے بھی پیرادارو کو پیسے دے کر وہاں سے بھاگنا مشکل نہیں رہا ہوگا۔۔۔

"نضال سے رابطہ نہیں ہوپارہا۔۔۔ پتا نہیں اُسے دلاور کے بارے میں خبر مل چکی ہوگی یا نہیں۔۔۔ کہیں وہ نضال کو نقصان نہ پہنچا دے۔۔۔ کل دلاور فرار ہوا ہے اور کل سے نضال سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو پارہا۔۔۔ اللہ خیر ہی کرے۔۔۔ میرا

دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔ اُن لالچ میں اندھے لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔۔۔۔"

حیدر صاحب کی بات پر باقی سب کی پریشانی میں بھی اضافہ ہوا تھا۔۔۔

"اللہ میرے بچے کی حفاظت کرے۔۔۔ پہلے آستین کا سانپ میرا وہ لالچی بھائی اور اب یہ اُس کا پوتا۔۔۔ بالکل جان کا عذاب بن کر رہ گئے ہیں۔۔۔ اِن کو جیل بھیجنے سے بھی زیادہ سخت سزا دینی پڑے گی۔۔۔ تب ہی جاکر اِن کی جانب سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔۔۔"

چوہدری ربنواز کا دماغ بُری طرح کھول رہا تھا۔۔ اُنہیں سب سے زیادہ فکر نضال کی تھی۔۔ جس سے دلاور بُری طرح خار کھاتا تھا اور پہلے بھی اُس پر قاتلانہ حملے کروانے کی کوشش کرچکا تھا۔۔۔

"آبرو کو اِس بارے میں پتا نہیں چلنا چاہیے۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت پریشان ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا مزید ٹینشن کا شکار ہو وہ۔۔۔ شیر نواز تم حویلی کے گارڈز کو نضال کی طرف بھیج دو۔۔۔ میرے بچے کو خراش بھی نہیں پہنچنی چاہیے۔۔۔۔"

چوہدری ربنواز کے تاثرات ناقابلِ فہم تھے۔۔۔ اُن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دلاور اُن کے سامنے ہو۔۔۔ اور وہ اپنے ہاتھوں سے اُس کا گلا دبا دیں۔۔۔۔

"بابا جان آپ فکر مت کریں۔۔۔ ہمارا بیٹا ببر شیر ہے۔۔۔ دلاور جیسے گیدڑ اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔ بس دعا کریں وہ جلد از جلد حویلی پہنچ جائے۔۔۔ تاکہ اِس ٹینشن سے چھٹکارا مل جائے۔۔۔"

چوہدری شیر نواز پُر اُمید تھے۔۔۔ اُنہیں اپنے بیٹے کے زورِ بازو پر پورا بھروسہ تھا۔۔۔

اُن کے یقین پر حیدر صاحب بھی اثبات میں سر ہلاتے مسکرا دیئے تھے۔۔۔

@@@@@@@@@@

ثمن کے کہنے پر آبرو نے مرر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور پھر دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔ مہندی کے زرد رنگ کے لہنگے میں پھولوں کے زیورات سے سجی سنوری وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

"آج تو نضال بھائی کے ہوش ٹھکانے پر نہیں رہنے والے۔۔۔۔ کیا غضب ڈھا رہی ہیں آپ بھابھی۔۔۔۔۔"

اُجالا اُس کے مقابل آتی شریر لہجے میں مخاطب ہوئی تھی۔۔۔۔

"اب اگر آپ لوگ اپنا شوق پورا کر چکی ہو۔۔۔ تو پلیز کچھ دیر کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔۔۔"

آبرو پچھلے دو گھنٹوں سے اُن کے سر پر سوار ہونے کی وجہ سے اب اُکتائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔ اُسے جس کا انتظار تھا۔۔۔ وہ تو اب تک آیا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

اُس کے بنا وہ اپنے اِس حسین رُوپ کا کیا کرتی۔۔۔۔

"اوکے اوکے۔۔۔۔ جارہی ہیں ہم۔۔۔۔ مگر پلیز اپنا حلیے خراب مت کرنا۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ اِس حسین رُوپ کے حقدار کے آنے تک تو تمہیں ایسے ہی رہنا ہوگا۔۔۔۔"

ثمن اُس کی نظر اُتارتی اُجالا کو لیے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔۔

آبرو کمرے میں ٹہلتی بُری طرح ٹینشن کا شکار تھی۔۔۔

"میرا موبائل کہاں ہے۔۔۔"

آبرو کو اچانک اپنے موبائل کا خیال آیا تھا۔۔ کل نضال سے رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے اُس نے غصے میں آکر موبائل صوفے پر پھینک دیا تھا۔۔ اور اُس کے بعد واپس اُٹھانے کا خیال تک نہیں آیا تھا۔۔۔

"کیا پتا نضال نے واپس کال کی ہو مجھے۔۔۔ میں اتنی لاپرواہی کیسے کرسکتی ہوں۔۔۔؟؟؟؟"

آبرو جلدی سے موبائل کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ جس کی پاورڈ آف تھی۔۔۔

ِآبرو نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر لگائے موبائل آن کیا تھا۔۔۔ موبائل آن کرتے ہی اُسے ڈھیروں نوٹیفیکیشن موصول ہوئے تھے۔۔۔۔ جن میں نضال کی جانب سے تو ایک میسج تک نہیں تھا۔۔۔ مگر ایک ان نون نمبر سے میسجز اور کالز کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔۔۔

آبرو نے جلدی سے میسجز اوپن کیے تھے۔۔۔ مگر جیسے جیسے وہ میسجز پڑھ رہی تھی اُسے اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

یہ سارے میسج دلاور کے تھے۔۔۔ جس میں اُس نے اپنے جیل سے فرار کے بارے میں بتانے کے ساتھ ساتھ نضال پر حملہ کرنے اور اُسے حویلی سے اغوا کرنے کی دھمکیاں دے رکھی تھیں۔۔۔ یہ سارے میسجز صبح کے ٹائم کے تھے۔۔۔

اور اِسی نمبر سے لاتعداد کالز بھی آئی ہوئی تھیں۔۔۔

آبرو نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اُس نمبر پر کال بیک کی تھی۔۔۔

مگر اب یہ نمبر آف جارہا تھا۔۔۔

آبرو نے دل ہی دل میں ڈھیروں دعاؤں کا ورد کرتے نضال کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھی بند مل رہا تھا۔۔۔ آبرو کو اپنے حواس ساتھ چھوڑتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

"اگر نضال کو دلاور نے کوئی نقصان پہنچا دیا ہوا تو۔۔۔۔"

اِس سے آگے آبرو کچھ سوچ ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

آبرو جلدی سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔ راستے میں وہ کئی بار لڑکھڑاتے گرتے بچی تھی۔۔۔

گھر کے سب افراد باہر لان میں موجود تھے۔۔۔ جہاں مہندی کے فنکشن کا اعلی پیمانے پر اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔

نجانے کیوں مگر حویلی کے اِس حصے میں قدرے تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن آبرو اندھیرے میں بھی تیز قدموں سے چلتی جلد از جلد باقی گھر والوں کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھی۔۔۔

وہ بھیگے چہرے کے ساتھ حویلی کے وسیع و عریض کوریڈور عبور کرتی بھاگتی قدموں سے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔۔ جب اچانک سامنے سے آتے کسی شخص سے بہت بُری طرح ٹکرا گئی تھی۔۔۔۔ مقابل نے جلدی سے اُسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔۔ ورنہ اِس زور دار ٹکراؤ کے نتیجے میں وہ اب تک زمین بوس ہوچکی ہوتی۔۔۔۔

آبرو جو پہلے ہی دلاور کی دھمکیوں کی وجہ سے اچھی خاصی سہمی ہوئی تھی۔۔۔۔ یوں اچانک تنہائی میں کسی کو اپنے اتنے قریب خوف کے عالم میں اُس کے منہ سے چیخ نکل گئی تھی۔۔۔۔

جسے سامنے موجود شخص نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر فوراً دبا دیا تھا۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔"

آبرو نے اپنے آپ کو اُس کے حصار سے آزاد کرواتے نگاہیں موڑ کر اُس کے چہرے کی جانب دیکھنا چاہا تھا۔۔۔۔

مگر کان میں کی جانے والی گھمبیر سرگوشی پر آبرو کو محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اُس کے تڑپتے دل پر ٹھنڈی پھوار رکھ دی ہو۔۔۔

"تمہیں چھوڑنا اتنا ہی آسان ہوتا تو کب کا چھوڑ چکا ہوتا۔۔۔۔ مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اِس دل کی تڑپ میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔۔۔ مگر میں اب مزید اِس پر ظلم نہیں کروں گا۔۔۔"

نضال کی جذبوں سے چور بوجھل آواز آبرو کو نئ زندگی بخش گئ تھی۔۔۔

نضال بالکل ٹھیک تھا اور اُس کے بے حد قریب بھی۔۔۔ آبرو کو اُس سے زیادہ اور چاہیے بھی کیا تھا۔۔۔

آبرو نے اپنی بھیگی بے قرار پلکیں اُٹھا کر نضال کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو آنکھیں میں ناراضگی مگر بے پناہ محبت بھرے اُسے دیوانہ وار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟؟؟؟"

آبرو نے بے خودی کے عالم میں ہاتھ بڑھا کر اُس کے چہرے کو چھوا تھا۔۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں سے وہ جس اذیت اور تکلیف سے گزری تھی اُس کے بعد نضال کو یوں سہی سلامت اپنے سامنے دیکھنا اُس کے لیے نئ زندگی ملنے سے کم خوشی کا باعث نہیں تھا۔۔۔

نضال تو اُس کی یہ والہانہ چاہت دیکھ کر ہی نہال ہوچکا تھا۔۔۔

چہرے پر محسوس ہوتا اُس کے مہندی سے سجے نرم و ملائم ہاتھوں کا لمس ایک الگ ہی دنیا میں پہنچا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اِس سے پہلے کے وہ اپنے بہکتے جذبات پر ضبط کھو بیٹھتا قریب آتے قدموں کی چاپ پر آبرو ایک دن ہوش میں آتی فوراً اُس سے دور ہوئی تھی۔۔۔۔

"آہم آہم۔۔۔ کہیں ہم غلط وقت پر تو نہیں آگئی۔۔۔"

عقب سے گونجتی ثمن کی شرارتی آواز پر آبرو کا شرم سے جھک گیا تھا۔۔۔ اور کچھ لمحے پہلے بے خودی میں سرزد کی جانے والی اپنی بے اختیاری پر بے طرح شرم آئی تھی۔۔۔ نضال کیا سوچتا ہوگا اُس کے بارے میں۔۔۔

آبرو کا چہرا مزید لال ہوا تھا۔۔۔۔

"بہت زیادہ غلط وقت۔۔۔۔۔"

نضال کی گہری پرشوق نگاہیں آبرو کے لال چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

"بھائی شکر ہے آپ آگئے۔۔۔۔ ورنہ آپ کی بیگم صاحبہ نے کل سے جو رونا دھونا مچا کر آنسو کا سیلاب لایا ہوا ہے۔۔۔۔۔ ہم سب نے تو اُس میں ڈوب ہی جانا تھا۔۔۔"

ثمن کے ساتھ آتی اُجالا کی زبان پر بھی کھجلی ہوئی تھی۔۔۔۔

"رئیلی۔۔۔ مگر مجھے تو یہی لگ رہا تھا کہ میرے نہ آنے سے۔۔۔ کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔"

نضال کے طنز پر آبرو نے تڑپ کر اُس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اُس کے سنجیدہ تاثرات دیکھ اگلے ہی لمحے وہ پیر پٹختی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔۔

نضال کے آتے ہی آبرو بھی اپنے اصل انداز میں واپس لوٹ آئی تھی۔۔ جانتی تھی اب اُس کے نخرے اُٹھانے والا اب واپس آچکا تھا۔۔۔

"آپ نے ناراض کردیا بھابھی کو۔۔۔"

اُجالا جلدی سے آبرو کے پیچھے بھاگی تھی۔۔ جبکہ نضال وہیں کھڑا ثمن سے آبرو کی اپنے بارے میں تڑپ اور بے پناہ محبت کا احوال سنتا رہا تھا۔۔
"تھینکس۔۔۔ میری اتنی نادانیوں کو نظرانداز کرنے اور میری بہن کی زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے۔۔۔ "

ثمن دل سے اُس کی شکر گزار تھی۔۔ جس نے اپنے پختہ اور مضبوط کردار کے زیرِ اثر اُس کی لاڈلی بہن کا سمیٹ لیا تھا۔۔ ثمن کی سرزد کی جانے والی ساری غلطیاں معاف کرکے اُسے ایک اور موقع دیا تھا۔۔۔

اُنہیں محبتوں بھرا یہ پیارا سا خاندان سونپا تھا۔۔ وہ کیسے اِس شخص کی شکر گزار نہ ہوتیں۔۔۔۔

"اُن سب باتوں کو ماضی کا بھیانک خواب سمجھ کر بھول جائیں۔۔۔۔ اب اُن بُری یادوں کی ہماری زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔۔ آپ آبرو کے لیے امپورٹنٹ ہیں تو میرے نزدیک بھی آپ کی اُتنی ہی اہمیت ہے۔۔۔۔ میں بالکل نہیں چاہتا کہ آپ پچھلی باتوں کو لے کر شرمندگی کا شکار رہیں۔۔۔۔"

نضال کھلے دل سے ثمن کے ساتھ بنے اپنے رشتے کو قبول کرتا ثمن کے دل کا بوجھ پورے طرح سے سرکا گیا تھا۔۔۔۔

"میں چینج کر لوں۔۔۔۔"

نضال اب بس اپنی شادی کے فنکشن انجوائے کرنا چاہتا تھا۔۔ اپنی چہیتی لاڈلی بیوی کے ساتھ۔۔۔

جو اُسے منانے کے بجائے مزے سے رُوٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

جو اُسے منانے کے بجائے مزے سے رُوٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

مگر اب وہ پوری زندگی اِس پیاری سی لڑکی کو منانے اور اِس کے نخرے اُٹھانے کو دل و جان سے تیار تھا۔۔۔ جس نے اُس کی زندگی میں شامل ہو کر اُس کے سارے غم دور کردیئے تھے۔۔۔

نضال ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ سجائے اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

★★★★★★★★★★

نضال چوہدری ربنواز سے وعدے کے مطابق کل شام کو ہی حویلی پہنچنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ مگر آفس سے نکلتے ہی اُسے دلاور کے فرار کی خبر مل گئی تھی۔۔۔

اور یہ بھی پتا چلا تھا کہ دلاور کا پہلا ٹارگٹ وہ ہونے والا تھا۔۔۔۔ اِس بات پر تو پھر بھی نضال نے اتنا ری ایکٹ نہیں کیا تھا۔۔۔ مگر آبرو کے حوالے سے دلاور کی بکواس پتا چلنے پر نضال کا خون کھول اُٹھا تھا۔۔

جس کہ بعد وہ بنا دلاور کی ٹھکائی کیے ہر گز بھی حویلی نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

دلاور بچپن سے لے کر اب تک اُس کی آبرو کو جس طرح خود سے شادی کرنے پر مجبور کرنے کے لیے ہریس کرتا آیا تھا۔۔۔ اُس بات کا بدلہ تو نضال کا ویسے بھی دلاور پر اُدھار تھا۔۔۔

مگر اب وہ دلاور کے ساتھ اپنا سارا حساب چکتا کردینا چاہتا تھا۔۔ تاکہ آئندہ وہ اپنی غلیظ زبان سے اُس کی بیوی کا نام لینے سے پہلے ہزار بار سوچتا۔۔۔۔

شہر کی ساری پولیس فورس تو پہلے ہی حرکت میں آچکی تھی۔۔ ہر جگہ پر سختی سے ناقہ بندی کی گئی تھی۔۔۔ دلاور کا اتنی سیکورٹی کے بیچ سے نکل پانا ممکن نہیں تھا۔۔۔۔

دوسری جانب دلاور بہت خوش تھا۔۔ ایک تو وہ جیل کی قید سے فرار ہوگیا تھا اور دوسرا اُس نے نضال کے آدمیوں کو پیسے دے کر اُنہیں خرید لیا تھا۔۔۔ جو اب اُس کے آگے نضال کی مخبری کرکے۔۔ نضال کو دلاور کے پاس لانے والے تھے۔۔۔ دلاور ایک بار پھر حویلی پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

مگر یہ بات فراموش کر گیا تھا کہ اِس بار اُس کا مقابلہ نضال شیر نواز سے تھا۔۔۔ جو اپنے رشتوں کے لیے جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔۔۔

دلاور کو بظاہر جو کچھ دیکھایا جارہا تھا۔۔ درحقیقت معاملہ اِس کے اُلٹ تھا۔۔۔۔

نضال کے آدمی دلاور کے آگے بکے نہیں تھے۔۔۔ اُس کے کہنے پر ہی اُس کے آدمی جان بوجھ کر دلاور کو بے وقوف بنانے کے لیے اُس کے مخالف ہوئے تھے۔۔۔۔

جبکہ دلاور اِسے اپنی جیت سمجھتا ابھی سے جشن کی تیاری کرنے لگا تھا۔۔۔

نضال کے آدمی صبح کے چھ بجے دلاور کے ساتھ کھیل کھیلتے اُس کے ہی کہنے کے مطابق نضال کو وہاں لے آئے تھے۔۔ جہاں دلاور اپنے آدمیوں کے ساتھ پہلے سے موجود تھا۔۔۔

دلاور یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ نضال کو دھوکے سے لائیں ہیں۔۔ اور نضال کو وہ یہاں یرغمال بنا کر آبرو کو بلیک میل کرکے یہاں بلوا لے گا۔۔۔

لیکن نضال اُس کے یہ ناپاک ارادے ناکام بنانے کی پہلے ہی پوری پلاننگ کرچکا تھا۔۔

نضال کے وہاں پہنچتے ہی دلاور کے کچھ کرنے سے پہلے ہی اُس کے آدمی بھاری تعداد میں اُن پر حملہ آور ہوتے دلاور کو نضال کے قدموں میں ڈال گئے تھے۔۔۔

جس کے بعد نضال نے دلاور کو اُس کی ایک ایک بکواس کا جواب دیتے اُسے اُس کی اوقات بتا دی تھی۔۔۔

دلاور اُس سے معافیاں مانگتا رہ گیا تھا۔۔ مگر نضال نے اُس کی عقل ٹھکانے لگانے کے بعد اُسے پولیس کے حوالے کردیا تھا۔۔۔ جہاں سے اب کی بار اُس کا نکلنا ناممکن تھا۔۔۔۔۔۔

نضال اِن سب معاملات میں اتنا بزی رہا تھا کہ گھر والوں سے رابطہ نہیں کرپایا تھا۔۔۔۔

لیکن نضال کو اب اچانک اپنے سامنے دیکھ حویلی میں ایک بار خوشیوں کی بہاریں اُتر آئی تھیں۔۔۔۔

برائی کا انجام ہمیشہ بُرا ہی ہوا تھا۔۔۔

چوہدری ربنواز ایک بار پھر اپنے بچوں پر آئی مصیبت کے ٹل جانے پر اپنے پروردگار کے حضور شکر بجا لائے تھے۔۔۔۔

جس نے اُنہیں مزید آزمائش سے بچا لیا تھا۔۔۔۔

★★★★★★★★★

پورا کمرہ اِس وقت گلاب کے پھولوں سے سجا انتہائی دلکش منظر پیش کررہا تھا۔۔۔۔ جہازی سائز بیڈ کے چاروں اوور گلاب اور موتیے کی لڑیوں سے سیج سجائی گئی تھی۔۔۔

"تم بہت خوش نصیب ہو جو تمہیں نضال جیسا محبت کرنے والا شخص ملا۔۔۔۔ جسے تمہاری قدر ہے۔۔۔ اور بے پناہ عزت کرتا ہے تمہاری۔۔۔ جو کچھ گزر چکا اُسے

بھول جاؤ۔۔۔ اور اُس پیارے سے انسان کا مزید دل مت دکھانا۔۔۔ کیونکہ اب تم ساری سچائی جانتی ہو۔۔۔ نضال کی کہیں بھی کسی بھی معاملے میں کوئی غلطی نہیں رہی ہے۔۔۔"

ثمن نے اُسے روم میں بیٹھانے کے بعد بڑی بہنوں کی طرح محبت سے سمجھایا تھا۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ آبرو اور نضال کے درمیان بدگمانی اب بھی قائم رہے۔۔۔

وہ سب اُسے روم میں بیٹھا کر جاچکی تھیں۔۔۔ آبرو کا دل بُری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اتنے دنوں سے نضال کو جس طرح تڑپا کر رکھا ہوا تھا۔۔۔ آج اُس سب کا حساب دینے کا ٹائم آچکا تھا۔۔۔

کل رات کے بعد آبرو کی نضال سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ مہندی کے فنکشن میں ساتھ بیٹھے ہونے کے باوجود نضال نے اُس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔۔

نضال کی یہ ناراضگی دیکھ آبرو کی گھبراہٹ کئی گنا بڑھ چکی تھی۔۔۔

اُسے ناراض ہونا تو بہت اچھی طرح آتا تھا مگر منانے میں وہ بہت اناڑی تھی۔۔۔۔ کبھی اُس نے کسی کو نہیں منایا تھا۔۔۔۔

بیڈ پر بیٹھ کر نضال کا انتظار کرتے گھبراہٹ کے مارے آبرو کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھی۔۔۔۔

آبرو کچھ سوچتی بیڈ سے اُٹھ آئی تھی۔۔۔ اُس کا رُخ ڈریسنگ ٹیبل کی جانب تھا۔۔ مگر ابھی وہ کمرے کے وسط میں پہنچی ہی تھی۔۔۔ جب دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ نضال روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔

آبرو کی سانسیں مدھم ہوئی تھیں۔۔۔ یک ٹک نضال کے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھتی وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

دروازہ لاک کرکے واپس پلٹتا نضال آبرو پر نظر پڑتے جیسے کہیں اور دیکھنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

وہ دوسری بار اُسے اپنی دلہن بنا دیکھ رہا تھا۔۔ مگر اِس بار جذبات پہلی بار کی نسبت بہت مختلف تھے۔۔۔ پہلے وہ اپنے جذبات سے بے خبر تھا۔۔ مگر اب وہ اس لڑکی کی اپنے دل اور زندگی میں اہمیت اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔۔۔۔

اور اب آگے کی زندگی میں آبرو شاہنواز کے بغیر ایک قدم بھی چلنے کی خواہش نہیں رکھتا تھا۔۔۔

بلڈ ریڈ لہنگے میں اُس کا نازک سراپا مزید رعنائیاں بکھیرتا نضال کے حواس معطل کرگیا تھا۔۔۔۔

نضال بے خود سا اُس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ اور کتنی ہی دیر یک ٹک اُس کے حسین رُوپ کو دیکھے گیا تھا۔۔۔

آبرو نضال کی اِس خاموشی کو اُس کی ناراضگی گردانتی نم آنکھوں کے ساتھ نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اُس کا پورا چہرا آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔۔

"آبرو واٹ ہیپنڈ۔۔۔ رو کیوں رہی ہو۔۔؟؟"

آبرو کی حسین آنکھوں سے گرتے موٹے موٹے آنسو دیکھ نضال تڑپ اُٹھا تھا۔۔۔ اُس کے گرد بازو کا حصار قائم کرتے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

مگر آبرو چپ ہونے کے بجائے اُس کے سینے پر سر رکھتی شدت سے رو دی تھی۔۔۔

"آبرو۔۔؟؟؟"

نضال کو اُس کے رونے پر تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ مگر اُس کی پکار کے جواب میں کہے جانے والے الفاظ نضال کے دل و دماغ پر فسوں طاری کرگئے تھے۔۔۔

"آئی لو یو سو مچ۔۔۔ نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر۔۔۔۔"

آبرو نضال کی شرٹ سینے سے مٹھیوں میں دبوچے اُس میں چہرا چھپائے نضال کو سرشار کرگئی تھی۔۔۔

نضال ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے آبرو کے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرتا اُسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

"میری جان یہ حسین اقرار بنا روئے بھی کیا جاسکتا تھا۔۔۔۔"

نضال اُس کی کان کی لوح کو لبوں سے چھوتا اُس کے لرزتے کانپتے وجود کو پوری طرح خود میں سمیٹ گیا تھا۔۔۔۔

"آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟؟"

آبرو اُس سے جدا ہونے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ اور نہ ہی نضال ایسا چاہتا تھا۔۔۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔۔۔ میں بھلا اپنی زندگی سے کیسے ناراض ہوسکتا ہوں۔۔۔"

نضال نے اُس کے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

"سچی۔۔۔ آپ ناراض نہیں ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟؟"

آبرو اُس کے راضی ہونے کا سن کر فوراً اُس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ نضال اُس کی یہ معصوم چلاکی دیکھ مسکراتا اُسے دور ہونے سے روک گیا تھا۔۔۔

"ایک منٹ تو یہ سب مجھے منانے کے لیے کیا جارہا تھا۔۔۔؟؟؟"

نضال اُس کے گلابی چہرے اور سوجی آنکھوں کو پوروں کی مدد سے چھوتا مصنوعی گھوری دیتے بولا۔۔۔

"جی۔۔۔ لیکن ابھی آپ نے کہا آپ ناراض نہیں ہیں مجھ سے۔۔۔ تو پلیز اب جانے دیں مجھے۔۔۔"

آبرو اُس کی بڑھتی جسارتوں پر گھبرا کر لال ہوتی اُس سے اپنی کلائیاں آزاد کروانے لگی تھی۔۔۔

"جانِ من اب آپ کے سارے راستے میری طرف ہی آتے ہیں۔۔۔ یہاں سے کسی صورت فرار ممکن نہیں ہے۔۔۔ بلکہ ابھی تو اصل ٹائم آیا ہے۔۔۔ اتنے دن مجھے خود سے دور رکھا۔۔۔ اُس سب کا حساب کون دے گا۔۔۔"

نضال نے اُس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے اپنے مزید قریب کیا تھا۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔ مجھے آپ کی کوئی بات سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ مجھے چینج کرنا ہے۔۔۔"

آبرو اُس کی نگاہوں کی گستاخیوں پر اندر تک سہم گئی تھی۔۔۔

"طبیعت کے ساتھ ساتھ ہوش بھی ٹھکانے لگانے کی بات ہی تو کررہا ہوں مائی لو۔۔۔۔"

نضال نے ہاتھ بڑھا کر اُس کی نتھ کھول دی تھی۔۔ اُس کی بولتی گنگناتی قربت پر آبرو کا پورا وجود لرزنے لگا تھا۔۔۔

"بچپن سے لے کر تمہارے واپس میری زندگی میں آنے تک کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں تھا جو میں نے تمہیں یاد نہ کیا ہو۔۔۔ جب دل بہت زیادہ بے چین ہوتا تو تمہاری وہ پیاری سی تصویر لے کر گھنٹوں اُس پھولے گالوں والی معصوم لڑکی سے باتیں کرکے اپنے اندر کی تنہائیاں کم کرنے کی کوشش کرتا۔۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم مجھے واپس ملو گی۔۔۔۔ تمہارے لیے محبت اِس دل میں بہت پہلے سے ہے۔۔۔۔ جو بہت سی بدگمانیوں کے نیچے دب کر اتنا عرصہ مجھ سے ہی روٹھی رہی۔۔۔۔ جس کی تم سے دور رہ کر اب میں نے بہت ساری سزا بھی بھگت لی ہے۔۔۔۔ اب اِس دل کو شدت سے احساس ہوچکا ہے کہ تمہارے علاوہ اِس کا ٹھکانا کہیں نہیں ہے۔۔۔۔ تم ہو تو نضال شیر نواز ہے۔۔۔۔"

نضال ایک بار پھر اپنے لفظوں سے اُسے معتبر کرتا عرش پر پہنچا گیا تھا۔۔۔

آبرو بھی دھیمی سروں میں مسکراتی اُس کے بولے جانے والے ہر لفظ پر ایمان لے آئی تھی۔۔۔

"اور میں تو اُس دن سے آپ کی دیوانی ہوں۔۔۔ جب پہلی بار روڈ پر اُس عورت کی مدد کرتے دیکھا تھا آپ کو۔۔۔۔ اُس کے بعد سے میری دیوانگی میں دن بدن اضافہ ہی ہوا ہے۔۔۔۔ آپ کبھی اندازہ نہیں لگا پائیں گے آپ میرے لیے کیا ہیں۔۔۔۔"

آبرو مترنم دھیمی آواز میں اپنی محبت کا اقرار کرتی نضال کو مزید اپنا دیوانہ بنا گئی تھی۔۔۔

"تو کیا آج دیدار ہوسکتا ہے۔۔۔ جس کو دیکھنے کے لیے میں بچپن سے لے کر آج تک بے قرار ہی رہا ہوں۔۔۔"

نضال شوخی سے بولتا آبرو کو حیا آلود کرگیا تھا۔۔

"زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔ آپ کی اِس بے قراری کو۔۔۔"

آبرو کا اشارہ اُس دن اُس کی بے ہوشی کے بعد اُس کے کندھے پر موجود برتھ مارک دیکھ لینے کی جانب تھا۔۔۔

"تم نہیں جانتی اُس دن کتنے مشکل سے خود پر ضبط کے پیرے بیٹھائے تھے میں نے۔۔۔"

نضال اُس کا آہستہ آہستہ دور کھسکنا نوٹ کرچکا تھا۔۔

"تو ابھی بھی اُس ضبط کا دامن تھامے رکھیں۔۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔۔۔ اور نیند بھی بہت آرہی ہے مجھے۔۔۔"

آبرو نظر بچا کر نضال کی گرفت سے نکل ہی رہی تھی۔۔۔ جب نضال اُس کی چوری پکڑتا اُسے واپس اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔

"ایسی کی تیسی تمہاری نیند کی۔۔۔"

نضال کے جارحانہ انداز میں کھینچنے پر آبرو اپنی کھلکھلاہٹ پر قابو نہیں پاسکی تھی۔۔۔۔

جس میں اُس کا پورا ساتھ دیتے نضال اُسے خود میں سمیٹ گیا تھا۔۔۔۔

آدھ کھلی کھڑکی سے جھانکتا چاند اُن کے اِس خوبصورت ملن پر شرماتا آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

ختم شد